

عشرہٴ مجالس

عورت اسلام

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

عشرہ مجالس

محوریت اور اسلام

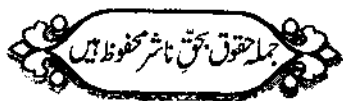
بمقام.....

امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی، کراچی

۱۱ تا ۲۰ صفر ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۹۸۹ء

..... انیس خطابت.....

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی



نام کتاب : عشرہ مجالس "عورت اور اسلام"
 مقرر : علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی
 اشاعت : اول (۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء)
 تعداد : ایک ہزار
 کمپوزنگ : طارق وحید
 قیمت : ۳۰۰ روپے
 ناشر : محسنہ میموریل فاؤنڈیشن

فلٹ نمبر 102، مصطفیٰ آرکیڈ،
 سندھی مسلم کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی،
 کراچی، فون: 02134306686

website: www.allamazameerakhtar.com

--- { کتاب ملنے کا پتہ } ---

MUSTAFA ARCADE
 Flat #102, Plot 119-A
 S.M.C.H.S. KARACHI
 PAKISTAN
 Ph# 02134306686

IMAM BARGAH
 DUA-E-ZEHRA
 2 Lorne Road
 NN 1 3RN U.K.
 Ph# 07989344151

Community News & Views
 11 Amesbury Court
 Robbinsville N.J. 08891
 U.S.A Ph# 0016093300015

H.NO.22-3-145,
 Darab Jang Lane,
 Yakutpura,
 Hyderabad A.P. INDIA
 Ph# 00918099247402

6 Edwards Mews
 Islington
 London N1 1SG
 Ph# 00447958344614
 00442072269057

Abbas Book Agency
 Rustam Nagar
 Dargah Hz. Abbas
 Lucknow-3 U.P.
 INDIA
 Ph# 00919369444864

Alamdar Book Depot
 Imam Bargah
 Shuhda-e-Karbal
 Ancholi Society
 Karachi
 Ph# 02136804345

Ittikhar Book Depot
 43-Main Bazar
 Islampura,
 Lahore
 Ph# 042-37223686

Ahmed Book Depot
 Phatak Imam Bargah
 Shah-e-Karbala
 Rizvia Society
 Karachi



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست

۱۔ خطابت کا روشن آفتاب

(تحریر: رائے کاظم حسین کھرل) ----- ۲۳

پہلی مجلس

قرآن میں عورت

(صفحہ نمبر ۳۰ تا ۴۷۰) -----

- ۱۔ گزشتہ عشروں کی تفصیل -----
- ۲۔ خطابت کا سفر محدود نہیں بلکہ ارتقا پذیر ہے -----
- ۳۔ اس موضوع پر اب تک صرف دو حضرات نے گفتگو کی مگر -----
- ۴۔ ہر سال عنوان وقت اور حالات کے مطابق ہوتا ہے -----
- ۵۔ ہمارے عنوانات پر کوئی تقریر یا عشرہ نہیں ہوا -----
- ۶۔ دو سو کتابیں عورت اور اسلام پر لکھی گئیں -----
- ۷۔ قرآن، حدیث اور تارتخ ہمارے استدلال کے ماخذ ہیں -----
- ۸۔ قرآن نے پانچ عورتوں کا ذکر اچھے الفاظ میں نہیں کیا -----



- ۹۔ پورے قرآن میں صرف ایک عورت کا نام ہے۔
- ۱۰۔ پہلی تربیت گاہ ماں کی آغوش ہوتی ہے۔
- ۱۱۔ عورت اور بے خواتین کا لفظ اور ہے۔
- ۱۲۔ جناب فاطمہؑ کو ہر صفت عطا کر دی گئی۔
- ۱۳۔ مرکز تعارف ہیں جناب فاطمہؑ۔
- ۱۴۔ اُم الکتاب اور اُم العلوم کس کے القاب ہیں؟
- ۱۵۔ کسی مذہب اور تہذیب نے عورت کو وقار نہیں دیا۔
- ۱۶۔ مصر میں دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے عورتوں کی قربانی دی جاتی تھی۔
- ۱۷۔ ہر نبی کو بیٹا مگر ختمی مرتبت کو بیٹی، کیوں؟
- ۱۸۔ رسولؐ بیٹی کی تعظیم کیوں کرتے تھے۔
- ۱۹۔ میر انیس کے اشعار۔
- ۲۰۔ ذاکرین نے سیرت زینبؑ کا مطالعہ نہیں کیا۔
- ۲۱۔ مقصد حسینؑ کی قیادت سپرد زینبؑ تھی۔
- ۲۲۔ مجھے دکھا دو قافلے کی قیادت کیسے کر دو گی؟
- ۲۳۔ جو لقاے رب ہے وہ ہماری مرضی ہے۔
- ۲۴۔ میں بھائی کی طرح منزل امتحان سے گزروں گی۔
- ۲۵۔ ایک رات میں زینبؑ نے کتنے کام کئے۔
- ۲۶۔ بہن اور بھائی کا رشتہ کر بلا میں مکمل سامنے آیا۔
- ۲۷۔ ایک بار سورج کی کرن زینبؑ کے چہرے پر پڑی۔
- ۲۸۔ کاش! کبھی ایسا موقع آتا، میرا بھائی سوتا۔



دوسری مجلس

آسیہ اور مادرِ وہب کلبی

..... (صفحہ نمبر ۴۸ تا ۷۳)

- ۱۔ پورے ملک کی، سب مولویوں کی سربراہی ایک عورت کر رہی ہے۔۔۔۔۔
- ۲۔ ہم آپ کے مشوروں پر تقریر نہیں کرتے۔۔۔۔۔
- ۳۔ شیعیت میں سیاست نہیں ہے۔۔۔۔۔
- ۴۔ بنو امیہ اور بنو عباس کی سیرت پر ملک کا ایک سربراہ چلا۔۔۔۔۔
- ۵۔ یزیدیت اور فرعونیت کے سحر کو کس نے توڑا تھا۔۔۔۔۔
- ۶۔ سرکش کے مقابل ہمیشہ عورت آئی۔۔۔۔۔
- ۷۔ امام حسینؑ کے بعد کربلا کی قیادت کس کے پاس تھی۔۔۔۔۔
- ۸۔ الیکشن (Election) کے وقت کوئی اپنا آئیڈیل (Ideal) نہیں بناتا۔۔۔۔۔
- ۹۔ کائنات کی پہلی مثال، ہماری لیڈر فاطمہؑ ہے۔۔۔۔۔
- ۱۰۔ میاں نورانی کا عقیدہ ضائع ہو گیا۔۔۔۔۔
- ۱۱۔ سیاست کا خلفشار صرف حکومت کے لئے ہوتا ہے۔۔۔۔۔
- ۱۲۔ امام وقت کے مقابل ہمیشہ باطل آتا ہے۔۔۔۔۔
- ۱۳۔ فذک اور جمل میں فرق کیا ہے؟۔۔۔۔۔
- ۱۴۔ سورہ احزاب اور سورہ تحریم کا مسلمان غور سے مطالعہ کریں۔۔۔۔۔
- ۱۵۔ شوہر کافر، خدائی کا دعوے دار مگر آسیہؑ کی عظمت۔۔۔۔۔
- ۱۶۔ اللہ عورت پر بھی وحی کرتا ہے۔۔۔۔۔



- ۱۔ جس پر وحی ہووہ کافر نہیں ہوتا۔
- ۱۸۔ ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے ایک شیعہ تھا۔
- ۱۹۔ آگ شیعہ کو نہیں جلا سکتی، آگ کے ماتم کی وجہ۔
- ۲۰۔ نارِ جہنم تمہارے شیعوں کو یا علیؑ جلا نہیں سکتی، (رسول اکرم)۔
- ۲۱۔ جدید مرثیے کے چند بند۔
- ۲۲۔ ایمان کو دیکھ کر درہم رہتا ہے اور کھل بھی جاتا ہے۔
- ۲۳۔ کبھی کبھی ہم نبی کو کفرستان میں پالتے ہیں۔
- ۲۴۔ مکہ کفرستان تھا، ابوطالبؑ کی گود پاک تھی۔
- ۲۵۔ موسیٰ نے اپنی ماں کا دودھ پیا اور ختمی مرثیہ۔
- ۲۶۔ حلیمہ کب آئیں، کیا پانچ سال کا بچہ ماں کا دودھ پیتا ہے!
- ۲۷۔ بہشتی زیور کی چھپائی اور ہمارے تحفۃ العوام کی چھپائی۔
- ۲۸۔ خدا نے کائنات میں صرف فاطمہؑ کو سب سے زیادہ عورتوں میں فضیلت عطا کی۔
- ۲۹۔ آسیہؑ، مریمؑ، خدیجہؑ، زینبؑ کسی سے ذریں نہیں۔
- ۳۰۔ آسیہؑ منزل امتحان سے مسکرا کر گزر گئیں۔
- ۳۱۔ جنت میں صرف چار قصر ہیں، عورتوں کے۔
- ۳۲۔ صاحب ایمان موت کے وقت مسکراتا ہے۔
- ۳۴۔ مادِ وہب کبھی بیٹے کے لاشے کے انتظار میں۔
- ۳۵۔ زوجہ وہب کبھی کی عارفانہ الوداعی گفتگو۔
- ۳۶۔ عورت کے حقوق شہادت حسینیت میں بدل گئے۔
- ۳۷۔ زوجہ وہب کبھی میدانِ جنگ میں۔



تیسری مجلس

جناب ہاجرہ اور جناب فضہ

..... (صفحہ نمبر ۷۵ تا ۹۶)

- ۱۔ ہر قلم کار نے عورت کا ذکر کیا۔
- ۲۔ عورت نہ ہوتی تو زندگی بڑی پرسکون ہوتی۔
- ۳۔ شریعت میں خالہ کی بیٹی سے شادی جائز ہے۔
- ۴۔ مسلمانوں کا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر الزام۔
- ۵۔ شاہ مصر نے جناب ہاجرہ کو حضرت ابراہیمؑ کی کنیزی میں پیش کیا۔
- ۶۔ ہاجرہ کنیز نہیں تھیں۔
- ۸۔ سارہ اور ہاجرہ مرتبے میں برابر ہیں۔
- ۹۔ نبوت کی تاریخ عورت کی تاریخ ہے۔
- ۱۰۔ مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے آئینے میں نبی کی بیویوں کو دیکھا۔
- ۱۱۔ قریش کی عورتوں نے خدیجہؓ کے پاس آنے سے انکار کیا۔
- ۱۲۔ شیعیت ہر نبی کے گھرانے کی عورت کی طہارت و عصمت کو بچاتی ہے۔
- ۱۳۔ جس پر خدا لعنت کرے اس پر ہم بھی لعنت کریں گے۔
- ۱۴۔ پہلی اہل بیتؑ کی اہل ہاجرہ ہیں۔
- ۱۵۔ ہاجرہ کی چادر خانہ کعبہ کا علاف بن گئی۔
- ۱۶۔ جناب ہاجرہ کا مدفن خانہ کعبہ (حطیم) ہے۔
- ۱۷۔ جناب ہاجرہ کی زبان کا نام عربی پڑ گیا۔
- ۱۸۔ اگر اردو عورتوں نے بنائی ہے تو کیا عربی مردوں نے بنائی تھی۔

- ۴۔ قرآن میں قصہ یوسف کیوں سنایا گیا۔
- ۵۔ نبوت و عصمت دولت سے نہیں نکلا کرتی۔
- ۶۔ مصر کی اُمت خوش قسمت، نبی کو کاغذ قلم دے دیا۔
- ۷۔ یوسفؑ کی قیمت قرآن کی ایک آیت۔
- ۸۔ اہل بیتؑ کے گھر کی روٹی کا وزن دو آیات قرآن۔
- ۹۔ زلیخا نے یوسفؑ کو بیٹا سمجھا کب تھا؟
- ۱۰۔ عورتوں کو سورہ یوسف کی تفسیر نہ بتاؤ، قول معصوم۔
- ۱۱۔ علیؑ جنت کے دروازے خود نہیں کھولیں گے۔
- ۱۲۔ ایمان نہیں گھبرایا، زلیخا گھبرا گئی۔
- ۱۳۔ مرد جب توحید کے مقابل آجائے تو قدرت اُسے عورت سے رُسوا کراتی ہے۔
- ۱۴۔ جب عورت سرکش ہو جائے تو بچے سے ذلیل کرائی جاتی ہے۔
- ۱۵۔ جمل میں سترہ ہزار لاشیں اور بالوں میں کنگھی ہو رہی تھی۔
- ۱۶۔ ادھر زلفوں کے غم نکلتے ہیں ادھر سب کے دم نکلتے ہیں۔
- ۱۷۔ ظاہر میں زلیخا کی سفارش دل میں خواہش۔
- ۱۸۔ زلیخا کو یوسفؑ سے سچی اور روحانی محبت نہیں تھی۔
- ۱۹۔ زلیخا اگر تم نور محمدؐ کو دیکھ لیتیں تو تمہارا کیا ہوتا۔
- ۲۰۔ یوسفؑ اور زلیخا کا عقد کہاں اور کس نے پڑھایا۔
- ۲۱۔ جہاں محبت محمدؐ نہ ہو اولاد نہیں ہوتی۔
- ۲۲۔ یوسفؑ اور زلیخا کے تابوت ایک ساتھ اٹھے، ایک ہی جگہ مدفون ہے۔
- ۲۳۔ اے حمیرا! کاش تم میرے سامنے مرجائیں۔

یاں چوں مجلس

شہزادی کوئین سلام اللہ علیہا

.....﴿صفحہ نمبر ۱۲۰ تا ۱۲۳﴾.....

- ۱۔ ذاکر کبھی کبھی اپنی سماعت کے لئے بھی تقریر کرتا ہے۔
- ۲۔ گھر، خاندان، معاشرہ، ملک کیسے اچھے بنیں گے۔
- ۳۔ خاندان کی ماں اچھی ہے تو سب اچھا ہے۔
- ۴۔ تبلیغ سے پہلے نبیؐ نے ایک پاک سیرت مٹی تیار کی۔
- ۵۔ ماں کی پہچان شجرے اور خاندان کی پہچان ہے۔
- ۶۔ آٹنی فیصد عزا داری عورتوں کی مرہونِ منت ہے۔
- ۷۔ ہمارا یہ منبر سے بولنا ہماری ماں کا احسان ہے۔
- ۸۔ ہم نے کسی مولوی یا مدر سے خطابت نہیں سیکھی۔
- ۹۔ علوم کائنات کی ماں ذاکر کا ہاتھ تھا متی ہے۔



- ۱۰۔ اٹھارہ برس میں زہرائے سارے کام مکمل کر دیے۔
- ۱۱۔ بچہ جب گھرواپس آئے تو ماں پوچھے کہاں گئے تھے۔
- ۱۲۔ شہزادے باقاعدگی سے نانا اور بابا کے خطبے سنتے تھے۔
- ۱۳۔ پردے میں رہتے کہ گود میں شیر جیسا میٹا آ جائے۔
- ۱۴۔ اقبال کی شاعری کا مرکز عورت ہے۔
- ۱۵۔ رسول اللہ کی ساری حدیثیں صرف جناب فاطمہ کے بارے میں کیوں ہیں۔
- ۱۶۔ باقی بیٹیاں زندہ کب تھیں اور مریں کب۔
- ۱۷۔ سب خشک و تر قرآن میں کہاں ہے۔
- ۱۸۔ الف ب ت ر یہ ابتر کیا ہے؟
- ۱۹۔ عربی کا لفظ ٹوٹ کر بمعنی رہتا ہے۔
- ۲۰۔ سورہ کوثر کی تشریح۔
- ۲۱۔ ہر آیت کے سات معنی ہوتے ہیں۔
- ۲۲۔ کافر کوثر سمجھ گئے مسلمانوں کی سمجھ میں نہ آیا۔
- ۲۳۔ کوثر کے معنی فاطمہ ہیں، ایک سنی عالم۔
- ۲۴۔ اہل بیت کے در کا بھکاری بھی قنبر ہوتا ہے۔
- ۲۵۔ تمام فرقوں کی عورتیں جناب سیدہ کو خاتونِ جنت کہتی ہیں۔
- ۲۶۔ مدینے کا یہودی احترام کرے مسلمان کو شرم نہ آئے۔
- ۲۷۔ گل طاہرہ (گھٹھیریا) کی کہانی۔
- ۲۸۔ جناب سیدہ کو یہودی نے شادی میں کیوں دعوت دی؟
- ۲۹۔ کبھی زیرے مرنے کے بعد یہ جیلے سونے سے لکھے جائیں گے۔



- ۳۰۔ جناب سیدہ کو یہودی نے شادی میں کیوں دعوت دی؟
- ۳۱۔ کبھی میرے مرنے کے بعد یہ جملے سونے سے لکھے جائیں گے۔
- ۳۲۔ جناب سیدہ کی کہانی تحقیق کے ساتھ۔
- ۳۳۔ بابا! بہت دن ہو گئے نانا کی قبر پہ نہیں گئے۔
- ۳۴۔ ہاشمی جوانوں کی تلواروں کے سائے میں شہزادیاں قبر نبی پر اور بعد کر بلا چھٹی مجلس

جناب ام سلمہؓ

..... (صفحہ نمبر ۱۳۴ تا ۱۶۵)

- ۱۔ یہ تقاریر تجربے، تبصرے اور تحقیق سے پیش کی جا رہی ہیں۔
- ۲۔ نبوت کی تصدیق سب سے پہلے ایک عورت نے کی۔
- ۳۔ مرد کی بات بیوی مان لے، گارنٹی (guarantee) نہیں۔
- ۴۔ ایک سادھو مہاراج کا لطیفہ۔
- ۵۔ بنی ہاشم نے بہو نہیں ڈھونڈی، انتخاب خدا کا تھا۔
- ۶۔ پڑی تھی لوٹ محمدؐ کے جب گھرانے میں۔
- ۷۔ بار نبوت ایک ہی بیوی پر کیوں رہا؟
- ۸۔ پیغمبر اسلامؐ نے تمام بیویوں کے ساتھ عدل کیا۔
- ۹۔ انگریز مؤرخین نے شان رسالت میں گستاخی کیوں کی؟
- ۱۰۔ سب بیویوں میں صرف دو کنواری تھیں پہلی اور آخری۔
- ۱۱۔ اُن تیس برس میں مطلق سر کے بال جھڑ گئے، آواز مردانہ تھی۔
- ۱۲۔ جہاں چار جمع ہو جائیں، قیامت آتی ہے۔



- ۱۳۔ ام حبیبہ بیوہ نجاشی نے مہر ادا کیا، ابوسفیان کی بیٹی مگر
- ۱۴۔ یہودیوں کا زور ایک شادی نے توڑ دیا
- ۱۵۔ یہودی سمجھدار تھا، داماد کا گھر نہیں اُجازا، وہ کون تھا؟
- ۱۶۔ ام المومنین وہ ہے جو باپ کو پیغمبر کی جگہ بیٹھنے نہ دے
- ۱۷۔ جناب ام سلمیٰ حضرت علی کی ہم عمر تھیں
- ۱۸۔ نبی کی بیویوں میں دو پارٹیاں بن گئی تھیں، (ڈپٹی نذیر احمد)
- ۱۹۔ اُحد کے دو گروہ آج بھی موجود ہیں
- ۲۰۔ ام سلمیٰ کے گھر آئیہ تطہیر کا اہتمام کیوں ہوا؟
- ۲۱۔ کساءِ یمانی دیکھ کر سینے پر سانپ لوٹ جاتے تھے
- ۲۲۔ ام سلمیٰ تم خیر پر ہو، شر کہاں ہے
- ۲۳۔ مجلس پڑھنے سے زیادہ سننا مشکل ہے
- ۲۴۔ ہماری حدیث بازاری لوگوں کو نہ بتانا
- ۲۵۔ لوگ مجمع معیار سمجھتے ہیں، ہم مجمع بھگاتے ہیں
- ۲۶۔ بیس برس بعد پتہ چلا مجلس سنی کیسے جاتی ہے
- ۲۷۔ منبر حسین پر بے ادبیاں نہیں ہونی چاہئیں
- ۲۸۔ ماں دس سال میں بچے کو فقہ سکھادیتی ہے
- ۲۹۔ پی ایچ ڈی (Ph.D) کی کلاس (class) میں پانچویں جماعت والے
- ۳۰۔ فضائل آل محمد کا پہلا زینہ حدیث کساء
- ۳۱۔ حدیث کساء اور زیارت حسین جس کی سمجھ میں آ گئی ہو وہ ہمیں نے
- ۳۲۔ نہ ہم تبلیغ کرتے ہیں نہ غیر کو سناتے ہیں
- ۳۳۔ بکنگ (booking) نہیں تھی کیوں لائے؟



۳۴۔ یہ کاروان قیامت تک شیطان کے پیچھے جائے گا۔

۳۵۔ عورتوں نے سمجھایا کہ صحیح اسلام کیا ہے؟

۳۶۔ پانچ بہنیں اسلام میں گزری ہیں۔

۳۷۔ دو کے بھائی پچھڑے پھر مل گئے مگر تین کو بھائی واپس نہ ملے۔

۳۸۔ صفیہؓ بھائی کا لاشہ دیکھتیں تو شاید دم توڑ دیتیں۔

۳۹۔ جناب زینبؓ اور معصومہؓ قم دونوں کے اٹھارہ بھائی تھے۔

۴۰۔ معصومہؓ قم بھائی کی موت کا صدمہ سہ نہ سکیں اور زینبؓ

ساتویں مجلس

جناب خدیجہؓ اور فاطمہ بنتِ اسدؓ

..... (صفحہ نمبر ۱۸۷ تا ۱۹۶)

۱۔ شعر ذہن میں فکر پیدا کرتا ہے۔

۲۔ ذا کری سیکھنے کا کوئی مرکز نہیں ہے۔

۳۔ کامل خطیب کا پتہ عنوان سے چلتا ہے۔

۴۔ تحفۃ العوام اور توضیح المسائل منبر کا موضوع نہیں ہیں۔

۵۔ قرآن، حدیث، تاریخ اور خطیب کی مشکلات۔

۶۔ علم و ادب، نظم و نثر، فلسفہ کہاں کہاں نظر ہونی چاہئے۔

۷۔ جاہل اکڑے تو مجلس میں نہیں آتا۔

۸۔ مرد اور عورت کا علم الگ الگ ہے۔

۹۔ ممتاز کے مقابل زرد جو اہر بیچ ہیں۔

۱۰۔ ممتاز کو دیکھ کر سورج کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔



- ۱۱۔ ممتا کے آگے نبوت نے بھی سر جھکا یا ہے۔
- ۱۲۔ ممتا بھی ایک مذہب ہے۔
- ۱۳۔ آدمؑ کو زوجہ کی نہیں اولاد کی ضرورت تھی۔
- ۱۴۔ روسی ناول نگار، میکسم گورکی کا افسانہ ”ماں کا دل“۔
- ۱۵۔ جہاں فکرِ آلِ محمد ہے وہاں علم ہے۔
- ۱۶۔ جنت تلاش کرتے کرتے اُونٹ پر قربانیاں ہو گئیں۔
- ۱۷۔ مصنوعی ماں کے پیروں کے نیچے جنت نہیں ہوتی۔
- ۱۸۔ ماں کے پیروں کے نیچے جنت ہے، (حدیثِ حسینؑ ہے)۔
- ۱۹۔ کسی پیغمبر نے اپنی بیٹی کو ماں نہیں کہا۔
- ۲۰۔ اگر بچہ ماں کی گود سے چھن جائے، برسوں گرمی نہیں جاتی۔
- ۲۱۔ خدیجہؓ کی گود کی گرمی فاطمہ بنتِ اسدؓ ہی سمجھ سکتی تھیں۔
- ۲۲۔ علیؓ پندرہ سال خدیجہؓ کے گھر میں پروان چڑھے۔
- ۲۳۔ ماں جو نسل کا انتظام کر جائے نہ کہ نسل کٹوا جائے۔
- ۲۴۔ گھر میں جب بہو آتی ہے تو بزرگوں سے پوچھتی ہے۔
- ۲۵۔ ”میرے شوہر کو بچپن میں کس نے پالا“ جنابِ خدیجہؓ کا سوال۔
- ۲۶۔ فاطمہ بنتِ اسدؓ بھرا گھر انا چھوڑ کر، شاداب چمن چھوڑ کر چلیں۔
- ۲۷۔ علیؓ یہ تمہاری ماں نہیں میری ماں مر گئی۔
- ۲۸۔ فاطمہ بنتِ اسدؓ کا جنازہ، کروڑوں فرشتے ستر تکبیریں۔
- ۲۹۔ علیؓ اپنی ماں کا بھی امام ہے۔
- ۳۰۔ عورت عقائد کو مستحکم کرتی ہے۔
- ۳۱۔ کربلا کی ماؤں نے موت پر ممتا کو صدقے کر دیا۔



- ۳۲۔ مرکز مودت کربلا میں حسینؑ تھے۔
- ۳۳۔ یوم عاشور ملائکہ کو پروردگار کا حکم۔
- ۳۴۔ کربلا میں کائنات کی نگاہیں حسینؑ کے اشارے کی منتظر تھیں۔
- ۳۵۔ مسلم بن عوجہ کا بچہ میدان جنگ میں۔
- ۳۶۔ عاشور کے دن ام رباب نے علی اصغرؑ کو مجاہد بنا کر بھیج دیا۔
- ۳۷۔ ام رباب کی گود کی گرمی کم نہیں ہوئی، سکینہ تھیں، ایک ڈھارس تھی۔
- ۳۸۔ زنداں کے در پہ ایک بی بی بیٹھی ہے۔
- ۳۹۔ میری بچی کی قبر پر کون چراغ جلائے گا۔
- آٹھویں مجلس

جناب زینبؑ اور جناب ام کلثومؑ

..... (صفحہ نمبر ۱۸۸ تا ۲۱۴)

- ۱۔ عورت لسانیات کی بانی ہے۔
- ۲۔ کنیزانِ علیؑ و فاطمہؑ نے اردوزبان بنائی۔
- ۳۔ صرف الفاظ زبان نہیں بناتے۔
- ۴۔ اردوزبان اسلام کی عورت بنا رہی تھی۔
- ۵۔ لفظ بی بی کے معنی جناب سیدہ ہیں۔
- ۶۔ بی بی کی نیاز، بی بی کی کہانی، بی بی کا کونڈا، بی بی کی صحت۔
- ۷۔ تین میں نہ تیرہ میں، سلی کی گرہ میں۔
- ۸۔ لفظ جمال و اردو اور سندھی میں جمل سے آیا۔
- ۹۔ اسلام میں جنگ کی بنیاد عورت نے رکھی۔

- ۱۰۔ عربی میں حنتمہ کے معنی کالی ہانڈی ہیں
- ۱۱۔ حنتمہ اور نوفل کی دوستی کا پھل کون ہے؟
- ۱۲۔ بنی ہاشم کو سب کے شجرے یاد تھے۔
- ۱۳۔ نبی البلاغہ سے بلاغت النساء تک۔
- ۱۴۔ معاویہ کے دربار میں جناب اُروئی بنت حارث کی مجاہدانہ گفتگو۔
- ۱۵۔ عورت کو چھیڑا جائے تو وہ سارے پول کھول دیتی ہے۔
- ۱۶۔ خطابت دل کی آواز ہوتی ہے۔
- ۱۷۔ علیؑ والا ہر دور میں اکڑتا ہے، اس کی اکڑ چھینی نہیں جاسکتی۔
- ۱۸۔ منی میں حج کے موقع پر حبشی غلام کون ڈھونڈتا تھا؟
- ۱۹۔ ابوسفیان کی بیوی کا کردار۔
- ۲۰۔ معاویہ کا شجرہ علیؑ کی بہن نے کھول دیا۔
- ۲۱۔ ابو ہریرہ کا چہرہ بلی کی طرح تھا۔
- ۲۲۔ شام جاتے جو حدیثیں گرجاتی تھیں کون چنتا تھا۔
- ۲۳۔ آئے دن کسی نہ کسی بیوی کا باپ بیٹی پر ناراض ہوتا۔
- ۲۴۔ علیؑ کی بھی تیرہ بیویاں تھیں کوئی رنگیلا علیؑ نامی کتاب نہ لکھ سکا۔
- ۲۵۔ تیرہ مذہب گھر میں بن چکے تھے۔
- ۲۶۔ حسرت رہی رسولؐ کی اولاد ہمیں نانا کہہ کے پکارے۔
- ۲۷۔ ہم صرف نانا کہتے نہیں نانا ڈے بھی مناتے ہیں۔
- ۲۸۔ سب سادات حسن و حسینؑ کے پوتے ہیں۔
- ۲۹۔ عورت نہ ہوتی تو شجرے پہچانے نہ جاتے۔
- ۳۰۔ راجہ دسرتھ اور اُس کی تین بیویاں۔

۵۰۔ ان سیرادن ہے بھائی کا چہرہ بیس دیکھا

- ۵۲۔ عبد اللہ ابن عباس بھائی بہن میں جدائی ڈالنا چاہتے ہو۔
- ۵۳۔ بہن بھائی کے ساتھ جیسے گی بھائی کے ساتھ مرے گی۔
- ۵۴۔ زینبؓ کی زندگی چادر تھی، چھن گئی، زینبؓ مر گئیں، (مولانا سبط حسین اعلیٰ اللہ مقام)۔
- ۵۵۔ بنی ہاشم کی عورتیں دو چادریں اوڑھتی تھیں۔
- ۵۶۔ میرے باپ نے مجھے راز کی باتیں بتائی تھیں۔
- ۵۷۔ پھوپھی بھتیجا ایک دوسرے کا تعارف کر رہے تھے۔
- ۵۸۔ امام باڑے میں شہ نشین کسے کہتے ہیں۔
- ۵۹۔ بیٹا عصر عاشور تیرا باپ مارا گیا، میں تعزیت نہ دے سکی۔

نویں مجلس

خواتین اودھ اور نور جہاں

..... (صفحہ نمبر ۲۳۵۳۲۱۵)

- ۱۔ وہ عظیم خواتین جن کا ہم ذکر نہ کر سکے۔
- ۲۔ صحابیات، ازواج اکملہ وائل بیت کی دختران اور کنیزیں، محبت علیؑ میں سرشار عورتیں۔
- ۳۔ کراچی کی عزاداری اودھ کی عزاداری کا عکس ہے۔
- ۴۔ موجودہ عزاداری کیسے ترتیب پاتی گئی تو یہاں تک پہنچی۔
- ۵۔ انڈیا گورنمنٹ آج بھی امام باڑوں کی مقروض ہے۔
- ۶۔ برصغیر میں پہلی شرعی اور فقہی حکومت کس نے قائم کی۔
- ۷۔ کشور محل کس طرح لندن گئیں اور کیسے وہاں قیام کیا؟
- ۸۔ نولا کھ کا ہار ملکہ کے بیٹے کو سلامی میں دے دیا۔
- ۹۔ بیگم حضرت محل نے انگریزوں سے جنگ کیسے لڑی۔



- ۱۰۔ دکن میں بی کا علم اور اُس کی تاریخ
 - ۱۱۔ نور جہاں اپنے باپ اور شوہر کے ہمراہ ہندوستان میں
 - ۱۲۔ قاضی نور اللہ شوستری، اعلیٰ اللہ مقامہ کا واقعہ، نور جہاں کا انتقام
 - ۱۳۔ علی بند اور حسین بند زیوروں کے نام
 - ۱۴۔ اودھ کے بادشاہوں کی بیگمات نے محل نہیں امام باڑے بنوائے
 - ۱۵۔ نگر اوں کے سفید خر بوزے، تبرک کا معجزہ
 - ۱۶۔ تبرک میں سونے کی اشرفی بانٹنا
 - ۱۷۔ حسن کی بیٹی بیٹھی ہے، تھم جاد یوارژک گئی
 - ۱۸۔ جناب ام لیلیٰ کا شجرہ نسب
 - ۱۹۔ جناب عہد اللہ ابن جعفر اور شہزادہ علی اکبر کے ہاں ہر وقت لنگر جاری رہتا
 - ۲۰۔ گھوڑے پر حسین، ایک طرف عباس دوسری طرف علی اکبر
 - ۲۱۔ میر ابن امیر، پردے کا بڑا خیال رکھتا ہے
 - ۲۲۔ بابا میری ماں غیرت دار خاندان کی ہے، پردے کا خیال رکھیے گا
- دسویں مجلس

جناب ماریہ قبطیہ

..... (صفحہ نمبر ۲۳۶ تا ۲۵۶)

- ۱۔ کتنے ہی ذیلی عنوانات رہ گئے
- ۲۔ مجھے اطمینان ہو گیا، جہلانے آنا چھوڑ دیا
- ۳۔ تنقید بصورت غیبت نہیں کرنی چاہئے
- ۴۔ ہماری سکھائی خطابت صدیوں یاد رہے گی

- <http://fb.com/ranajabirabbas>



- ۲۵۔ مقبول احمد صاحب کے قرآن پر پابندی کیوں لگی؟
- ۲۶۔ رُجُل کی ضد عورت نہیں خواجہ سرا ہے
- ۲۷۔ تین طرح کے لوگ علیؑ سے محبت نہیں کرتے، قول رسولؐ
- ۲۸۔ جو بھی عزاداری کے خلاف بولے اس کا شجرہ دیکھو
- ۲۹۔ ماریہ قبطیہؓ نے منافق عورتوں کی پہچان کرا دی
- ۳۰۔ میر انیسؒ نے نو برس کی عمر میں تلوار چلانی سیکھی
- ۳۱۔ جناب زینبؓ کے لئے تلوار اٹھانا مشکل نہیں تھا
- ۳۲۔ مجنوں گورکھ پوری کی میر انیسؒ سے لاعلمی
- ۳۳۔ میر انیسؒ کے اشعار
- ۳۴۔ قافلے کی واپسی کر بلا میں
- ۳۵۔ مدینے آمد، جنت البقیع میں ماں کی قبر پر زینبؓ
- ۳۶۔ پانچ بیبیاں چھاؤں میں نہیں بیٹھیں
- ۳۷۔ جناب زینبؓ اپنے گھر میں داخل ہوئیں
- ۳۸۔ میرے بچو! کہاں ہو، گھر اچھا نہیں لگتا۔



رائے کاظم حسین کھرل (لاہور):

خطابت کا روشن آفتاب

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی نے آج سے بائیس برس پہلے ۱۹۹۰ء میں لاہور آکر یہاں کی مجالس، عزاداری اور ملت حقہ میں ایک پڑا اثر انقلاب برپا کر دیا تھا۔ میں علامہ صاحب کی مجالس کا شیدائی تھا۔ اُس زمانے میں علامہ صاحب لاہور کے دس یا بارہ امام بارگاہوں میں عشرے پڑھتے تھے۔ میں تمام مجالس میں شریک ہوتا تھا اور مجالس کی ریکارڈنگ بھی کرتا رہتا تھا۔ علامہ صاحب نے لاہور میں تقریباً بارہ یا چودہ برس مجالس پڑھی ہیں، صبح ۶ بجے قصرِ بتول شادمان میں پھر ۷ بجے شادباغ میں مجلس پڑھتے تھے، گیارہ بجے دن میں تکیہ مراشیاں گوال منڈی میں مجلس پڑھ کر کچھ دیر آرام فرماتے پھر ۳ بجے ٹھوکر نیاز بیگ کی مجلس پڑھنے جاتے تھے، وہاں سے واپسی پر ۶ بجے شام کو بیت السادات کرشن نگر میں پڑھتے تھے، رات کو ۹ بجے زینبیہ ٹلٹن روڈ میں روفی افروز منبر ہوتے تھے یہ لاہور کا سب سے بڑا مرکزی عشرہ ہوتا تھا اس کا مجمع چوبڑی تک ہوتا تھا اور ادھر موج دریا روڈ بھی بلاک ہو جاتا تھا بعد میں آپ نے خیمہ سادات موج دریا روڈ پر بھی لگاتار دس برس عشرہ پڑھا۔ رات دس بجے امام بارگاہ خواجگان موچی دروازہ اور ایک سال آل عمران موچی دروازہ بھی پڑھا ہے۔ وہاں سے حسن مسجد اچھرہ پڑھنے جاتے تھے پھر سائیکل خواجه کے یہاں العباس

منغل پورہ کی مجالس سے خطاب فرماتے تھے۔

علامہ صاحب نے لاہور میں عشرہ ثانی کی بھی بنیاد رکھی ورنہ لاہور میں عشرہ ثانی کی روایت بالکل نہیں تھی، گیارہ محرم سے آپ خیمہ سادات پرانی انارکلی میں عشرہ ثانی سے خطاب فرماتے تھے۔ ایک سال آپ نے جعفریہ کالونی بند روڈ کے امام باڑے میں بھی پڑھا، اور فیصل ٹاؤن اور اقبال ٹاؤن کے امام بارگاہوں میں بھی پڑھا، سالانہ مجالس خواجگان کی کوٹھیوں پر بھی پڑھتے تھے، جن میں بعض یادگار مجالس پڑھی ہیں۔ میں دعویٰ تو نہیں کرتا لیکن علامہ صاحب کے تمام عشروں اور مجالس کے کیسٹ میرے پاس محفوظ ہیں اور عظیم سے عظیم تر موضوعات ذہن انسانی کو حیران کر دیتے ہیں۔ علامہ صاحب نے ”عورت اور اسلام“ کے موضوع پر ایک عشرہ کراچی میں پڑھا اور دوسرا لاہور میں خیمہ سادات میں پڑھا۔ موضوع ایک ہی ہے لیکن تقریروں کا مواد دونوں عشروں کا الگ الگ ہے۔ یہ عشرہ ”عورت اور اسلام“ اُس وقت پڑھا گیا جب محترمہ بے نظیر پاکستان کی پہلی خاتون وزیراعظم بنیں اور اہلسنت علماء نے مخالفت کی کہ اسلامی ملک کی سربراہ عورت نہیں ہو سکتی۔ یہ ذہن میں رکھ کر اس عشرے کا مطالعہ فرمائیں۔

میں چاہتا ہوں کہ علامہ صاحب کی خطابت کے چند گوشوں پر روشنی ڈالوں تاکہ نئی نسل آپ کی عظمت و بزرگی سے متعارف ہو جائے۔

خطابت کا جدا گانہ انداز:

علامہ صاحب کو قوم کے وقت کا اس قدر احساس ہے کہ کوئی طویل خطبہ نہیں، بسم اللہ الرحمن الرحیم، تمام تعریفیں اللہ کے لئے اور درود و سلام محمد و آل محمد کے لئے چھ سات سیکنڈ کا خطبہ پھر باقاعدہ تقریر کا آغاز، شروع میں آواز دھیمی پھر آہستہ

آہستہ بلند ہوتی جاتی ہے آپ کا لفظ کو ادا کرنے کا لہجہ اس قدر واضح اور صاف ہے کہ اُن پڑھ سامعین بھی آپ کی تقریر کے ہر لفظ سے لطف اندوز ہوتے ہیں، دورانِ خطابت کسی واقعہ کی تشریح کے لئے آپ موضوع سے بالکل جدا نہیں ہوتے، دورانِ تشریح آپ چاہے کتنی ہی دور نکل جائیں واپس اسی جگہ پر آئیں گے اور موضوع آگے بڑھائیں گے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات تو سامعین بھی رُکے ہوئے سلسلہ گفتگو کو بھول چکے ہوتے ہیں گفتگو کو مسلسل رکھنا آپ ہی کی تقاریر کا خاصہ ہے۔

آدابِ منبر:

آپ نے قوم کے بچوں اور جوانوں کو منبر کے آداب سے روشناس کیا ہے، دنیا آج جہاں منبر حسینؑ کو اسٹیج کہہ رہی ہے وہاں آپ نے منبر حسینؑ کا لفظ قوم کے معماروں کے اذہان میں پختہ کیا ہے اور اس منبر کی عظمتوں سے آگاہ کیا ہے آپ کی پوری تقریر کے دوران چاہے سخت گرمی ہو، آپ منبر سے ۲ گھنٹے بولتے رہیں لیکن آدابِ منبر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں ایک مرتبہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ کی طبیعت بہت ناساز تھی یعنی بخار و کھانسی تھی، کھانسی ایسی کیفیت ہے کہ اسے روکنا بہت مشکل کام ہوتا ہے مگر آپ نے ناسازی صحت کے باوجود مجلسِ عزائم پڑھی اور آدابِ منبر کے تحت کھانسی کو روکے رکھا، مومنین کو معلوم بھی نہ ہونے دیا کہ ناسازی صحت کا کیا عالم ہے پوری مجلس پڑھنے کے بعد ناسازی صحت کا ذکر کیا، یہ مجلس میرے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

ضعیف روایتوں سے گریز:

آپ کی روشن خطابت کا ایک اعلیٰ پہلو یہ بھی ہے کہ آلِ رسول کی شان میں کسی

واقعہ پر چار یا پانچ روایات ہیں تو برسرِ منبر آپ کو اسی روایت کا ذکر کرنا ہے کہ جس پہ آپ کی مکمل تحقیق ہو اور اہل بیت کی عظمت کی جھلک باقی روایتوں سے زیادہ ہو (ایک خطیب نے بیان کیا کہ شام غریباں کو کھانا و پانی لشکرِ یزید سے آیا) آپ نے اس جھوٹی روایت کے بارے میں وضاحت کی، مجھے یاد ہے کہ آپ نے اس جھوٹی روایت کے بارے میں چار اعلیٰ اور اہم عقلی دلیلیں دیں اور بتایا کہ کھانا و پانی لشکرِ یزید سے نہیں بلکہ جنابِ فضہؓ نے بارگاہِ خدائے کائنات میں دعا کر کے جنت سے منگوایا تھا، اس کے علاوہ بھی آپ نے ضعیف روایات سے گریز کیا ہے۔

معلوماتی و مشہور تقریریں:

آپ کی بہت سی تقاریر ایسی ہیں کہ جو ملت کے جوانوں، علم کے متلاشیوں کے لئے مشعلِ راہ بنی ہیں اور آئندہ نسلوں کے لئے مشعلِ راہ رہیں گی، ان میں قرآن کی دلہن، موت، ”عزاداریِ آدمؑ تا قائدِ اعظمؒ“، شہزادہ علی اصغرؒ، محبتِ امام حسینؑ، جنابِ شہر بانو، رنگ، شعر اور شاعری وغیرہ شامل ہیں اور ریکارڈ میں محفوظ ہیں، ہر تقریر پر انے واقعات اور جدید علوم کی معلومات کا خزانہ ہوتی ہے۔

ہر موضوع پہ ہمہ وقت بولنے کی صلاحیت:

آپ کی شخصیت میں منفرد پہلو یہ بھی ہے کہ عین تقریر سے قبل موضوع ملنے کے بعد بھی برسرِ منبر در علم سے حاصل کئے ہوئے علم سے مومنین کو عظیم ذکر کے موتیوں سے فیض یاب کرتے ہیں، ویسے تو اور بھی بہت سے واقعات ہیں لیکن ایک واقعہ درج کرتا ہوں ایک شاعر کے ایصالِ ثواب کی مجلس سے خطاب میں آپ نے غالب کے شعر سے گفتگو کا آغاز کیا:-

منکلیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان
نافِ زمیں ہے نا کہ نافِ غزال ہے
یہ اعلیٰ گفتگو آج بھی روشن ذہنوں کو وسعت عطا کر رہی ہے۔

میر انیس کی شاعری کا قوم میں شغف پیدا کرنا:

ملتِ شیعہ مرثیے کے عظیم شاعر کو بھول چکی تھی، اس عظیم شاعر کی عظمت بیان
کر کے ملت کے جوانوں کو بیدار کرنا اور ان کی شاعری سے شغف پیدا کرنے کا
سہرا بھی آپ کی شخصیت کے سر ہے، آپ کو دورِ جدید کا بجا طور پر انیس ثانی کہا
جاسکتا ہے، آپ کو ہزاروں اشعار انیس کے یاد ہیں جن کا ذکر اکثر آپ کی
تحریروں اور خطابت میں ملتا ہے، ایک شعر جو کہ ہے پہیلی لیکن میر انیس نے
خاندانِ نبوت سے دور جانا پہیلی میں بھی گوارا نہیں کیا، یہ شعر بھی آپ کی زبانِ علم
سے ہی مجھ ناچیز نے سنا ہے:-

دنیا میں اک شجر ہے کہ جس کو نہیں ہے چین

ظاہر غم حسن ہے تو باطن غم حسینؑ

اس پہیلی کا جواب یا بوجھ ”مہندی“ ہے جو ہنر اور پسے کے بعد سرخ ہو جاتی ہے۔

خطابت وراثت پانا:

ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی صاحب کی شخصیت کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے
کہ آپ کو خطابت وراثت حاصل ہوئی ہے آپ کی عظیم والدہ کہ جن کی آغوش میں
آپ نے آنکھیں کھولیں اور پرورش کے مراحل اُن کی نگرانی میں طے کئے، امام
حسینؑ کی عظیم ذاکرہ تھیں، اُن کی شہادت دورانِ مجلس ہی ہوئی، آپ نے خطابت

سے اُنسیت دلگاؤ والدہ کی گود سے حاصل کیا اور آج انسانیت کو علومِ درِ نبیؐ سے فیض یاب کر رہے ہیں۔

عزاداری کے ہر موضوع کو واضح کرنا:

ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی کی خطابت کا ایک خاص گوشہ یہ ہے کہ اپنی خطابت میں عزاداری حسینؑ کے تمام پہلوؤں پر وقتاً فوقتاً دلیلوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں، جس سے انہوں اور غیروں کے اذہان میں اُٹھنے والے سوالات خود بخود چھٹتے رہتے ہیں، ان موضوعات میں، علم، مشک، تابوت، ذوالجناح، پنجہ، علم، پنکا، پھریر اور مہندی وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

عزاداروں کے ساتھ مل کر ماتم حسینؑ کرنا:

آپ ایک ایسے خطیب ہیں کہ جو کہنے کے ساتھ ساتھ خود بھی عمل کرتے ہیں، مولانا کے ماتم داروں کے ساتھ مل کر ماتم کرتے ہیں اور اس ماتم کی عظمتوں سے مومنین کو آگاہ کرتے ہیں،

ذوالجناح کا ادب و احترام، روزِ عاشور گریبان چاک، ننگے پاؤں و ننگے سر چلنا، یہ وہ عمل ہیں کہ جب آپ کی شخصیت کرتی ہے تو مومنین، چاہنے والے یا دیکھنے والے بھی اس عمل کو بغیر کہے دہراتے ہیں۔

آدابِ مجلس سے آگاہ کرنا:

آپ نے شعوری طور پر عوام کو آدابِ مجلس کے لئے بیدار کیا ہے کہ فرشِ عزا پر جوتے نہ لائے جائیں اور مجلس خاموش رہ کر نہ سنی جائے، مجلس کے پہلے حصے میں واہ واہ نعرے اور درد اور دوسرے حصے میں آہ گریہ و ماتم ضروری ہے۔ آپ نے دورانِ مصائب گریہ نہ کرنے والوں کو اس عظیم گریہ کے اجر سے آگاہ کیا ہے آپ

نے اُن اہم پہلوؤں پر کہ جو مجلس کی زینت تصور کیے جاتے ہیں مومنین کو اہم دلائل کے ساتھ آگاہ کیا ہے آخر میں ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کے بے شمار علمی و ادبی پہلو ایسے ہیں کہ جو مجھ ناچیز پر آشکار نہیں ہوئے، آپ کو ادب کی دنیا میں مرثیہ کی اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔

آپ کی شخصیت میں خطیب، شاعر، مرثیہ گو، ادیب، دانشور، محقق، مفکر جیسے خطاب پنہا ہیں، یوں تو دنیا میں ہزاروں لوگ روزانہ پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہیں لیکن کچھ رجال کار ہوتے ہیں جو صدیوں بعد پیدا ہوتے اور قیامت تک امر بن جاتے ہیں، نرگس کو ہزاروں سال اپنی بے نوری پر رونے کے صلے میں چمن کے اندر ایسا دیدہ ورملا ہے آسمان برسوں خاک چھانتا ہے پھر کہیں ایسا گوہر یکتا اس کے ہاتھ آتا ہے، فلک کی ہزاروں گردشوں کے بعد خاک کے پردے سے ایسا انسان برآمد ہوتا ہے، ایسی عظیم شخصیت کو پڑھنے، سننے اور سمجھنے کا موقع عوام الناس کے پاس ہے، ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی خود فرماتے ہیں:-

”ہم کیا ہیں؟ ہم کیا کر چکے؟ ہم کیا کر رہے ہیں؟ ابھی بہت سے لوگوں کو کچھ خبر ہی نہیں، بے خبر لوگوں سے کیا گفتگو کی جائے۔“ بے خبر لوگ فانی بدایونی کا یہ شعر یاد کریں۔

بے حسن نظر بزمِ تماشہ نہ رہے گی
منہ پھیر لیا ہم نے تو دنیا نہ رہے گی

پہلی مجلس قرآن میں عورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے

اس عشرے کو قائم ہوئے یہ آٹھواں سال ہے ۱۹۸۲ء میں پہلا عشرہ جب منعقد ہوا تھا تو دس تقریریں مختلف عنوانات پر ہوئی تھیں۔ اس کے بعد جب ۱۹۸۳ء میں یہ عشرہ پڑھا تو عنوان تھا ”قاتلان حسین کا انجام“ پھر ۱۹۸۴ء میں عنوان تھا ”عظمت قرآن“ اور ۱۹۸۵ء میں عنوان تھا ”محسنین اسلام“ ۱۹۸۶ء میں عنوان تھا ”حضرت علی اور تاریخ اسلام“ ۱۹۸۷ء میں عنوان تھا ”امام اور امت“ ۱۹۸۸ء میں عنوان تھا ”اسلامی طرز معاشرت“ اور اب ۱۹۸۹ء میں اس عشرے کا عنوان ہے ”عورت اور اسلام“

ان تمام عشروں کے ریکارڈ (Record) موجود ہیں۔ یہ عنوانات اس لئے گنوا دیئے ہیں ہم نے آپ کو آٹھ سال کے تاکہ ذہن میں یہ نہ رہے کہ جو عشرہ پہلے سال پڑھا گیا تھا آٹھ سال سے وہی پڑھا جا رہا ہے۔ یہ فرق سننے والوں کے ذہنوں میں رہے کہ یہ صرف اسی عزا خانے ہی میں ہم نے جس سال پڑھا ہے ہر سال ہمارا عنوان نیا ہی ہوتا ہے خطابت کا سفر محدود نہیں ہے، بلکہ ارتقا پذیر ہے، جب تک ہم یہ نہ بتائیں ہم سمجھتے ہیں کہ ان مجلسوں کا مقصد بے کار



ہے۔ اگر ہم وہی دہراتے رہیں جو بار بار دہرایا گیا ہے۔ فضائل آل محمدؐ تو وہی ہیں جو ہم چودہ صدیوں سے سناتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اُس کے ذیل میں زمانے کی رفتار کو دیکھتے ہوئے ہم وہ گفتگو کرنا چاہتے ہیں جو کہ فضائل آل محمدؐ کے دائرے میں ہمارے مسائل کو حل کر سکے۔

تو ہم وقت کو دیکھ کر موضوع رکھتے ہیں کہ زمانے کا تقاضا کیا ہے اسی لئے عنوان کو ہر سال وقت و حالات کو دیکھ کر پسند کرتے ہیں کہ یہ عنوان اس سال ہونا چاہئے۔ تقریر کا آغاز ہے آج کی تقریر تمہیدی ہوگی، زیادہ زحمت نہیں دوں گا۔ اس لئے کہ تقریر روزانہ نوبت ہی شروع ہوگی۔ آج کی معافی اور آنے والا جو کل ہے اُس کے لئے بھی معذرت خواہ ہوں کہ میں آل عبا میں جو عشرہ پڑھ رہا ہوں اُس کی کل آخری تقریر ہے اور یہ اس لئے ایسا ہو گیا کہ مجھے دو دن کراچی آنے میں تاخیر ہو گئی، عشرے کی دو مجلسیں اور بڑھ گئی ہیں، کل بھی میں وہ مجلس پڑھ کر آؤں گا۔ لیکن اس کے بعد تیسری مجلس اپنے وقت پر شروع ہو جائے گی۔ (صلوٰۃ پڑھ دیجئے)

یہ عنوان جو ہم نے پسند کیا ہے اور اس سے پہلے بھی جو عنوان ہم نے رکھے ہیں ہم یہ دیکھ کر عنوان رکھتے ہیں کہ پوری تاریخ خطابت میں ان عنوانات پر کہیں بھی کوئی تقریر یا عشرہ نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے تو ہم وہ نہیں کہنا چاہتے جو کہا جا چکا ہے حالانکہ یہ جتنا بھی مجمع بیٹھا ہے جو حوالے میں دوں گا میرے خیال میں وہ آپ نے نہیں سنے ہوں گے لیکن میری دیانت داری یہ ہے کہ میں آپ کو بتا دوں تا کہ ریکارڈ میں آجائے۔

آج سے تیس برس پہلے ایک تقریر مولانا علی نقی نقن صاحب مرحوم نے عورت اور اسلام کے عنوان پر آٹھ ربیع الاول کو شام چار بجے بمقام مقبرہ عالیہ



گولانگ لکھنؤ (بھارت) میں کی تھی وہ میں نے خود سنی تھی۔ عنوان ”عورت اور اسلام“ ہی تھا مگر تقریر میں صرف یہ گفتگو تھی کہ عورت اور مرد کے جو حقوق ہیں وہ اسلام میں کس طرح برابر ہیں۔ فقہی مسائل انہوں نے بیان کئے تھے۔ اُسی دن اُسی وقت پر لکھنؤ میں دوسری تقریر ہو رہی تھی اُس جگہ سے دور ناظم صاحب کے امام باڑے میں تقریباً پانچ بجے وہ مجلس شروع ہوئی تھی اور وہ مولانا طاہر جرولی صاحب مرحوم نے پڑھی تھی۔ اس کا عنوان بھی انہوں نے ”عورت اور اسلام“ رکھا تھا۔ اُن کا جو موضوع تھا وہ جناب فاطمہ تھیں اور اُس کے ذریعے وہ ”عورت اور اسلام“ کو سمجھا رہے تھے۔ یہ کُل دو تقریریں ہیں جو میری نانچ (Knowledge) میں ہیں اس کے علاوہ پاکستان میں عورت اور اسلام کے عنوان پر ابھی تک کسی نے تقریر نہیں کی۔

کتابوں کے سلسلے میں اس موضوع پر تقریباً دو سو کتابیں ہماری نانچ (Knowledge) میں ہیں۔ شیعہ اور سُنی اور انگریز مورخین کی جنہوں نے عورت اور اسلام کے عنوان پر کتابیں لکھیں ہم اپنی ان تقریروں میں جو چیز پیش کریں گے۔ آج ہم آپ کو وہ بتا دیں اور اُس کا تعارف کروا دیں کہ عنوان کس نہج پر جائے گا۔

قرآن و حدیث اور تاریخ یہ ہمارے استدلال کے ماخذ ہیں اور ہم اسی دائرے میں گفتگو کریں گے۔ قرآن میں کُل سولہ عورتیں ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ حدیث کے لحاظ سے بے شمار حدیثیں ایسی ہیں جو عورت کے متعلق ختمی مرتبتؐ نے ارشاد فرمائی ہیں۔ نہج البلاغہ کے وہ اقوال ہیں جو مولائے کائنات نے عورت کے بارے میں پیش کئے۔

اس کے بعد اقوالِ معصومینؑ ہیں جو عورت کے بارے میں پیش کئے جائیں گے۔ وہ سب اس کے حوالے سے یعنی موضوع کے حوالے سے آگے آتے جائیں گے۔ لیکن اب ہم شخصیت کے اعتبار سے اپنی تقریروں کو تقسیم کر رہے ہیں۔ تاریخ اسلام میں جن خواتین کا نام ملتا ہے۔ سب سے پہلے حوا کا نام ہے۔

اس کے بعد سارہ کا نام ہے پھر ہاجرہ کا نام ہے۔ یہ وہ بیبیاں ہیں جو اسلام کی عظمت کو روشن کرتی ہیں۔ یہ وہ منارے ہیں جو اسلام اور ختمی مرتبتؐ کے آنے سے پہلے روشن تھے اور اسلام کا ہی تسلسل تھے اور ان عورتوں میں کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں جو کہ بہت عظیم ہیں۔ جیسے ہاجرہ ہیں، سارہ ہیں، مریم ہیں، آسیہ ہیں رحیمہ ہیں۔ کچھ عورتیں وہ ہیں جو کہ پہلے بری تھیں بعد میں اچھی ہو گئیں، اسلام نے ان کو اپنے سانچے میں ڈھال لیا۔ اُس کی صرف دو مثالیں قرآن میں ہیں۔ ایک زلیخا ہیں، دوسری بلقیس یہ بھی ہمارے موضوع میں آئیں گی۔

اس کے علاوہ قرآن میں چار بڑی عورتوں کا ذکر ہے اور یہ جو چاروں عورتیں ہیں اچھے معنوں میں قرآن میں ان کا ذکر نہیں ہوا۔ پہلی عورت نوحؑ کی زوجہ ہے اور دوسری لوطؑ کی زوجہ ہے۔ دو عورتیں یہ ہیں اور دو عورتیں اور ہیں جن کا ذکر سورہ تحریم میں کیا گیا جن کی مثال نیز ہی پہلی کی طرح ہے اور ان عورتوں کے بعد سورہ لہب (پارہ عم) میں ایک عورت ہے جس کو حَمَلَةَ الْحَطَبِ کا خطاب دیا گیا ہے۔ یعنی جہنم کا ایندھن اٹھانے والی ہے تو یہ کل پانچ عورتیں ہیں کہ جن کو اچھے ناموں سے قرآن میں یاد نہیں کیا گیا ہے۔

اب اس پورے قرآنی سلسلے میں آپ دیکھیں گے کہ پروردگار عالم نے سولہ اچھی عورتیں اور پانچ بری عورتیں جن کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے ان میں



سے کسی کا نام نہیں لیا گیا۔

یہ قرآن کا مزاج ہے کہ حوا کا ذکر کیا حوا کا نام نہیں ہے، قرآن میں سارہ کا ذکر کیا سارہ کا نام نہیں ہے قرآن میں، ہاجرہ کا ذکر کیا لیکن نام نہیں ہے، زلیخا و بلقیس کا ذکر کیا لیکن نام نہیں ہے قرآن میں ہر جگہ ذکر ہے مگر نام نہیں ہے۔ پورے قرآن میں صرف ایک عورت کا نام ہے اور وہ ہیں جناب مریم صرف ایک عورت کا نام قرآن میں لیا گیا ہے اور سورہ مریم کلام پاک میں موجود ہے۔ ہم جن خواتین کا ذکر کریں گے اُس میں ازواج پیغمبر ہیں اور اسلام کی وہ سیرت نگار خواتین کہ جن میں اولیت حاصل ہے اُم المؤمنین حضرت خدیجہ کو اُس کے بعد جناب اُم سلمہ ہیں۔ جناب جویریہ ہیں، جناب میمونہ ہیں، جناب زینب بنت جحش ہیں، جناب ماریہ قبطیہ ہیں، جناب صفیہ ہیں، اس طرح ہم ان تمام ازواج پر گفتگو کریں گے اس کے بعد ہم ازواج علیؑ پر گفتگو کریں گے جتنی ازواج ہیں پیغمبر کی اتنی ہی ازواج علیؑ کی بھی ہیں اور جب ہم علیؑ کی ازواج کا ذکر کریں گے تو اُس میں ہم پیغمبر کی بیٹی پر گفتگو کریں گے۔ جناب ام البنین کی گفتگو کریں گے۔ ہم جناب اُم سعید کی گفتگو کریں گے، لیلیٰ بنت مسعود کی گفتگو کریں گے۔ محمد بن حنفیہ کی والدہ جناب خولہ کا ذکر کریں گے۔ یہ ازواج حضرت علیؑ ہیں۔ اس کے بعد ازواج امام حسن ہیں، ازواج امام حسین ہیں، اُس کے بعد صحابیات ہیں اور صحابیات میں اُم الفضل کا ذکر کریں گے جو رسولؐ کی چچی ہیں اور حضرت علیؑ کی والدہ گرامی فاطمہ بنت اسد ہیں۔

ہم رسول اللہؐ کی پھوپھیوں کا ذکر کریں گے، ہم رسولؐ کی دادیوں کا ذکر کریں گے اس کے بعد پھر کہیں جا کر اس سلسلہ میں گفتگو آئے گی کہ اس گھر کی کنیزیں



کیسی تھیں تو ہم فضہ کا ذکر کریں گے، پھر اسماءؓ کا ذکر کریں گے، اس کے بعد یہ سلسلہ آگے بڑھے گا تو ان خواتین کے ذکر میں کہ جنہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو نہیں تھا اور جو اس گھر کی کنیزیں تو نہیں تھیں مگر معرفت کی اُس منزل پر تھیں کہ انہوں نے اپنے کردار کو فضہ اور اسماءؓ سے ملا دیا اور اس تسلسل کے ساتھ جب ہم چودہ صدیوں کو لے کر یہاں تک آئیں گے تو پتہ چلے گا کہ آج اسلام نے معاشرے میں عورت کا کیا مقام رکھا ہے اور شیعیت نے عورت کا کیا مقام رکھا ہے اور شیعیت میں عورت کیا ہے اور مسلمانوں کے ہاں عورت کیا ہے یہ اس لئے ہے کہ آج اور ہمیشہ سے ہر بچے کی پہلی تربیت گاہ باپ نہیں ہوتا بلکہ اُس کی ماں کی آغوش ہوتی ہے۔

اگر خود تربیت گاہ درست ہے تو معاشرہ بھی درست ہے۔ قوم بھی درست ہے۔ ملک بھی درست ہے۔ کائنات میں امن و امان ہے۔ یعنی ابتداء عورت ہے۔ آغاز عورت ہے۔ پھر رشتوں میں عورت تقسیم ہے، کہیں عورت ماں ہے، کہیں بیٹی ہے، کہیں بہن ہے اور کہیں زوجہ ہے جب ہم رشتوں پر گفتگو کریں گے تو اس میں آپ کے معاشرتی جتنے بھی رشتے ہیں وہ آتے جائیں گے۔ ہم نے اپنے موضوع کی بیان کردہ ترتیب سنادی ہے۔ ہم جب مصائب پر آئیں گے تو صرف مصائب انہیں خواتین کے پڑھیں گے جو کہ بلا میں موجود تھیں اور وہ کیسی کیسی عورتیں تھیں جنہوں نے قربانیاں پیش کیں تو کہ بلا کی ہر عورت کا ذکر کریں گے اُس کی پوری حیات آپ کو سنائیں گے۔ اس طرح ہم اپنا یہ موضوع ان دس دنوں میں سمیٹ لیں گے ایک صلوٰۃ پڑھیں۔

اللہ نے حوا کا ذکر کیا لیکن یہ کہا آدمؑ کی عورت سارہؑ کے لئے لفظ استعمال کیا



حضرت ابراہیمؑ کی عورت، زلیخا کے لئے لفظ استعمال ہوا عزیز مصر کی عورت، بلقیس کے لئے لفظ استعمال ہوا ملک سبا کی عورت، اگر کوئی اعتراض کر دے، شاید آپ کے ذہنوں میں آجائے کہ آپ خواتین اور اسلام عنوان رکھ سکتے تھے یہ عورت اور اسلام ہی عنوان کیوں رکھا۔ اس لئے کہ اللہ نے ہی یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ اسی لئے عنوان میں ہم نے یہ لفظ رکھا ہے۔ عورت اور ہے خواتین اور ہے۔ جو بات عورت سے واضح ہو جاتی ہے وہ خواتین سے نہیں ہوتی۔ خواتین کے معنی ہیں حیا دار، پردے میں رہنے والی، معزز عورتوں کو کہتے ہیں، معاشرے کی تمام عورتوں کو خواتین نہیں کہتے۔

اب ہم اُس عورت کا ذکر کر رہے ہیں جو پوری کائنات میں ہے اور چھائی ہوئی ہے۔ عورت یعنی وہ صنفِ نسواں جس کے بغیر پروردگار کی کائنات کا کام نہیں چلا۔ آدم آئے تو فوراً ایک عورت آئی اور ہر پیغمبر کے ساتھ ایک عورت ہے۔ ایک خاتون ہے اور اُس کا ذکر پروردگار اُس نبی کی پہچان کے ساتھ کرتا ہے۔ یعنی حوا کی پہچان آدم ہیں۔ سارہ و ہاجرہ کی پہچان ابراہیمؑ ہیں۔ رحیمہ کی پہچان ایوب ہیں، زلیخا کی پہچان عزیز مصر یا یوسف ہیں، بلقیس کی پہچان سلیمان ہیں چونکہ مریم کی کوئی پہچان نہ تھی۔ اس لئے مریم کا نام لیا گیا اور اس لئے احترام سے مریم کا نام لیا گیا کہ یہاں مرد نہیں تھا اور بیٹا بھی نہیں ہوا تھا۔ اُس سے پہلے مریم کا ذکر تھا اس لئے مریم کا نام احترام سے لیا اور اس لئے احترام سے نام لیا پروردگار نے قرآن میں جو ذکر کیا تو یہ اعلان کیا کہ حوا کو توبہ عطا کی۔ ہم نے سارہ کو حُسن عطا کیا، ہاجرہ کو صبر عطا کیا، بلقیس کو عقل عطا کی، زلیخا کو حکمت عطا کی اور مریم کو ہم نے عصمت اور صفوت عطا کی۔ یہ اعلان قرآن ہے۔ پھر سے سن



لیجئے کہ حوا کو توبہ عطا کی۔ ہم نے سارہ کو حسن عطا کیا، ہاجرہ کو صبر عطا کیا۔ بلقیس کو عقل عطا کی، زلیخا کو حکمت عطا کی اور مریم کو ہم نے عصمت عطا کی۔ رحیمہ زوجہ ایوب کو عفت عطا کی، حضرت آسیہ کو حرمت عطا کی، مادر موسیٰ کو صبر عطا کیا، حضرت خدیجہ کو اللہ کی رضا عطا کی، اس پورے سلسلے میں کہیں علم بھی آیا، کہیں حلم بھی آیا۔ یعنی پروردگار نے اُس صفت کو جو اُس کی اپنی ذات کی صفت تھی اسے بچا کر رکھا کسی اور عورت کے لئے۔ یعنی حکمت ہو یا توبہ ہو یا حسن ہو، یا عصمت ہو ان سب سے افضل تھا علم جو حضرت آدم کو عطا کیا تھا کسی عورت کو عطا نہیں کیا۔ تو اب پروردگار نے اعلان کیا کہ اگر توبہ حوا کو دی، حسن سارہ کو دیا اور صبر ہاجرہ کو دیا اور عقل بلقیس کو دی اور حکمت زلیخا کو دی اور عصمت مریم کو دی اور یہ تو سب کچھ فاطمہ کو دے کر پھر علم عطا کیا۔ (ایک صلوٰۃ پڑھ دیجئے) علم ہم نے فاطمہ زہرا کو عطا کیا۔ نام کسی عورت کا نہیں لیا۔ نام لیا تو مریم کا لیا۔ لیکن وہ بی بی جسے ہر صفت عطا کر دی پروردگار نے اس کا نام لوگ تلاش کرتے رہے قرآن میں کہ کہاں ہے، کہاں ہے نام قرآن میں اُس بی بی کا۔

سب عورتوں کا ذکر ان مردوں کے ساتھ کیا۔ آدم سے حوا کی پہچان، سارہ و ہاجرہ کی پہچان ابراہیم سے، یعنی اُن کے گھر کے مرد پہچان بنے۔ لیکن فاطمہ الزہراء وہ ہیں جو مرکز تعارف ہیں۔ جن کے ذریعے تعارف کروایا جاتا ہے یہ زہرا کا باپ ہے، یہ زہرا کا شوہر ہے اور یہ زہرا کے بیٹے ہیں۔ یعنی یہاں زہرا خود تعارف کی مرکز و منزل تعارف پر ہیں۔ اس لئے کائنات کی ہر عورت سے افضل قرار پائیں حضرت فاطمہ الزہراء، حضرت خدیجہ کا ذکر بھی قرآن نے کیا اور اعلان کیا کہ ہم نے خدیجہ کو دولت عطا کی۔ خدیجہ کو ہم نے دولت عطا کی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا کہ **وَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْلَى** اے رسول! ہم نے تجھے تنگدست پایا لیکن خدیجہؓ کی دولت سے غنی کر دیا۔ خدیجہؓ کو ہم نے دولت عطا کی۔ لیکن زہراؓ کو علم دیا اور اس لئے محی الدین عربیؒ نے کہا کہ یہ زہراؓ، حوائے عالم عقل ہیں، گویا عقل کی حوا ہیں جناب فاطمہؓ علم کی ماں ہیں جناب فاطمہؓ، چودہ معصومین میں صرف ایک بی بی ہیں فاطمہؓ زہراؓ اسی لئے جناب فاطمہؓ کا خطاب ہے **اُمّ الکتاب، اُمّ العلوم**، (ایک صلوٰۃ پڑھ دیں) اور اب آئیے عورت کے عنوان کی طرف جیسا کہ آغاز میں ہم نے اپنی تقریر میں گفتگو کی، اسی طرح روزانہ تقریروں میں تمہیداً ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ پوری کائنات میں ہر مذہب میں اور ہر مذہبی کتاب میں عورت کی عظمت کیا تھی، عورت کا وقار کیا تھا، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر مذہب نے عورت کو کوئی منزلت نہیں دی، کوئی فضیلت نہیں عطا کی اور نہ ہی کسی ملک نے عورت کو فضیلت دی۔ ہر ایک مذہب کا قول یہ ہے کہ عورت معاشرے کے لئے ایک تباہ کار چیز ہے۔ سقراط کے یونان کے فلسفے سے لے کر مصر تک، عراق و نینوا کی قدیم تہذیب تک، ایران کی قدیم تہذیب تک، ہندوستان کی قدیم تہذیب تک، عورت یہ تھی کہ ایک عورت کو زور و اور پانڈو کے ہاں سو بھائیوں کی بیوی ایک عورت بن جاتی ہے۔ مصر میں دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے عورتوں کی بلی (قربانی) چڑھائی جاتی تھی۔ زندہ جالور کے سامنے عورتوں کو ڈال دیا جاتا تھا گویا عورت کا مقام متعین نہیں کیا تھا کسی ملک نے، کسی تہذیب نے، کسی تمدن نے، خود عرب والے جو تھے وہ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، ضرورت تھی کہ یہ جو آخری شریعت آ رہی ہے یہ جو آخری پیغمبر آ رہا ہے اس صنفِ نسواں کو جسے سارے عالم نے دبا کر توہین کی منزل تک پہنچا دیا ہے اے



محمد آپ کی تبلیغ میں اول کام یہ ہے کہ عورت کا وقار اتنا بڑھائیں اتنا بڑھائیں کہ کائنات میں کہیں اتنا سا بھی نقص کا پہلو نظر نہ آئے اس کے لئے ضروری تھا کہ پیغمبر کو بیٹے نہ دیئے جائیں بلکہ ایک بیٹی دی جائے۔ (صلوات پڑھئے گا) بیٹی عطا کی جائے وہ پروردگار عالم کہ اگر آدم کا ہاتھ جیسا فرزند چھن جائے تو شیث جیسا بیٹا دے دے اُس کے اختیار میں تھا کہ ابراہیم ایک سو دس برس کے ہو جائیں لیکن اسماعیل جیسا فرزند اور اسحاق جیسا بیٹا آجائے۔ جبکہ سارہ تو بے برس کی تھیں اور اسحاق آنکھ میں آگئے۔ اللہ کے اختیار میں تھا اُس کے اختیار میں تھا یعقوب کو بارہ بیٹے عطا کرنے والا، یوسف جیسا بیٹا دینے والا، خود پروردگار کہے سورہ مریم میں کہ محراب عبادت میں خاموشی کے ساتھ زکریا نے ہم کو پکارا، بڑھاپے کا عالم تھا ایک سو سے زائد کی عمر تھی اور پکار کر یہ کہا تھا کہ ایک بیٹا عطا کر دے تاکہ وہ ہمارا وارث بن جائے۔ ہم نے زکریا کی دعا سن لی اور بیٹی جیسا بیٹا عطا کر دیا۔ جس نے مریم کو بغیر شوہر کے عیسیٰ جیسا بیٹا دے دیا۔ ہر نمونہ تو پروردگار نے دکھا دیا کہ بڑھاپے میں بھی بیٹا ملتا ہے۔ ہم تو وہ ہیں کہ ایک ایک کو بارہ بیٹے دے دیتے ہیں جو مانگے اُسے بھی دیتے ہیں اگر کوئی نہ مانگے تب پیغمبر کو بیٹا دے دیں۔ ہم تو مریم کو بھی فرزند دیتے ہیں اور جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کا فخر تھا اس کو بیٹے دیئے چار بیٹے دیئے، قاسم جیسا بیٹا دیا، طاہر جیسا بیٹا دیا، طیب جیسا بیٹا دیا، ابراہیم جیسا بیٹا دیا، دیئے اور واپس لے لئے۔ جب دیئے تھے تو واپس کیوں لے لئے۔ جب دیئے تھے تو زندہ رکھتا اور اگر واپس لے لئے تھے تو کسی ایک بیٹے کو تو زندہ رکھتا کہ جو وارث بن جاتا پیغمبر کا اور اس شریعت کو قیامت تک جانا تھا، ایک فرزند دے کر یا باقی رکھتا تاکہ سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا



نہ خلافت پر جھگڑا ہوتا، نہ امامت پر جھگڑا ہوتا اور نہ ملوکیت پر جھگڑا ہوتا۔ بیٹا ہوتا تو نبی کا وارث ہوتا، تو پروردگار نے آواز دی کہ تم ہماری مصلحتوں کو کیا سمجھو گے کہ ہم نے بیٹا کیوں نہیں دیا؟ بیٹا ہم نے اس لئے نہیں دیا کہ ہم نے اور پیغمبروں کو بھی بیٹا دیا تھا تم نے دیکھا نوخ کے بیٹے کنعان کی نافرمانی، تو اس میں حضرت نوخ کی خطا نہیں تھی کہ بیٹا نافرمان نکلا، خراب نکلا۔ دراصل باپ سے بیٹا پروان نہیں چڑھتا بلکہ ماں کی گود کا اثر تھا، ماں کی گود خراب تھی کہ بیٹا سفینے کو چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا تو پیغمبری کی تاریخ میں نافرمان بیٹے بھی آئے تھے تو کیا ضروری تھا کہ پھر کہیں پسر نوخ جیسا بیٹا آ جاتا۔ اس لئے کہ تیرہ آغوشیں تھیں جب گود میں پل کر آتا تو جانے کیسا نافرمان بیٹا ہوتا۔

ہم نے پھر ایسے جھگڑے کو نہیں رکھا لہذا بیٹا نہیں دیا بلکہ صرف ایک بیٹی دی اور اس آغوش میں دی جو فخر سارہ تھی جو کہ رشک آسینہ تھی جس کا نام خدیجہ تھا۔ اس کی گود میں فاطمہ جیسی بیٹی دی۔ عربوں کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وارث کہاں سے آئے گا۔ وارث کو ہم نے پردے میں چھپا دیا۔ جب حسن و حسین کا ندھے پر آ گئے تو زمانہ سمجھا وارث آ گیا، وارث آ گئے۔ (ایک صلوٰۃ پڑھ دیجئے) وارث آ گئے، وارث کا انتظام ہو گیا۔ قدرت نے اس طرح انتظام کیا۔ بیٹی کی عظمت کو بلند کر دیجئے اور بھی انبیاء تھے مگر کسی کو بھی ایسی بیٹی نہیں عطا کی، کسی کو بھی بیٹی عطا نہیں کی اور ایسی بیٹی نہیں دی اور اگر بیٹی دی تو ایسی کہ جب وہ باپ کے پاس آئے گی تو اس بیٹی کی عظمت کا عالم یہ ہوگا کہ آپ خود اپنی جگہ چھوڑ کر اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ ترمذی شریف میں یہی ہے کہ جب آئے بیٹی تو پیغمبر اپنی جگہ چھوڑ کر اس مقام پر زہرا کو بٹھا دیتے تھے کہ جس مقام پر پیغمبر



بیٹھے ہوتے تھے اور پیغمبر اتنی دیر تک کھڑے رہتے تھے کہ جب تک زہرا کی گفتگو تمام نہ ہو جاتی۔ تو ہر عمل نبی کا سنت ہے تو کیا یہ بھی سنت بنے گا کہ چونکہ نبی اپنی بیٹی کی تعظیم کرتا ہے تو دنیا کا ہر انسان اپنی بیٹی کی تعظیم کے لئے اٹھ جائے گا اور اٹھ کر اپنی جگہ چھوڑ دے گا۔ اب تک تو سنت نہیں بنی۔ اگر سنت تھی تو سب سے پہلے بعد پیغمبر علی اس پر عمل کرتے اور ہر امام اس پر عمل کرتا کہ جب بیٹی آجائے تو باپ اٹھ کر اپنی جگہ چھوڑ دے۔ مگر ہمیں تاریخ میں نظر نہیں آتا کہ بعد پیغمبر تاریخ اسلام میں کسی باپ نے اپنی بیٹی کی تعظیم کے لئے اپنی جگہ چھوڑی ہو اور اس کی تعظیم کے لئے وہ اٹھ گیا ہو۔

صرف ایک مثال ہے اور وہ پیغمبر کی مثال ہے تو پھر سنت کیسے بنے گی۔ سنت بنے گی مگر یہ سنت نہیں بنے گی کہ قیامت تک تمہیں اپنی بیٹیوں کی تعظیم کرنا ہے۔ سنت یہ بنے گی کہ پیغمبر جس کی تعظیم کر رہا ہے تم کو بھی اس کی تعظیم کرنا ہوگی۔ قیامت تک اس کی تعظیم کرنا ہوگی۔ اب اگر کوئی معاذ اللہ زہرا کی تعظیم سے انکار کر دے تو گویا وہ سیرت پیغمبر کو نہیں مان رہا ہے۔ وہ نبوت کو نہیں مان رہا ہے، وہ سیرت پیغمبر کو نہیں مان رہا ہے۔ یہ تعظیم کیوں تھی، یہ تعظیم اس لئے تھی کہ زہرا اسلامی معاشرے کی تعمیر کے لئے آئی ہیں۔ یہ ماں کا وہ نمونہ ہے یہ بیٹی کا وہ نمونہ ہے یہ زوجہ کا وہ نمونہ ہے کہ کائنات اس نمونے کو دیکھے گی اور اس سیرت پر چلے گی تو اسلام کا کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو زہرا کی تعظیم نہ کرتا ہو۔ وہ بی بی کہ اسلام کا ہر فرقہ جس کی تعظیم کرتا ہے، زہرا کی عظمت میں ایک تسلسل رکھا کہ خدیجہ جیسی بی بی کو زہرا جیسی بیٹی دے دی اور زہرا کو زینب جیسی بیٹی دے دی۔



میرا نہیں کہتے ہیں:

آفاق میں زہرا کا نہیں کوئی ہمسرہ زوجہ اسد اللہ کی اور بنتِ پیہر
حوا کا شرف نورِ خدا عرش کا زیور قرآن میں جسے یاد کرے خالقِ اکبر
ثانی کوئی زہرا کا نہ ہوگا نہ ہوا ہے

ہاں حضرت زینب کو جو کیسے تو بجا ہے

ان کی بھی وہ عزت ہے جو ہر اکی ہے توقیر ساری وہی سیرت وہی صورت وہی تقریر
لختِ جگر شیرِ خدا صاحبِ تطہیر مخدومہٗ عالم شہ کونین کی ہمیشہ
ممتاز کیا حق نے نواسی کو نبی کی
عصمت تھی جو ہر اکی تو شوکت تھی علی کی

تقریر ختم ہو رہی ہے۔ آج یہ مختصری تقریر تھی، تاخیر کی وجہ سے ہم آپ کا
زیادہ وقت نہیں لیں گے، حضرت فاطمہ زہرا کو اللہ نے زینب جیسی بیٹی عطا کر دی
اور شہزادی فاطمہ زہرا کو اللہ نے عصمت جیسا بلند ترین منصب دے دیا۔

حضرت فاطمہ زہرا، عصمت کبریٰ پر فائز ہیں، حضرت خدیجہؓ عصمت صغریٰ پر
فائز ہیں، علماء نے بحث کی ہے، حضرت زینب کے معصوم ہونے پر لکھا گیا ہے
لیکن جب امام اور معصوم یہ ارشاد فرمائے کہ حضرت زینب عالمہ غیر معلمہ ہیں، وہ
عالمہ جس کو کسی نے تعلیم نہیں دی، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد
ہے کہ حضرت زینب عالمہ غیر معلمہ ہیں، جب دربارِ یزید میں حضرت زینبؓ
خطبہ ارشاد فرما چکیں تو حضرت سید سجادؓ نے یہ لفظ کہے کہ پھوپھی آپ تو عالمہ غیر
معلمہ ہیں، وہ عالمہ جس کو کسی نے تعلیم نہیں دی، وہ علم جو علیؓ و زہراؓ کی بارگاہ سے
وراثت میں چلتا ہوا حضرت زینبؓ تک آیا، شہزادی زینب کبریٰ کی ایک عظمت



یہ بھی ہے کہ جتنے نام حضرت فاطمہ زہراؑ کے ہیں اتنے ہی نام حضرت زینبؑ کے بھی ہیں اُن ناموں کی بھی تشریح ہم کریں گے، تقریر کے درمیان میں جیسے جیسے یہ چیزیں آتی جائیں گی ہمارے سامنے ہم بیان کریں گے۔ عظمتِ ثانی زہراؑ شہزادی زینبؑ کو سمجھنے کے لئے معرفت کی منزلوں کو طے کرنا پڑتا ہے اور جب تک معرفت کی منزلوں تک انسان نہیں پہنچے گا تو شہزادی کی سیرت سمجھ میں نہیں آئے گی۔ شہزادی جتنی عالمہ ہیں اتنی ہی شجاع ہیں، جتنی شجاع ہیں اتنی ہی صابرہ بھی ہیں، جتنی صابرہ ہیں اتنی ہی بااخلاق بھی ہیں، اور ہیبت و جلالت کا یہ عالم ہے کہ جب آپ کی سیرت کا مطالعہ کریں گے وہی ہیبت اور وہی جلالت تھی جناب زینبؑ میں، اس سے اندازہ کیجئے وہی شجاعت جو علیؑ میں تھی وہی علیؑ کی بیٹی میں ہے۔ وہی شجاعت حسنؑ میں آئی وہی شجاعت حسینؑ میں آئی اور وہی شجاعت عباسؑ میں آئی۔ آپ عباسؑ کا ذکر سنتے ہیں اور اُن کی بہادری کا ذکر سنتے ہیں تو ذہن میں یہ بات رہے کہ جیسا بہادر بھائی ہے ویسی ہی بہادر بہن بھی ہے اب اگر ذکرِ روایت میں یہ پڑھے کہ معاذ اللہ جناب زینبؑ ڈر گئیں یا خوف زدہ ہو گئیں پیچھے ہٹ گئیں، لٹ گئیں جو جو بھی الفاظ آپ سنتے رہتے ہیں اور شوق کے ساتھ سنتے ہیں، لیکن ہم اپنے لئے مناسب نہیں سمجھتے۔ اس لئے کہ ہماری نظر سیرت میں وہاں جاری ہے جہاں ہم نے کہیں نہیں دیکھا کہ جناب زینبؑ نے کہیں پر بھی کمزوری کا اظہار کیا ہو۔ ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور یقین رکھئے عقلی دلیل کے ساتھ اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ جو ذکرِ ابنِ جناب زینبؑ کو انتہائی کمزور بنا کر پیش کر رہے ہیں اُن سب سے میں یہ کہوں گا کہ سیرتِ شہزادی کا مطالعہ کیا کرو۔ سنی سنائی مت پڑھا کرو، یہ بے ادبی ہے۔ سیرت کو سمجھو اس لئے سمجھو کہ اگر اتنا یقین کامل نہ ہوتا تو اتنی بڑی ذمہ داری کہ جس قافلہ کی قیادت خود



امام حسین کر رہے تھے اُس کی قیادت زینب کو دے کر گئے۔ یہ جملہ کیا معمولی سمجھا آپ نے یعنی جس قافلے کی قیادت، جس ذین کی قیادت، جس مقصد کی قیادت حسین کر رہے تھے اُس کی قیادت جناب زینب کے سپرد کی اور جب رخصت آخر کے لئے آئے تو تاریخ میں یہ ہے کہ جب سب سے مل چکے تو جناب زینب کے ہاتھ کو کھسک کر تنہا ایک خالی خیمے میں لے گئے۔ شہزادی کے اس جانے پر رادی ہیں جناب فضہ اور وفاماتی ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ بھائی اور بہن میں کیا گفتگو ہوئی۔ ہم کو نہیں پتہ کہ کیا رازِ امامت تھے جو زینب کو بتائے گئے لیکن اتنا جانتی ہوں جناب فضہ فرماتی ہیں۔ بہت ہی قیمتی جملہ ہے یہ سیرت زینب کا یہ فرماتی ہیں کہ جب بھائی اور بہن گئے تھے خالی خیمے میں تو جانے کا انداز یہ تھا کہ حسین آگے چل رہے تھے اور زینب پیچھے چل رہی تھیں لیکن جب گفتگو تمام ہوئی اور خیمے سے بھائی اور بہن برآمد ہوئے تو زینب آگے چل رہی تھیں حسین پیچھے چل رہے تھے۔ یہ تاریخ کے جملے ہیں۔ کیا مطلب، مطلب یہ تھا کہ زینب ذرا میرے سامنے چل کر دکھاؤ کہ قیادت شام تک کیسے کرو گی، ذرا مجھے دکھاؤ کہ قافلے کی قیادت کیسے کرو گی تو بھائی نے جو ذمہ داری سونپی تھی قیادت کی۔ اس قیادت کو آپ آسان سمجھتے ہیں، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جب شمر آیا ہو گا نیزہ لے کر تو زینب ڈر گئی ہوں گی۔ پہلے زینب کی جلالت کو سمجھیں مقاتل میں علماء نے اس روایت کو لکھا ہے اور خاص طور سے میر انیس نے مرثیے میں نظم بھی کیا۔ دبیر نے بھی اس روایت کو نظم کیا ہے اور اسفرائی نے اپنے مقتل میں لکھا ہے کہ خیمے میں جب آگ لگی، جب خیمے میں آگ لگی تو جناب زینب اُس جلتے ہوئے خیمے کو دیکھ رہی تھیں کہ پہلو سے آواز آئی کہ آپ پر ہمارا اسلام ہو، جناب زینب مڑیں اور مڑ کر دیکھا اور پوچھا کہ تو کون ہے، اُس نے کہا میں ملک محمود ہوں اور پروردگار



عالم نے ازل سے مجھ کو ہواؤں پر معمور کیا ہے۔ حکم پروردگار یہ ہے کہ محمود فوراً زینب کے پاس جا۔ اگر وہ کہے تو تیز ہواؤں سے اس لگی ہوئی آگ کو بجھا دے اور اُن غالموں پر ایسا عذاب لا کہ لشکرِ یزید فنا ہو جائے۔ آپ کے حکم کا انتظار ہے شہزادی زینب، یہ ہے جلالتِ زینب، اس پر حیرت نہیں ہونی چاہئے آپ کو اس لئے کہ معصوم یہ کہتے ہیں شبِ عاشورہ ملک آیا تھا حسین کے پاس اور اس نے آ کر یہ کہا تھا کہ فتح آپ کے مقدر میں پروردگار نے لکھ دی ہے۔ آپ کی کیا مرضی ہے؟ آٹھویں امام حضرت علی رضاؑ نے فرمایا کہ شبِ عاشورہ ملک آیا اور اُس نے حسین سے پوچھا کہ فتح آپ کے مقدر میں ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ حسین نے کہا ہم اُس کی منزلِ تسلیم و رضا کے درمیان میں ہیں۔ لقائے رب ہماری مرضی ہے جو وہ چاہتا ہے ہم وہی چاہتے ہیں یہ امام کہہ سکتا تھا کسی نبی نے نہیں کہا نبی یہ تو کہہ سکتا ہے کہ آپ مجھے صابریں میں سے پائیں گے لیکن جب ابراہیمؑ نے گلے پر چھری رکھ دی تو دل میں یہی تمنا پیدا ہوئی تھی کہ کاش میرا بیٹا بچ جاتا۔ یہاں منزل یہ ہے کہ میرا بیٹا نہ بچے بلکہ علی اصغرؑ بھی قربان ہو جائیں۔ یہ امامت کی منزل ہے یہ کچھ اور منزلیں ہیں تو یہاں منزل یہ ہے کہ فتح نہیں چاہیے مرضی رب چاہئے تو قیادت حسینؑ زینبؑ کو دے کر گئے تھے تو پروردگار عالم جو حسینؑ کی فضیلتیں بیان کرے گا جس طرح زمانے کو بتائے گا کہ قیام کیا ہے۔ یہ امام کیا ہے، تو آنے والی قیادت کے بارے میں بھی پروردگار عالم یہ بتائے گا، زمانے کو معلوم ہو جائے کہ جناب زینبؑ کی جلالت کیا ہے۔ ملائکہ انتظار میں ہیں۔ زینبؑ اشارہ کریں تو قیامت آجائے۔ عذاب آجائے۔ زینبؑ نے وہی جواب دیا جو بھائی نے شبِ عاشورہ جواب دیا تھا۔ میں منزلِ رضاؑ رب میں ہوں جو رضاؑ رب ہے وہی زینبؑ کی مرضی ہے۔ میں اُسی طرح امتحان دے



رہی ہوں جس طرح بھائی نے امتحان دیا تھا۔ تو اب آپ سمجھے کہ زینبؓ لاچار نہیں ہو گئی تھیں۔ تنہا نہیں ہو گئی تھیں خالق کائنات کی طاقت تھی زینبؓ کے ساتھ قوت حق تھی زینبؓ کے ساتھ اور جہاں ملائکہ ساتھ چل رہے ہوں جہاں رسول خداؐ ساتھ چل رہے ہوں، جہاں جناب فاطمہؓ ساتھ چل رہی ہوں، کسی کی کیا مجال ہے کہ جناب زینبؓ سے بے ادبی کر کے چلا جائے اور پڑھنے والے پڑھ دیتے ہیں کہ معاذ اللہ بے ادبی ہو گئی۔ کسی کی کیا مجال تھی شیر خدا کی بیٹی تھی ورنہ مقتل میں یہ روایت نہ آتی کہ ٹوٹا ہوا نیزہ لے کر شب گیارہ محرم پہرہ دے رہی تھیں اور ایک ایک کو آواز دیتی تھیں۔ اُمّ لیلیٰ گھبراتا نہیں، اُمّ فروہ گھبراتا نہیں، رباب گھبراتا نہیں، زینبؓ ہے تمہاری حفاظت کرے گی۔ اس طرح بیسیوں اور بچوں کی حفاظت زینبؓ نے کی ہے۔ اب قیادت کی منازل دیکھئے کہ ایک بی بی تھی اور بھتیجا بیمار تھا شامِ غریباں کے بعد اب سجدے میں تھا اور سجدہ شکرانہ تھا، پھوپھی نے جہاں لا کر ریت پر لٹا دیا تھا وہیں سجدے میں جھک گئے تھے۔ اٹھ نہیں سکتے تھے اور ہر بی بی زینبؓ کا منہ دیکھ رہی تھی۔ ایک طرف وہ بچے جو جلتے ہوئے خیموں سے گھبرا کر نکلے تھے انہیں تلاش کر کے لانا تھا۔ ہر ماں اپنے بچے کو پکار رہی تھی۔ بچوں کو ڈھونڈ کر لانا تھا اور سکینہؓ کا رخ مقتل کی طرف تھا، مقتل سے سکینہؓ کو لانا تھا۔ کبھی لاشوں پر نظر تھی اور کبھی بیسیوں پر نظر تھی۔ کبھی اُن مقتل میں بکھرے ہوئے بچوں کے لاشے اٹھانے تھے اور کبھی حفاظت کرنی تھی۔ ایک رات میں زینبؓ نے یہ سارے کام کس طرح سرانجام دیئے یہ سارے کام وہی انجام دے سکتا تھا جو مظہر العجائب کی اولاد ہو۔ زینبؓ بھی کر بلا میں مظہر العجائب بن گئی تھیں۔ اب یہ روایتیں اور مظلومیت کی وہ روایتیں یہ رشتوں کی نزاکتیں ہیں کہ پروردگار نے بہن کے رشتے کو کر بلا میں ظاہر کیا، بیٹی کا رشتہ، قرآن میں



بیان ہوا، زوجہ کا رشتہ قرآن میں بیان ہوا، ماں کا رشتہ قرآن میں بیان ہوا، لیکن بہن کا رشتہ پردہ غیب میں رکھا تھا تا کہ کربلا میں جب یہ رشتہ آئے تو اس رشتہ کی عظمت کو سمجھوایا جائے۔ اب یہ بھائی اور بہن کی وہ محبتیں ہیں جو زمانے کو بتائی گئیں۔ نہ ایسا بھائی ہوا نہ ایسی بہن ہوئی۔ تقریر ختم ہو گئی۔ ایسا بھائی کہ جس نے یہ دیکھا بہن آرام کر رہی ہے۔ مدینہ کا واقعہ ہے، بہن آرام کر رہی ہے اک بار سورج کی کرن زینبؓ کے چہرے پر آئی دھوپ پڑی اور بھائی اپنی عبا اتار کر ہاتھ میں لئے ہوئے وہیں پر کھڑے ہیں، سایہ پڑا زینبؓ کی آنکھ کھل گئی، گھبرا کر اٹھیں، دیکھا امام وقت سایہ کئے ہوئے ہے، فوراً پوچھا بھیا کب سے کھڑے ہو کہا کہ زینبؓ میں نے نہیں چاہا کہ تمہاری نیند خراب ہو۔ تمہارے چہرے پر دھوپ پڑ رہی تھی ہم سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اُس دن سے زینبؓ کے دل میں بس ایک تمنا تھی کہ کاش کبھی ایسا موقع آتا کہ میرا بھائی سوتا اور میں اس پر اپنے سر کی چادر سے سایہ کرتی تو علماء نے لکھا کہ وہ دن کبھی زینبؓ کی زندگی میں نہ آیا لیکن گیارہ محرم کو جناب زینبؓ نے مقتل سے گزرتے ہوئے یہ آواز دی بھیا وہ دن آ تو گیا کہ لاشے پر گھوڑے دوڑ چکے ہیں زینبؓ آج سایہ کرتی لیکن بھیا آج خود زینبؓ کے سر پر چادر نہیں ہے۔ میں سایہ کیسے کروں۔

دعا: بارالہا اس عبادت کو قبول فرما واسطہ محمد و آل محمد کا جو مرچکے ہیں ان کی رگوں کو بخش دے۔ ظہور قائم آل محمد میں تعجیل فرما۔

دوسری مجلس

آسیہ اور مادرِ وہب کلبی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے
 عشرہ چہلم کی دوسری تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ”عورت اور
 اسلام“ کے عنوان پر، کل تمہیدی تقریر تھی اور ہم نے عنوان کا تعارف پیش کر دیا۔
 عنوان مجالس کا حالات اور وقت کے تقاضے کے پیش نظر ہر سال تبدیل ہو
 جاتا ہے۔ اس سال بھی عنوان وقت کے تقاضے کے مطابق ہے کہ یہ سال پوری
 دنیا میں عورتوں کا سال قرار دیا گیا ہے اور آپ کے لئے یہ سال انتہائی اہم ہے
 کہ جب پورے ملک کی سربراہی ایک عورت کر رہی ہے اُس سے کوئی بھی انکار
 نہیں کر سکتا ہے کہ جتنے بھی مسلمان اس ملک پاکستان میں ہیں ان کی سربراہ ایک
 عورت ہے، اب یہ دوسری بات ہے کہ کوئی مانے یا نہ مانے، شرعی اور فقہی مسائل
 کے پیش نظر لوگ کہتے ہیں کہ عورت ملک کی سربراہ ہو سکتی ہے یا نہیں، جب کہ
 پورے ملک کی سربراہی ایک عورت کر رہی ہے۔ اب یہ سوال اپنی جگہ کہ عورت
 سربراہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ سربراہ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ
 وہ سب کی سربراہ ہے اور جتنے مولوی اس وقت ملک پاکستان میں ہیں اُن سب کی
 وزیر اعظم ایک عورت ہے۔ تاریخ میں کم از کم یہ تو لکھا جائے گا کہ پانچ سال کے

لئے ہی سہی شیعہ سنی اہل حدیث وہابی جتنے بھی مولوی تھے ان کی سربراہ ایک عورت تھی۔ تاریخ اسلام میں یہ لکھ دیا جائے گا۔ پانچ سال کے لئے سہی تمام مولوی جو تھے وہ ایک عورت کے پیچھے چلے۔ اُس کے بیانات کو مننا اس کے احکامات پر انہوں نے سر جھکایا۔ انہیں ماننا پڑا اس لئے کہ ملک کے قانون کا نفاذ ایک عورت کر رہی ہے۔ اس لئے جو کچھ اس نے کہا انہیں ماننا پڑا جبکہ ہمارے پڑوسی ملک میں پہلی مثال ملتی ہے اور قائم ہو چکی۔ یورپ میں اس سے پہلے مثال قائم ہو چکی۔ اسلام میں یہ پہلی مثال ہے۔ ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں چونکہ ہمارا موضوع عورت اور اسلام ہے نہ کہ عورت کی سربراہی اور اسلام۔

اس کے ذیل میں چونکہ یہ ہمارا تحقیقی مقالہ ہوتا ہے ہمارا یہ عشرہ اُس کے ذیل میں جتنی بھی باتیں آئیں گی ہم ان سب کو کوٹ (Quot) کرتے رہیں گے۔ بعد مجلس آپ کسی قسم کا اعتراض نہیں کر سکتے کہ یہ نہیں کہنا چاہئے تھا وہ نہیں کہنا چاہئے تھا۔ ہم آپ کے مشوروں پر تقریر نہیں کرتے ہیں ہم آپ کے مشوروں پر اپنا یہ عشرہ تیار نہیں کرتے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارے موضوع میں جو کچھ آئے گا ہم اسے پیش کریں گے۔ آپ کو پسند ہو یا نا پسند ہو یہ ہمارے موضوع کا تقاضا ہے۔ ہمیں کسی سے کوئی غرض نہیں ہے اس لئے کہ شیعیت کوئی سیاست نہیں ہے۔

مجلس عزا سیاست نہیں ہے۔ یہاں کسی ملک کے سربراہ یا حکمران کی اہمیت نہیں ہے۔ یہاں کسی کی حاشیہ گیری نہیں ہوتی نہ ہم ڈرتے ہیں نہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ ملک میں کون سی پارٹی حکمران ہے۔ ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ کون سا خاندان اس وقت اس ملک کا

سربراہ ہے۔

ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ دس سال تک جس کرب میں ہم نے زندگی گزاری ہے اسے ہم جانتے ہیں یا ہمارا خدا جانتا ہے۔ سیاسی تقریر نہیں ہے ایک منزل تک آپ کو لے جانا ہے۔ وہ تکلیف جو تھی وہ کرب جو تھا شیعیت کا کرب تھا اور وہ کرب ایسا کرب تھا ایسی تکلیف تھی کہ جیسے مظالم شیعیت پر ان دس برسوں میں ہوئے پوری تاریخ پاکستان میں اُس کی کوئی مثال نہیں ملتی، کوئی مثال نہیں ملتی۔ بنو امیہ اور بنو عباس کی سیرت پر چل کر دس سال کے سربراہ نے وہ مظالم ڈھائے، وہ مظالم ڈھائے جو تاریخ میں لکھے گئے ہیں۔ اُس کرب کے سحر کو توڑنے کے لئے پروردگار نے اس پورے ملک کی آبادی سے کسی مرد، کسی بہادر، کسی شجاع کو نہیں چنا۔ ایک ماں کو چنا، ایک بیٹی کو چنا، اگر کوئی دعوے دار ہے تو وہ بتائے کہ اس یزیدیت کے سحر کو کس نے توڑا۔ اس فرعونیت کے سحر کو کس نے توڑا، اس نمرودیت کو کس نے ختم کیا۔

تاریخ گواہ رہے گی پاکستان کی کہ اس سحر کو، اس جادو کو اس ظلم کو توڑنے والی ایک ماں ہے اور ایک بیٹی ہے۔ ہم اُسے اپنا لیڈر (leader) نہیں مانتے، شیعیت کی سربراہ عورت نہیں ہو سکتی لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ سنت الہی میں جب کبھی بھی قرآن ہو یا حدیث ہو، جب کبھی بھی نمرودیت، فرعونیت اور یزیدیت سرکشی پر آئی ہے اور اس نے خدا کا مقابلہ کیا ہے تو اللہ نے کبھی مرد کو نہیں بھیجا، ہمیشہ عورت کو بھیجا ہے۔ بعد رسول جب سرکشی پر خلافت آگئی تو دربار میں فاطمہ زہرا کو بھیجا، علیؑ کو نہیں بھیجا عورت کو بھیجا، پروردگار نے کہ ایک مرد کی سرکشی کو چکنا چور کر دو تو ذکر، پہلی مثال نہیں تھی، جب فرعون نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم خدا ہیں اور



سرکشی پر آمادہ ہو گیا تو پروردگار عالم نے آواز دی اے مادرِ موسیٰ تم آؤ اس منصب پر تم آؤ گی اور اے خواہرِ موسیٰ تم آؤ۔ تو جب فرعون سر اٹھا رہا تھا تو ایک ماں آئی، ایک بیٹی آئی اور فرعون کے سحر کو توڑ دیا تو فرعون کے سحر کو ایک ماں نے توڑا، ایک بیٹی نے توڑا، ابھی پیغمبر نہیں آیا پیغمبر کا باپ عمران موجود تھا لیکن فرعون کے مقابل موسیٰ کی ماں آئی موسیٰ کی بہن آئی، موسیٰ کا باپ مقابل نہیں آیا اس کے بعد اب تیسری عورت کو بھیجا اور وہ عورت تھی زوجہ فرعون جن کا نام آسیہ ہے۔ حزیل جیسا مومن موجود تھا فرعون کے خاندان میں لیکن فرعون کی بیوی آسیہ کو بھیجا کہ تم مقابل آؤ اور فرعون کی سرکشی کو ختم کر دو۔ فرعون سے لے کر خلافت تک اور خلافت سے لے کر یزیدیت تک جب یزیدیت نے سر اٹھا رہا حسین جیسا امام چاچکا تھا چوتھا امام قیدی تھا لیکن اب کربلا کی قیادت جو کچھ بھی تھی وہ ایک عورت کے پاس تھی یزیدیت کے سر کو جھکا دیا۔ قصر یزیدیت کو مسمار کرنے والی ایک عورت تھی۔ جس کا نام زینب ہے۔ (صلوٰۃ بر محمد و آل محمد)

تاریخ گواہ ہے، اب جو جملہ کہنے جا رہا ہوں اس کی قدر کیجئے گا، اپنے سینے پر لکھئے گا، تاریخ میں اور پوری کائنات میں آج تک جتنے لیڈر پیدا ہوئے اور ان کو حکومت ملی آج تک کوئی حکمران یورپ ہو، امریکہ ہو، بڑی ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں ہندوستان ہو یا عراق ہو یا عرب ہو یا ایران ہو، کسی ملک کا سربراہ کسی ملک کا سربراہ اعلانیہ الیکشن لڑتے ہوئے اس بات کا اظہار نہیں کرتا کہ ہمارا اصل عقیدہ کیا ہے اور ہماری زندگی کا آئیڈیل (ideal) کیا ہے۔ مثال موجود ہے، اگر کسی سربراہ نے تقریر میں یہ کہا ہو۔ کسی ہندو نے یہ کہا ہو کہ ہمارا آئیڈیل رام ہے۔ ہمارا آئیڈیل کچھن ہے۔ ہندوستان کے کسی سربراہ نے پنڈت نہرو اور

مہاتما گاندھی سے لے کر راجیو گاندھی تک کسی نے اپنے مذہبی دیوتا کا نام کبھی تقریر میں نہیں لیا۔ کیونکہ نام لینے سے انتشار پھیل جائے گا، ڈرتے ہیں، سیاست میں ناکام نہ ہو جائیں کرکچین (christian) نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہمارا لیڈر عیسیٰ ہے، مریم ہے یا یوحنا ہے، کبھی نام نہیں لیا۔ امریکہ کے صدر نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم عیسائی ہیں یا یہودی ہیں ہم موسیٰ کے ماننے والے ہیں، ہم عیسیٰ کے ماننے والے ہیں کوئی اپنے مذہبی رہنما کا نام نہیں لیتا حد یہ ہے کہ اسلام کے جتنے سربراہ ہیں۔ سب یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ سیرت میں ہمارا سربراہ محمد ہے یا علی ہے یا حسن ہے یا حسین ہے مثال ملتی ہو تو بیان کیجئے پہلے بیان کر دیں تو میں اگلا جملہ کہوں ذرا یاد کر لیجئے یاد کیجئے کسی ملک کے سربراہ نے کسی مذہبی آئیڈیل کو پیش کر کے کہا ہو۔ ہمت سے یہ کہا ہو بغیر اس کے کہا ہو کہ اختلاف ہو جائے گا لوگ دشمن ہو جائیں گے، ہمیں گولی مار دیں گے، سب ڈرتے ہیں۔

کائنات میں یہ پہلی مثال ہے کہ بے نظیر بھٹو نے تقریر کرتے ہوئے ایکشن لڑتے ہوئے یہ کہا، ہماری لیڈر خدیجہ ہے، ہماری لیڈر فاطمہ ہے، ہماری لیڈر زینب ہے، یہ قدر صرف اس لئے ہے کہ ہم آج منبر پر اس کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس لئے ذکر نہیں کر رہے ہیں کہ وہ وزیراعظم ہے۔ ہم اس لئے ذکر کر رہے ہیں کہ اس نے بی بی سی کو انٹرویو (interview) دیتے ہوئے کہا کہ میری زندگی کا آئیڈیل پیغمبر مکی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا ہیں، ذرا اس جملے کی عظمت کو پہچانئے آپ کہ میری زندگی کا آئیڈیل اور لیڈر (leader) پیغمبر مکی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا ہیں، عظمت کو پہچانئے آپ یہاں پورا عالم اسلام اس بات کا دعوے دار ہے کہ اسلام کی عورتوں میں انہوں نے جس عورت کا انتخاب کیا ہے وہ ساٹھ ہزار

حدیثیں بیان کرتی ہے۔ اُس مجمع میں بے نظیر کا یہ کہنا کہ ہماری لیڈر فاطمہ الزہراء ہیں بہتر فرقوں میں بتیس دانتوں میں ایک زبان اور بے نظیر نے اعلان کیا اخبار کو ٹی وی کو اور بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہماری زندگی کا آئیڈیل حضرت فاطمہ زہراء ہیں۔ کیوں کہا کیوں کہا اس لئے جو پختہ سیاست دان ہوتا ہے وہ کبھی دھوکا نہیں کھا سکتا۔ اُس نے ایسا نام نہیں لیا کہ جو سیاست میں ناکامیاب نام رہا ہو۔ اس کو معلوم تھا اور فوراً وہ بات سامنے آ گئی، تبرا نہیں پڑھ رہا، مناظرہ نہیں پڑھ رہا، بس توجہ رکھے گا بہت توجہ رہے اور ذہن آپ کا ہمارے ذہن کے ساتھ چلے۔ جیسے ہی انتخاب ہوا کہ بے نظیر کو وزیر اعظم چن لیا گیا ہے۔ بیانات مولویوں کے آئے۔ پہلا بیان جو آیا وہ میاں نورانی کا بیان تھا اور سرخی ایک اخبار جنگ نے لگائی کہ میاں نورانی کا بیان ہے میں نہیں کہہ رہا ہوں یہ میاں نورانی کے الفاظ ہیں۔ جنگ میں چھپے ہوئے ہیں ڈان میں چھپے اور حریت میں چھپے، انہوں نے کہا کہ شاید بے نظیر اس لئے سربراہ بن کر آئی ہوں کہ ان کے پاس یہ دلیل ہوگی کہ اسلام میں عورت سربراہی کر سکتی ہے، مجھے معلوم ہے کہ اگر وہ سربراہی کی مثال دیں گی نمونہ پیش کریں گی تو وہ حضرت عائشہ کو پیش کریں گی لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے جو کچھ کیا جمل میں اور سربراہی کی وہ امام وقت کے مقابل آئی تھیں وہ باطل پر تھیں اس لئے وہ یہ مثال نہیں دے سکتیں۔ دیکھئے بے نظیر کو ناکامیاب کرنے کے لئے مولوی نے اپنا عقیدہ ضائع کر دیا۔ دیکھئے کسی تقریر میں میں نے آلِ عبا میں یہی بات کہی تھی۔ ان چیزوں کو بھی ذرا سمجھ لیں تو میں آگے بڑھوں کہ اسلام میں جو سیاست کا خلفشار ہے صرف حکومت کے لئے ہے۔ چودہ صدیاں ہو گئیں مسلمانوں کو لڑتے ہوئے تخت کے



لئے، صرف حکومت کے لئے، آج بھی جوڑائی ہے پارٹیوں کی وہ کرسی کے لئے ہے۔
مذہب کی کوئی لڑائی نہیں ہے، ساری لڑائی سیاست کی ہے اور ہر ایک کا ہدف
(target) ہے کہ ہم کرسی پر بیٹھ جائیں۔ سوال یہ ہے کہ میاں نورانی نے یہ
پارٹی کیوں بنائی، میاں نورانی الیکشن کیوں لڑتے ہیں۔

جب مفتی محمود زندہ تھے وہ الیکشن کیوں لڑتے تھے یعنی الیکشن کا مقصد یہ ہے
کہ ہمارے نمائندے چنے جائیں اور ہمارے نمائندے مل کر ہمیں صدر بنائیں
یا وزیراعظم بنائیں۔ سیدھی سی بات یہ ہے کہ اب یہ لڑائی سیاسی لڑائی ہے یعنی
میاں نورانی نے کرسی کی لالچ میں کہ شاید کوئی ایک سیٹ مل جائے یا ہمیں
پاکستان کا سربراہ بننا پڑے، بے نظیر کونا کامیاب کرنے کے لئے اقتدار کی ہوس
کے لئے اپنا پرانا عقیدہ (صدیوں والا) ضائع کر دیا۔ وہ بھی کچی سیاست دان
نہیں تھی اُس نے آج تک اپنی تقریر میں اُس ناکامیاب عورت کا نام ہی نہیں
لیا۔ اُس کا ذکر ہی نہیں کیا۔ جیسے وہ جانتی ہی نہیں۔ لیکن اُس نے جب بھی نام لیا تو
جناب فاطمہ کا نام لیا اُسے معلوم ہے یہ ظالم کے مقابلے میں کامیاب قیادت
تھی۔ یہ ظالم کے مقابلے میں کامیاب سربراہی تھی اور وہ بی بی جمل میں ناکام
ہوئی اور یہ بی بی مقصد حق میں کامیاب ہوئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ جو عورت کے
کردار کا مطالعہ کرے گا تو اُس کو پتہ چلے گا کہ کون سی عورت عورت کے حقوق کو
محفوظ رکھتی ہے۔ عورت وہی عورت ہے جو صنفِ نسواں کے حقوق کی محافظت
کرے اور پہلا اصول عورت کے قانون میں یہ ہے کہ وہ اپنی عظمت کو اپنے وقار
کو اپنی عصمت کو برقرار رکھے۔

اگر وہ لیڈری کرتے ہوئے صنفِ نسواں کے وقار کو ضائع کر دے تو گویا تمام



دنیا کی عورتوں کی اس نے توہین کر دی اور جس نے صنفِ نسواں کے حقوق کی حفاظت کی تو گویا وہ سربراہ ہو گئی اور اس نے سب کی حفاظت کی۔ بس یہی تو فرق ہے جمل میں اور فداک میں۔ ایک جگہ صنفِ نسواں کے حقوق کو ضائع کیا گیا اور ایک جگہ محفوظ کیا گیا۔ مرزا غالب کا فارسی شعر ہے:-

بحث و جدل بجائے ماں میکدہ جوئے کا ندر اس
کس نفس از جمل نہ زد کس سخن از فداک نہ خواست

ضائع اس لئے کیا گیا کہ تیس ہزار مسلمان مردوں کی سربراہی ایک عورت کر رہی تھی جس کے لئے سورہ احزاب میں کہا گیا تھا کہ اے رسولؐ کی بیبیو اپنے گھروں میں بیٹھو! وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ (سورہ احزاب آیت ۳۳) اب یہ صرف حقوقِ نسواں کی بات نہیں ہے، قرآن کی آیات پامال ہو رہی تھیں۔ قرآن کی آیات کو پامال کیا گیا تھا۔ اپنے گھروں میں بیٹھو اور ایسے بیٹھو کہ اوڑھنیوں کو اپنے سروں پر اوڑھ لو۔ خبردار حجرے سے ہاتھ باہر نہ نکلے، يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيشِهِنَّ (سورہ احزاب آیت ۵۹) آواز باہر نہ آئے۔ تم بازار میں اس طرح نہ چلو پھرو جیسے کہ عام عورتیں چلتی پھرتی ہیں اور پہلے جہالت کے زمانے کے سے بناؤ سنگھار کی نمائش نہ کرو۔ تم نبیؐ کی بیبیاں ہو۔ سورہ احزاب اور سورہ تحریم پورا پڑھیں اسی لئے آیا ہے۔ یعنی چند سورہ احزاب کی آیات صرف اسی مقصد کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ اے رسولؐ کی بیبیو گھروں میں بیٹھو اپنے جھروں میں بیٹھو اور اوڑھنیوں کو اپنے سروں پر ڈال لو۔ اپنے جسم کو ڈھک لو تمہارے اعضا نظر نہ آئیں۔ خبردار تمہارا ہاتھ حجرے سے باہر نہ نکلے، کافی تھا پروردگار بس اتنا کہہ دیتا، نصیحت کر دیتا نہیں سورہ احزاب اور سورہ تحریم کو مسلمان غور سے تلاوت کریں۔



پروردگار کہتا ہے اگر تم نے ایسا نہ کیا پہلے نکلے کو سمجھ لیجے گھروں میں بیٹھو، حجرے میں بیٹھو بازار میں نہ چلو پھر دو ہاتھ تمہارا حجرے سے باہر نہ آئے، اوڑھنی کو سر پر ڈھک لو۔ میں آپ سے کہوں یہاں بیٹھے تو ٹھیک سے بیٹھے پیر پھیلا کر نہ بیٹھے، گھٹنے سمیٹ کر بیٹھے کیا مطلب یعنی آپ پیر پھیلائے بیٹھے تھے۔ جیسی تو میں نے کہا کہ گھٹنوں کے بل بیٹھے۔ بیروں کو سمیٹ کر بیٹھے۔ دیکھئے نا آیات اشاروں میں باتیں کرتی ہیں اور یہ اشارے آپ ہی کی سمجھ میں آئیں گے۔ مناظرہ مجھے پڑھنا نہیں ہے، مجھے اپنا تھیس (thesis) سمجھانا ہے۔ حیات دنیا اور اُس کی زینت کی طلب گار مت بنو، ناشائستہ حرکتیں نہ کرو ورنہ عذاب دو گنا ہو جائے گا۔ عام عورتوں کی طرح حجرے سے ہاتھ باہر نہ نکلے اوڑھنیاں جسم پر پڑی رہیں سر ڈھکا رہے اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَّا زَوَاجَكْ إِن كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا

(سورۃ الاحزاب، آیت ۲۸)

”اے نبی! اپنی ازواج سے کہہ دو کہ اگر تم حیات دنیا اور اُس کی زینت کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ متاع دے دوں اور تمہیں خوش اسلوبی سے رخصت کر دوں۔“

يُنِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُضَعَّفْ لَهَا
الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا (سورۃ الاحزاب، آیت ۳۰)

”اے نبی کی عورتو! (ازواج) جو کوئی تم میں سے صریح فحش (ناشائستہ حرکت) کی مرتکب ہوگی تو اس کے لئے عذاب دو گنا کر دیا جائے گا اور بے شک یہ اللہ کے لئے نہایت آسان ہے۔“



إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا، وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (سورہ التحریم، آیت ۴)

”پس اگر تم دونوں (ازواج) اللہ کے حضور توبہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے، پس بے شک تم دونوں کے قلوب تو میڑے ہو ہی گئے۔ پس اگر تم دونوں نبی کے خلاف گھجور کر رہیں تو اللہ اور جبریل اور صالح المؤمنین اس کے دوست ہیں اور اس کے بعد فرشتے بھی اُس کے مددگار ہیں۔“

عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَ لَكَ أَرْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَنَّ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَنَاطَاتٍ لَّيْسَ لَكُنَّ عِيَالٌ شَاخِصَاتٍ تَبْتَغِينَ لَهُنَّ أَكْوَاجًا (سورہ التحریم، آیت ۵)

اگر نبی تمہیں طلاق دے دے تو قریب ہے کہ اُس کا پروردگار تمہارے بدلے میں اُسے ایسی ازواج دے دے جو تم سے بہتر، مسلمان ایمان والیاں فرمانبردار توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار روزہ رکھنے والیاں لائے گا، کنواری اور غیر کنواری ہوں“

قیامت کی آیات ہیں قرآن کی یہ آیت قیامت ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اپنے نبی کے لئے دوسری بیویاں لائے گا۔ دوسری شادیاں کروائے گا اور اب جو شادیاں کروائے گا پیغمبر کی ایک نہیں ایک شادی نہیں اس کے معنی کسی ایک کو نہیں کہا جا رہا۔ دونوں چلی جائیں تو اللہ اور بیویاں لائے گا اور اب جو بیویاں لائے گا پروردگار وہ نماز پڑھتی ہوں گی، وہ روزہ رکھتی ہوں گی، وہ شوہر کا کہنا مانگی ہوں گی۔ اب جو لائے گا اُن کے بدلے میں اب جو لائے گا وہ پیبیاں



ایسی ہوں گی۔ اب جو لفظ ہیں پروردگار کے ہیں جیسے تھے ویسے سنا دیئے۔ میں اس میں کوئی تبدیلی کیوں کروں، میں کیوں پلٹوں۔ پلٹانا نہیں چاہتا ان لفظوں کو۔ پروردگار کے الفاظ ہیں ایک بار سورہ تحریم اور سورہ احزاب غور سے تلاوت کیجئے یہاں ارشاد ہوا کہ گھر سے نہ نکلنا ہاتھ حجر سے سے باہر نہ نکالنا، مجمع میں نہ جانا اور اگر اس کے خلاف کیا قرآن کہہ رہا ہے اگر اس کے خلاف کیا یعنی گھر سے باہر نکل گئیں تو یعنی رشتہ نونا اور دوسری آئی۔ قرآن ہے یہ سورہ احزاب اور سورہ تحریم ہے ہر شیعہ سنی جب اس کی تفسیر لکھتا ہے تو بلا اختلاف اس کی تفسیر جو شیعہ لکھتا ہے وہی سنی لکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کوئی تفسیر ہی نہیں۔ اس کی کوئی اور تفسیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اب آپ دیکھئے ہو سکتا تھا کہ پروردگار نے کہا تھا اے نبی کی بیبیو! تو تیرہ تھیں۔ تو مسلمان تیرہ میں سے چھانٹ کر الگ کر دیتے کہ ان کے لئے نہیں بلکہ ان کے لئے ہے۔ یہ ہو سکتا تھا کہ ان کے لئے نہیں ان کے لئے ہے تو جیسے ہی یہ بات ختم ہوئی توجہ رکھئے گا اور اس کے فوراً بعد کہا کہ تمہاری مثال نیزھی پسلیوں کی ہے۔ تمہاری مثال نیزھی پسلیوں کی ہے۔ نوخ اور لوط کی بیبیاں نہ بن جانا پس پتہ یہ چلا کہ تعداد دو کی ہے، ارے بھی ہم کسی کا نام تو لے نہیں رہے۔ جس طرح نوخ کی بیوی اور لوط کی بیوی سرکش تھی ویسی نہ بن جانا جو پیغمبر کی باتیں کافروں تک پہنچایا کرتی تھیں۔ لوط کی بیوی اور نوخ کی بیوی جو اپنے شوہروں کے راز کافروں سے کہتی تھیں قوم سے جا کر کہتی تھیں اور اپنے شوہر کا انہوں نے مذاق بھی اڑایا، نوخ کا مذاق نوخ کی بیوی نے اڑایا۔ لوط کا مذاق لوط کی بیوی نے اڑایا کہیں ایسی نہ بن جانا ان کی طرح اور یہ مثال پیش کر کے اچانک ایک بات سورہ تحریم میں شروع کر دی کہ آسیہ کو دیکھو، مریم کو دیکھو۔ اب تک جو گفتگو تھی وہ



صرف دو کی تھی آئیہ کو دیکھو، مریم کو دیکھو، پتہ یہ چلا کہ اب تک جو گفتگو ہو رہی ہے اس میں صیغے جو ہیں دو کے ہیں پہلے دو کی بات ہوئی۔ درمیان میں دو کی بات ہوئی اور آخر میں پھر دو کی بات ہوئی۔ شروع میں جو بات ہوئی وہ دو کی بات ہوئی پھر دو عورتیں آئیں وہ نوٹ و لوٹ کی بیویاں پھر دو عورتیں آئیں ایک آئیہ دوسری مریم ہیں۔ پہلے آئیہ کے فضائل بیان کئے گئے پھر مریم کے فضائل بیان کیے گئے اور مریم کے ذکر پر سورہ ختم ہو گیا۔

پورے سورے میں صرف یہ بتایا کہ چار عورتیں میں نے پیش کر دی ہیں۔ پروردگار نے چار عورتیں پیش کر دی ہیں دو عورتیں ہم نے اچھی پیش کر دی ہیں اور دو عورتیں ہم نے بری پیش کر دی ہیں اب ان میں سے جو راستہ چاہا اپنالو۔ چاہو تو لوٹ اور نوٹ کی بیبیوں کے راستے پر چل نکلو اور چاہو تو مریم اور آئیہ کے راستوں پر چل نکلو۔ سورے نے گفتگو کو سمیٹ دیا، آئیہ کون، فرعون کی زوجہ۔ کیوں نام لیا آئیہ کا پروردگار نے صرف اس لئے نام لیا کہ یہ بتانا چاہا کہ ذرا دیکھو تو کہ شوہر کا فر تھا، خدائی کا دعوے دار تھا لیکن آئیہ ایک کافر اور ایک سرکش کی بیوی تھی لیکن ایمان جہاں چاہے چلا جاتا ہے۔ کافر کا گھر ہو سرکش کا گھر ہو ایمان یہ نہیں دیکھتا کہ وہ خوف زدہ ہو جائے گی، ڈر جائے گی، ایمان ایمان ہے، موسیٰ ابھی پیدا نہیں ہوئے اور آئیہ دل میں ایمان لئے ہوئے ہیں۔ صرف اس بات پر ایمان ہے کہ ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔ غیب پر ایمان رکھتی ہیں آئیہ، فرعون قتل کروا رہا ہے مردوں کو، عورتوں کو قتل کروا رہا ہے جن کے ہاں بچے پیدا ہونے والے ہیں۔ مرد بھی قتل ہو رہے ہیں۔ عورتیں بھی قتل ہو رہی ہیں، آئیہ ڈرتی نہیں ہیں۔ اسی کفرستان میں دل میں ایمان چھپائے ہوئے تو آئیہ کی عظمت کو قرآن



نے بیان کیا۔ آسیہ کی عظمت کو قرآن نے بیان کیا تو یہ طے پا گیا کہ جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے جیتا ہے تو یہ سنت الہی ہے۔ جب آسیہ کی مثال پیش کر دی تو اب بحث کیا ہے، آمنہ بی بی کے ایمان میں اور پھر بحث کیا ہے فاطمہ بنت اسد کے ایمان میں کیا بحث ہے۔ جہاں پروردگار ظاہر کر دے کہ ہاں ایمان کو چھپائے ہوئے ہے چالیس ہزار بچے قتل کر دیئے گئے مصر میں کہیں کوئی نبی نہ بن جائے۔

مگر پروردگار اپنے نبی کو پیدا کرنا چاہتا تھا۔ موسیٰ پیدا ہو گئے، مادر موسیٰ نے بچے کو اپنی آغوش میں لیا ایک بار خدا نے کہا **وَ اَوْحَيْنَا اِلٰی اُمِّ مُوسٰی** (سورہ القصص، آیت ۷) کہ ہم نے مادر موسیٰ پر وحی کی، پروردگار تو انبیاء پر وحی کرتا ہے، تیرے انبیاء مرد ہوتے ہیں، تو مرد پر وحی کرتا ہے۔ آج تو کہہ رہا ہے ایک عورت پر وحی کی تو پروردگار آواز دے گا نہیں نہیں ہم عورت پر بھی وحی کرتے ہیں۔ ہم نے مادر موسیٰ پر وحی کی اور یہ موقع تھا کہ بچہ پیدا ہوا تھا ہم نے وحی کی ایک ماں کی گود میں بچہ آیا تھا تو کہیں ماں کی گود میں بچہ آتا ہے تو ماں پر وحی کرتے ہیں اور کہیں بچہ آنے والا ہوتا ہے تو ہم وحی کرتے ہیں۔ یہ وحی کرنے کے انداز ہیں۔ وہاں ماں درخانہ کعبہ کے پاس آئی تھی اور اس نے کہا تھا میری مشکل کو حل کر دے اور ہم نے وحی کی کہ فاطمہ بنت اسد اندر آ جاؤ یہ در بن گیا ہے۔ اگر مادر موسیٰ پر وحی ہوئی تو مادر علی پر بھی وحی ہوئی تو جس پر وحی ہوتی ہے وہ کافر نہیں ہو سکتا۔ اُس کے ایمان میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔ ہم نے مادر موسیٰ پر وحی کی اور وحی یہ کہ اس بچے کو تنور میں چھپا دو۔ تنور میں ڈال دیا اوپر سے تنور کو ڈھک دیا۔ خواہر موسیٰ، مریم جن کی کنیت اُمّ کلثوم ہے۔ وہ آئیں اور انہوں نے تنور میں آگ روشن کر دی۔ ماں کی چیخ نکل گئی کہ تم نے آگ جلا دی میں نے تو



یہاں بچے کو چھپایا تھا۔ گھبرا کر گئیں تور میں دیکھا کہ جلتی ہوئی آگ میں موسیٰ تسبیح و تقدیس کر رہے تھے۔ پروردگار یہ موسیٰ کی پیدائش کے ساتھ کیا بتانا چاہتا ہے تو پروردگار نے اعلان یہ کیا تھا کہ **إِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ** (سورہ صافات، آیت ۸۳) ابراہیمؑ ہمارے شیعوں میں سے ایک شیعہ تھا، اُسے بھی آگ میں بھیجا گیا مگر آگ اُسے جلا نہ سکی اور موسیٰؑ ابراہیمؑ کے شیعوں میں تھا، اُسے بھی آگ نہ جلا سکی۔ بتانا صرف یہ تھا کہ شیعہ کو کبھی آگ جلا نہیں سکتی۔ اب کیا بات ہے کہ اگر نبیؐ نے کہا ہے کہ یا علیؑ تم کامیاب اور تمہارے شیعہ کامیاب۔ نارِ جہنم تمہارے شیعوں کو یا علیؑ جلا نہیں سکے گی۔ تو وعظ کرنے والے مُلّا جو بار بار یہ کہتے ہیں کہ نہیں نہیں آگ میں تو جلتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جو بات رسولؐ نے کہی ہے کہ آگ ہمیں کبھی جلا نہیں سکتی تم کون ہو فیصلہ کرنے والے کہ شیعہ قوم جہنم میں جائے گی۔ ہمیں یقین ہے کہ شیعہ قوم کا کوئی فرد جہنم میں نہیں جاسکتا۔ تم تمہارے بیان سے ڈرا نہیں کرتے۔ تم اپنی قوم کو ڈرایا کرو آگ ہمیں جلا نہیں سکے گی۔ ہم نے تبھی تو حدیث پیغمبرؐ کی لاج رکھی ہے۔ ورنہ آگ کا ماتم کیوں ہوتا۔ آگ کے ماتم کی وجہ کیا ہے۔ آگ سے ماتم کا واسطہ کیا ہے۔ آگ کا ماتم ہوتا اس لئے ہے کہ ہم پاؤں سے آگ کو روند کر بتاتے ہیں آگ وہ ہے جو سرکش تھی جو شیطان تھی جو آدمؑ سے ٹکرائی، جو ابراہیمؑ سے ٹکرائی، وہ آگ جو فرعون کی شکل میں تھی نمرود کی شکل میں تھی، کبھی موسیٰؑ سے ٹکرائی، کبھی ابراہیمؑ سے ٹکرائی کبھی آدمؑ سے ٹکرائی۔ اُس آگ کو ہم نے پیروں سے روندھ کر بجھا دیا اور بتایا کہ جب یہ آگ ہمیں نہ جلا سکی تو بھلا وہ آگ کیا جلا سکے گی، آگ شیعہ کو جلا نہیں سکتی۔ حدیث رسولؐ ہے۔

میرے جدید مرثیے کے تین بند سن لیجئے!

وہ آتشِ نمرود وہ اعجازِ خلیلی دل مطمئن اللہ پہ وہ نازِ خلیلی
جبریل کی وہ عرض وہ اغمازِ خلیلی تاباں افقِ حق پہ ہے اندازِ خلیلی
اخلاص ہو جذبوں میں تو مقبول ہوئے ہیں

گلزار ہوئی آگ شرر پھول ہوئے ہیں

وہ نور جو پیشانیِ خلّت میں تھا روشن اُس آگ میں وہ نور ہی تھا معجزہِ افکس
اُس نور کی کرنوں سے ہوئی آگ بھی گلشن اونچا تھا بہت شعلوں سے اس نور کا مسکن
نکلے ہیں خلیل آل کے صدقے میں بلا سے

لو، ہار ہوئی نار کو اب نورِ خدا سے

قرآن میں ہے شیعہ تھے مسلمان تھے براہِ منم کی آتشِ نمرود نے بھی آپ کی تعظیم
اللہ ری یہ حرمتِ شیعہ زہے تکریم اس طرح بھی ہر معجزے کی چاہئے تفہیم
باطل کی لپٹ خیر تک آ ہی نہیں سکتی
دوزخ کسی شیعہ کو جلا ہی نہیں سکتی

(سید ضمیر اختر نقوی)

موسیٰ آگ میں تھے۔ ماں نے بچے کو نکال لیا۔ ہم نے مادرِ موسیٰ پر وحی کی
صندوق میں بند کرو بچے کو اور روڈ نیل کے حوالے کرو، ماں نے بچے کو صندوق
میں بند کیا اور تالا لگایا اور دریائے نیل میں بہا دیا۔ صندوق چلا، پروردگار کہتا
ہے۔ مادرِ موسیٰ کی ایک چیخ نکلتی، ہم نے اُن کے قلب کو سنبھالا دیا اور مضبوط کیا اور
آواز دی کہ ہم بہت جلد تمہارے بچے کو تم سے ملا دیں گے۔ فکر مند ہونے کی
ضرورت نہیں۔ ماں تھیں پروردگار نے کہا تھا صبر آ گیا اور گھر میں بیٹھ گئیں۔ نبی



کی بیوی، نبی کی ماں گھر سے باہر نکلا نہیں کرتی اور اتنی بڑی مصیبت کہ بچہ دریا میں بہتا جا رہا تھا پروردگار نے وحی کی تھی اس لئے وہ گھر سے نہیں نکلی، گھر میں بیٹھی رہی۔ خواہر موسیٰ روڈ نیل کے کنارے کنارے چلی۔ جہاں جہاں صندوق چلا بہن بھی کنارے کنارے صندوق کے ساتھ دیکھتی چلی کہ صندوق کہاں جا رہا ہے۔ بہن نے پتہ لگالیا کہ قصر فرعون تک صندوق چلا گیا۔ بہن واپس آگئی ماں کو بتا دیا، پھر واپس گئی کبھی گھر آتی تھی اور کبھی قصر واپس جاتی تھی۔ یہاں تک کہ قصر میں نیل کے کنارے فرعون بیٹھا تھا اپنی زوجہ آسیہ کے ساتھ سیر کر رہا تھا کہ اچانک ایک صندوق نظر آیا۔ صندوق کو دیکھا تو عجیب لگا۔ ہاتھ بڑھایا تا کہ صندوق کو پکڑ لے۔ صندوق پیچھے ہٹا، فرعون ایک قدم اور بڑھا کہ صندوق کو پکڑے، صندوق پھر پیچھے ہٹ گیا۔ اب فرعون ہاتھ بڑھاتا ہے صندوق پیچھے ہٹ جاتا ہے، آسیہ یہ منظر دیکھ رہی تھیں ایک بار آواز دی فرعون تو ہٹ جا ذرا میں تو دیکھوں، آگے بڑھیں، ادھر آگے بڑھی تھیں کہ صندوق خود بہتا ہوا آسیہ کی طرف آگیا۔ پتہ چلا کہ جب کفر کا ہاتھ آگے بڑھتا ہے تو ایمان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جب ایمان کا ہاتھ بڑھتا ہے تو استقبال کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ صندوق آیا سنتے جائیے آسیہ نے صندوق کو ہاتھ بڑھا کر کنارے رکھ دیا۔ تجسس بڑھتا جا رہا تھا، فرعون نے چاہا کہ تالا توڑ کر دروازہ کھول کر دیکھے اس میں کیا ہے، تالانہ ٹوٹنا تھا نہ ٹوٹا، در نہ کھلنا تھا نہ کھلا، تو اس وقت بی بی آسیہ آگے بڑھیں، تالے پہ ہاتھ لگایا، تالا خود بخود کھل گیا۔ در کی طرف ہاتھ بڑھایا در خود بخود کھل گیا۔ دیکھا اُس میں ایک معصوم بچہ لیٹا ہوا ہے گود میں اٹھالیا۔ جب فرعون نے ہاتھ بڑھایا تو در صندوق نہیں کھلا آسیہ نے ہاتھ بڑھایا تو در کھل گیا۔ ایمان نے آواز دی در نے



آواز دی کہ جب کفر کا ہاتھ بڑھتا ہے تو دروازہ نہیں کھلتا، جب ایمان کا ہاتھ بڑھتا ہے در کھل جاتا ہے۔ در بن جاتا ہے۔ قلعہ خیبر میں جب تک اور ہاتھ جارہے تھے در بند رہا جب ایمان کا ہاتھ بڑھا پورا در ہاتھ پر آ گیا۔ جب علیؑ کی ماں خانہ کعبہ کی دیوار کے پاس گئیں تو در بن گیا۔ ایمان کو دیکھ کر در کھل بھی جاتا ہے، در بن بھی جاتا ہے اور جب کفر آتا ہے تو در بھی بند رہتا ہے اور دیوار بھی جڑی رہتی ہے، طواف کرتے رہو در نہیں ملے گا در بدر ہی رہو گے۔

آسیہؑ نے بچے کو دیکھا، چالیس ہزار بچوں کو قتل کرنے والا فرعون بچے کو دیکھ کر گھبرا گیا، یہ بچہ کہاں سے آ گیا۔ نگاہوں پر پردے پڑ گئے۔ آسیہؑ نے کہا چلو چلو بچے کو لے چلو ہم لاؤ لہ ہیں۔ کیوں نہ ہم اس کو بیٹا بنا کر پال لیں۔ ہم اس کو بیٹا بنا کر پال لیں۔ بچے کو لے کر آسیہؑ قصر میں آئیں، فرعون آسیہؑ سے بڑی محبت کرتا تھا کچھ کہہ نہ سکا۔ بچہ قصر میں پلنے لگا۔ قدرت نے آواز دی۔ اتنے بچوں کو قتل کرنے والے تیرے گھر میں نبی پلے گا، تیرے گھر میں نبی پلے گا۔ سنت پروردگار ہے کہ ہم کبھی کبھی نبی کو کفرستان میں پالا کرتے ہیں۔ کفرستان میں پالتے ہیں جہاں پالتے ہیں اُس گود کو پاک و طاہر کر دیتے ہیں۔ مکہ کفرستان سہی لیکن ابوطالبؑ کی پاک گود موجود تھی۔ ہم نے گود کو پہلے قرار دے دیا تھا۔ آسیہؑ کو صاحب ایمان اس لئے بنایا تھا تا کہ اُس کی گود میں نبی پلے، اب وہ وقت آیا کہ بچہ بھوکا تھا۔ قصر تھا بادشاہ تھا ملکہ تھی آسیہؑ کے ایک حکم پر قطار لگ گئی دودھ پلانے والی دایوں کی، ایک عورت آئی، دوسری عورت آئی، تیسری عورت آئی ایک انبوہ تھا دایوں کا۔ دودھ پلانے والیوں کا کہ بھی آسیہؑ نے پکارا ہے ملکہ کی گود میں بچہ ہے، چلو بڑا مال ملے گا۔ ہزاروں عورتیں آتی گئیں۔ آسیہؑ ایک ایک عورت کو بلاتی



گئیں مگر بچے نے کسی عورت کی گود میں آنا گوارا نہ کیا۔ عورتیں گود میں لیتی تھیں مگر بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا تھا، وہ اپنا منہ پھیر لیتا تھا۔ جو عورت آئی منہ پھیر لیا جو عورت آئی منہ پھیر لیا قطار لگ گئی تھی دودھ پلانے والیوں کی۔ تصور یہ تھا کہ ملکہ کا بچہ ہے بڑا مال ملے گا۔ بہت انعام ملے گا مگر بچے نے کسی عورت کو بھی منہ نہ لگایا۔ پتہ چلا کہ اگر کوئی کافرہ سے پرورش نبی کا کام لینا چاہے تو بچہ منہ پھیر لیتا ہے۔ جب تک کہ پاک و پاکیزہ شیر و غذا فراہم نہ ہو، متا اگر کفر میں بسی ہو تو پیغمبرؐ ادھر سے منہ پھیر لیتا ہے۔ آسیہ عاجز آ گئیں، پریشان ہو گئیں کہ بچے کو دودھ کیسے پلایا جائے۔ بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا خواہر موسیٰ مریم کھڑی ہوئی یہ سب ماجرا دیکھ رہی تھیں بھاگتی ہوئی اپنی ماں کے پاس گئیں کہا ماں چلو عجیب ماجرا ہے دودھ پلانے والی عورتوں کا مجمع ہے انبوء ہے قطاریں ہیں لیکن بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا تم بھی دائی بن کر قصر فرعون میں چلو اور دائی کی قطار میں شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ مادر موسیٰ دائی کی قطار میں کھڑی ہو گئیں اور جب اُن کی باری آئی تو وہ آگے بڑھیں اور انہوں نے بچے کو گود میں لیا۔ بچہ ہلک کر آیا، دودھ پینے لگا۔ آسیہ مسکرائے گئیں۔

فرعون بھی مسکرانے لگا اے فرعون تو کیا سمجھے گا، یہ بات تو آسیہ سمجھے گی یا خود خدا سمجھے گا یا تاریخ شیعیت سمجھے گی کہ پیغمبرؐ کبھی کافرہ کا دودھ نہیں پیتا، ہمیشہ معصومہ کا دودھ پیتا ہے۔ جب موسیٰ نے کسی کافرہ کا دودھ نہیں پیا تو ہمارے پیغمبرؐ حلیمہ کا دودھ بھلا کیسے پی سکتے تھے، اے مسلمانو! حلیمہ کا دودھ پلوانے والو یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ موسیٰ کافرہ ہے ہمارا نبیؐ اُس نے بی بی آمنہؓ کا دودھ پیا اور حلیمہ اس وقت آئی جب پیغمبرؐ پانچ سال کے ہو گئے تھے، پانچ سال کا بچہ دودھ نہیں پیتا۔ دودھ کے دن ہوا کرتے ہیں اور اتنے دنوں میں دودھ چھڑا دیا

جاتا ہے۔ یہ عورتوں کے مسائل ہیں عورتوں سے پوچھ لو تو پیغمبر کی سیرت سمجھ میں آئے گی۔ اسی لئے تو اسلام عورت کے ذریعے سکھارہے ہیں تاکہ یہ مسائل سمجھ میں آجائیں۔ یہ پیغمبرؐ کی رضاعت کا مسئلہ ہے، پیغمبرؐ کی پرورش کا مسئلہ ہے اور پرورش ماں کرتی ہے موسیٰ کی پرورش آسیہؑ نے کی، آسیہؑ وہ بی بی ہے جس کی فضیلت رسول اللہؐ نے بیان کی ہے، جیسا کہ آپ کے ہاں تحفۃ العوام ہے دینی کتاب ہے جو ہر مسئلے میں کام آتی ہے۔ قربانی کے وقت، حج و روزے و نماز کے مسائل کے بارے میں، اسی طرح توضیح المسائل ہے۔ یہ شیعوں کی کتابیں ہیں اسی طرح اہلسنت والجماعت کی کتاب جو ہم پلہ تحفۃ العوام یا توضیح المسائل ہی کی طرح ہے۔ اس کتاب کا نام ہے ”بہشتی زیور“ تھانوی صاحب کی تصنیف و تالیف کی ہوئی کتاب ہے اور اب یہ دوسری بات ہے کہ اپنی اپنی کتابوں کی قدر قوم کیسے کرتی ہے۔ ہمارے ہاں تحفۃ العوام یا توضیح المسائل جو چھپتی ہے وہ نیوز پرنٹ پہ چھپتی ہے، گھٹیا کاغذ پر، یہ اس لئے کہ یہ زیادہ بکتی ہے اور جو چیز زیادہ بکتی ہے وہ سستی چھاپی جاتی ہے اور زیادہ قیمت میں بیچی جاتی ہے اور اگر عمدہ چھاپ دیں تو دس بیس برس چلے گی تو ایک آدمی جو توضیح المسائل یا تحفۃ العوام خریدے گا تو وہ بیس برس تک دوسری نہیں خریدے گا تو دوکاندار کا نقصان ہوگا اس لئے اتنی گھٹیا چھاپو کہ مہینہ پندرہ دن میں بوسیدہ ہو جائے تاکہ دوسری خریدے۔ میرے خیال میں تو یہی آئیڈیا (Idea) ہے پبلشرز (publishers) کا۔ ہاں بہشتی زیور تاج کمپنی نے شائع کیا۔ آپ اس کو دیکھئے اور جب آپ اس کو کھولیں گے تو آپ کی نگاہیں خیرہ ہو جائیں گی اور زیادہ قیمت بھی نہیں ہے، آرٹ پیپر پر چھپی ہے۔ خوبصورت اس کے حاشیے ہیں اور اتنی سجاوٹ ہے۔ ایسی اچھی کتابت ہے



کہ دل چاہتا ہے پوری کتاب ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالو۔ بہشتی زیور ان کے مسائل، وہ چیپٹر (chapter) جس میں عورتوں کے مسائل ہیں جو عورتوں سے متعلق ہے۔ جیسے آپ کے ہاں عورتوں کا چیپٹر (chapter) ہے اسی طرح ان کے ہاں بھی ہے وہ مسائل ہیں جیسے ہی آپ عورتوں کا وہ چیپٹر (chapter) کھولیں گے اور پہلے جملے پڑھیں گے۔ تھانوی صاحب نے لکھا ہے، پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ نے چار عورتوں کو منتخب کیا ہے تو عورتوں کے چیپٹر کو بہشتی زیور میں تھانوی صاحب نے یہاں سے شروع کیا ہے کہ اللہ نے پوری کائنات میں چار عورتوں کا انتخاب کیا۔ کتاب بازار میں ہے۔ توضیح المسائل سے ملا کر دیکھیں کہ جو جملے بہشتی زیور سے پڑھ رہا ہوں وہ جملے توضیح المسائل میں ہیں یا نہیں اور چار عورتوں کو پروردگار عالم نے پوری کائنات میں جن لیا ایک جناب آسیہ کو افضل قرار دیا، دوسری جناب مریم ہیں جن کو افضل قرار دیا، تیسری جناب خدیجہ کو افضل قرار دیا، چوتھی جناب فاطمہ زہرا کو افضل قرار دیا اور ان چار عورتوں میں سے جناب فاطمہ زہرا کو سب پر فضیلت عطا کی میں یہ سمجھتا ہوں۔ برانہ ماننے گا جس کتاب میں فاطمہ زہرا کو افضل قرار دیا جائے تو قیامت تک اسی طرح خوبصورت چمکتی رہے گی اور اسی طرح مقبول ہوتی رہے گی۔

اب ہم ان کی اور کتابوں کے بارے میں نہیں جانتے کہ ان کی مقبولیت کیا ہے کیونکہ کسی اور کتاب میں اس طرح فضیلت سیدہ بیان ہوئی ہے یا نہیں، جتنا چاہے آپ برامائیں ہم حضرت فاطمہ زہرا یا کسی بھی ولی امام یا آل محمدؑ کے مسئلے میں کسی کو بھی اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ ہم کسی کو آل محمدؑ کے مقابل ماننے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ اسی پر توجہ صدیوں سے ہماری تقریروں اور کتابوں کا دارومدار ہے۔



چار عورتیں افضل ترین قرار پائیں، سنیوں اور شیعوں دونوں کی کتابوں میں صحیح بخاری، ترمذی، مسلم شریف، وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ اللہ نے (۱) آسیہؑ (۲) مریمؑ (۳) خدیجہؑ (۴) فاطمہؑ کو افضل قرار دیا اور ان چاروں عورتوں میں فاطمہؑ کو افضل ترین کہا گیا، سب نے یہی لکھا ہے۔ سورہ تحریم حضرت آسیہؑ اور حضرت مریمؑ پر تمام ہوتی ہے۔

وَصَرَّبَتْ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَمَرْيَمَ إِتَتْ عِمْرَانَ النَّبِيُّ أَحَصَنْتُ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقْتَ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ عَلَيْهَا مِنَ الْقَنَاتِ

رَبِّهَا وَكُتِبَ عَلَيْهَا مِنَ الْقَنَاتِ (سورہ النحریم آیت ۱۲ تا ۱۱)

”اور جو لوگ ایمان لائے اللہ ان کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے، کہ جب اُس نے کہا ”اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک مکان بنادے اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات دے اور مریم بنت عمران کی (مثال بیان کرتا ہے) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی پس ہم نے اُس پر اپنی رُوح پھونک دی، اور اُس نے اپنے رب کے کلمات اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزاروں (فرمانبرداروں) میں سے تھی۔“

موضوع بار بار یہ آئے گا، آسیہؑ کا ذکر اس لئے ہے کہ ایمان میں اتنی پختہ تھیں اتنی پختہ تھیں کہ جب آ کر فرعون نے یہ بتایا کہ آج ہم نے حزقیل کی بیوی کو زندہ جلادیا اس لئے کہ وہ موئی پر ایمان لائی تھیں۔ ابھی تک آسیہؑ خاموش تھیں



لیکن آج آسیہ بولیں۔ غور کیا آپ نے یہ ہے عورت، جب یہ پتہ چلا کہ ایک عورت جو میرے جیسی صاحب ایمان تھی اس کو زندہ جلا دیا گیا تو آج آسیہ ”خاموش نہ رہ سکیں، یہ ایک نفسیاتی مطالعہ ہے جسے ہم پیش کریں گے کہ کن کن مقامات پر عورت کو پروردگار نے منصب دے کر مرد کے مقابل میں بھیجا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بعض مقامات ایسے ہیں جہاں پر عورت جب اپنے حق کا اظہار کرتی ہے تو وہ ڈرتی نہیں تو اس کی مثال مریمؑ کی مثال ہے، اُس کی مثال آسیہؑ کی مثال ہے، اس کی مثال خدیجہؑ کی مثال ہے، فاطمہؑ کی مثال ہے۔ آسیہؑ فرعون کی سرکشی اور ظلم کے مقابل ہرگز نہیں ڈریں۔ مریمؑ پوری یہودیت کے مقابل نہیں ڈریں اور خدیجہؑ پورے مکے کے کافروں کے مقابل نہیں ڈریں اور ایک پیغمبرؐ سے شادی کر کے دکھا دیا اور زہراؑ پوری خلافت سے نہیں ڈریں اور زہراؑ کی بیٹی زینبؑ یزیدیت سے نہیں ڈریں۔

فرعون نے آسیہؑ سے کہا کہ کہو کہ میں موسیٰ اور ہارونؑ اس کے رب کو نہیں مانتی اور اپنے ایمان سے انکار کرو۔ آسیہؑ نے کہا آج تو میں اقرار کرتی ہوں کہ میں موسیٰ کے رب پر ایمان لا چکی ہوں تو فرعون نے کہا میں تیرے ہاتھ اور پیر قطع کر دوں گا، آسیہؑ نے کہا مار دے جان سے میں ایمان سے انکار نہیں کروں گی۔ فرعون کے حکم سے آسیہؑ کو زمین پر لٹا دیا گیا اور اُن کے جسم میں لوہے کی میخیں گاڑ دی گئیں۔ آسیہؑ کی ہتھیلیاں اور پیروں کی ایڑیوں کو زمین میں میخوں سے گاڑ دیا گیا۔ پروردگار نے اس سورہ تحریم میں کہا ہے کہ ایک بار آسیہؑ نے مسکراتا شروع کیا تو فرعون نے کہا کہ یہ شاید دیوانی ہو گئی ہے پاگل ہو گئی ہے جیسی تو موت اور اتنی سخت موت میں مسکارتی ہے لیکن موسیٰ کو معلوم تھا کہ آسیہؑ کیوں



مسکرا رہی ہیں۔ پروردگار کہتا ہے کہ ایسے عالم میں آسیہؑ نے ہم کو آواز دی کہ جنت میں ہمارے لئے ایک مکان بنا دے۔ ہم نے آسیہؑ کے لئے ایک قصر تعمیر کر دیا جنت میں تو آسیہؑ مسکرانے لگیں اور موسیٰؑ نے دعا کی یہ روح جب پرواز کرے تو سیدھی اس قصر میں جائے، اسی لئے چار ہی قصر بنے ہیں جنت میں عورتوں کے، ایک قصر آسیہؑ کا ہے، ایک قصر خدیجہؑ کا، ایک قصر مریمؑ کا ہے اور ایک قصر جناب فاطمہؑ کا ہے، پانچواں قصر نہیں ہے۔ اب یہ اور بات ہے جنتی صالح اور مومنہ عورتیں ہیں یا تو وہ آسیہؑ کے قصر میں یا مریمؑ کے قصر میں یا خدیجہؑ کے قصر میں یا سیدہ کے قصر میں جائیں گی۔

چنانچہ جو صاحب ایمان ہوتا ہے وہ موت کے وقت بھی مسکراتا رہتا ہے۔ اس پر کوئی مصیبت نہیں آتی۔ وعدے کے مطابق کہا تھا کہ مصائب میں بھی موضوع یہی رہے گا، مصائب میں بھی روزانہ موضوع یہی رہے گا۔ کربلا میں بہت سی عورتیں آئی تھیں، سب کا ذکر روزانہ ہم کریں گے لیکن دو عورتیں ایسی آئی تھیں جو تازہ ایمان لائی تھیں۔ ایمان کی منزل کو بھی دیکھئے کہ جب وہ امام پر اور نبیؐ پر ایمان لے آتی ہیں تو ان کی منزل ایمان کی اس ارتقائی شکل کو دیکھئے جہاں پر ایمان پہنچ جاتا ہے۔ وہ مادرِ وہب کلبی تھیں اور زوجہ بکلی تھیں۔ ماں جس کا نام قمری تھا مادرِ وہب قبیلہ بنی کلب کی تھیں، بیٹا اکیس برس کا تھا شادی کرنے بیٹے کی گئی تھیں۔ ایک دیہات میں ایک قریے میں اور جس قریے میں گئی تھیں وہ راستہ کوفہ سے کربلا ہو کر جاتا تھا۔ واپسی کا بھی وہی راستہ تھا۔ سترہ روز ہوئے تھے کہ بیٹے کی شادی کی تھی، سترہ روز کی بیاہی ہوئی دلہن مذہب عیسائی تھا قافلہ کربلا کے قریب سے گزرا۔ ماں نے اپنے ناتقے سے دیکھا بیٹے کو آواز دی۔ یہ

اتنا لشکر یہاں کیوں ہے بیٹا یہ دور تک اتنا لشکر کیوں نظر آ رہا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ کوفے کی سرحد پر اتنا بڑا لشکر بیٹا ذرا پہ تو لگاؤ۔ دیکھ کر تو آؤ کہ یہ کیسا لشکر ہے۔ تاقے اُس نے رکوا دیئے اور کہا میں ابھی دیکھ کر آتا ہوں۔ بیٹا گیا اور واپس آیا اور کہا مادر گرامی آپ نے مسلمانوں کے نبی محمد کا نام سنا ہے۔ ہاں بیٹا کوفے میں بارہا یہ نام سنا ہے۔ وہب نے کہا محمد کی ایک بیٹی فاطمہ تھی اُس نے کہا یہ بھی نام سنا ہے وہب نے کہا فاطمہ کا ایک بیٹا مدینے میں حسین رہتا ہے کہا یہ نام بھی سنا ہے، کہا وہی نبی کا نواسہ فاطمہ کا بیٹا حسین یہاں ٹھہرا ہے۔ اُس کو کوفے اور شام کے لشکر نے گھیر لیا ہے اور ارادہ یہ ہے کہ اُسے قتل کر دیں گے یہ سننا تھا کہ عیسائی عقیدہ رکھنے والی عورت جس کے دل میں فاطمہ کے واسطے سے محمد سے بھی محبت داخل ہو گئی اور حسین سے بھی عقیدت ہو گئی۔ ایک عورت تھی عظمت فاطمہ جانتی تھی۔ اس لئے کہ اُس کے عقیدے میں مریم تھی اور جس عورت کے عقیدے میں ایک عورت آئیڈیل ہو وہ ایمان کی اعلیٰ منزل تک پہنچ جاتی ہے۔ اُس نے کہا بیٹا اب میں آگے نہ جاؤں گی۔ میرا ناقہ آگے نہ بڑھاؤ، سوار یاں یہاں روک دو، چلو تم بھی حسین کے پاس چلو اور میں بھی سلام کرنے چلوں گی۔ اب اس بارات کا رخ مڑ گیا اور حسین کے خیموں کی طرف بارات آ گئی۔ نیا دولہا آ گیا، نئی دلہن آ گئی حسین کو معلوم تھا بڑھ کر استقبال کیا۔ زینب کے خیمے میں مادر وہب کو بھی بھجوا دیا اور زوجہ وہب کو بھی بھجوا دیا۔ وہب کبھی کو سینے سے لگا لیا، حسین نے کہا وہب تو آیا اور خوب آیا۔ تازے تازے لوگ ایمان لائے ہیں ایمان کی ذرا آپ منزلیں دیکھئے۔ اس لئے آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ واقعہ آپ نے تفصیل سے سنا ہو۔ لیکن میں جو پہلو آپ کو دکھانا چاہتا ہوں کہ سترہ روز



ہوئے ہیں شادی کو ابھی ابھی خوشی ہوئی ہے۔ مذہب عیسائی ہے ابھی ابھی کلمہ پڑھا ہے۔ لیکن ایمان اس منزل تک پہنچتا ہے کہ لڑائی چھڑ گئی اور تین چار لاشے آئے تھے کہ مادرِ وہب درخیمہ پر آگئی بیٹے کو دیکھا آواز دی۔ بیٹا ماں کی آواز پر آیا اور کہا مادرِ گرامی کیوں بلایا؟ کہا بیٹا میں اس انتظار میں درخیمہ پر کھڑی ہوں کہ تیرا لاشہ کب گھوڑے سے گرے گا اور تو حسینؑ پر کب قربان ہوگا کہا ماں آقا جانے کی اجازت نہیں دیتے اور ہو یہی رہا تھا کہ جب بھی وہب نے جانے کی اجازت مانگی تو یہی کہا کہ اے وہب ابھی تیری نئی شادی ہوئی ہے۔ تیرے تو سہرے کے پھول بھی ابھی نہیں مرجھائے۔ اے وہب کبھی حسینؑ تجھے کیسے جانے دے۔ اے ماں وہ روک لیتے ہیں مجھے جانے نہیں دیتے کہا میرا سلام جا کر کہہ دو اور قدموں پر گر کر کہو کہ ماں کی خواہش ہے کہ اس کا بیٹا آپ پر قربان ہو جائے۔

بیٹا میں تمہاری لڑائی دیکھ رہی ہوں جاؤ، دوبارہ جاؤ تم قبیلہ بنی کلب کے ہو۔ شجاعت سے لڑنا، بیٹا اجازت لے کر گیا۔ بیٹے نے جنگ شروع کی، ماں ایک عورت تھی، بیٹا جوان تھا، اکلوتا بیٹا تھا، نیا دولہا تھا، لیکن اب عورت کی وہ عظمت دیکھئے جو کر بلا کے علاوہ کہیں نظر نہیں آتی۔ نیا نیا ایمان لائی ہے لیکن اللہ کیسا ایمان لائی تھی، کمال کا ایمان لائی تھی۔ لڑائی دیکھ رہی تھی۔ بیٹا لڑتے لڑتے دیکھتا ہے کہ ماں درخیمہ پر کھڑی ہوئی ہے اک بار واپس ہوا کہ چلو ماں کو آخری بار پھر سلام کر آئیں گھوڑے سے اُترا۔ ماں کے قریب آیا، ماں نے کہا بیٹا خوب لڑائی کی۔ لیکن بیٹا میں تو اس وقت خوش ہوں گی جب تمہارا سر کٹ کر گرے گا میں ابھی تم سے خوش نہیں ہوئی۔

ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ یکبارگی زوجہ وہب خیمے سے نکل کر وہب کے



سامنے آگئی اور کہا کہ وہب تم تو جا رہے ہو۔ جاتے جاتے وعدہ کر کے جاؤ ایک وعدہ تو یہ کرو کہ تم کو تو شہادت کی منزل مل جائے گی اور تم جنت میں چلے جاؤ گے، وعدہ یہ کرو کہ جنت میں شہید ہو کر جاؤ گے اور محشر میں تمہارا مرتبہ بلند ہوگا تو مجھ کو بھلا نہیں دو گے اور میری بخشش کا بھی سامان کرو گے، دوسرا وعدہ یہ کرو کہ جاتے جاتے حسینؑ سے کہہ دینا کہ میرا خیال رکھیں میں ان کا دامن چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ میں ان کے قدموں سے لپٹی رہوں گی۔ تم یہ کہہ کر چلے جانا تو اک بار عجیب لفظ استعمال کیا ہے مادر وہب نے یہی میرا موضوع ہے ایک بار آواز دی بیٹا وہب کبھی عورت کی باتوں میں نہ آ جانا جاؤ فوراً شہادت تمہارا انتظار کر رہی ہے کیا عورت کی باتوں میں تیرا دل لگ گیا۔

یہ بھی عورت تھی وہ بھی عورت تھی لیکن آج عورت اپنے حقوق کو شہادت سمجھ رہی تھی اور حسینیت سمجھ رہی تھی۔ بیٹا جلدی جاؤ، بیٹا گیا جنگ کی ظالموں نے گھیرا ایک ہاتھ کاٹا پھر دوسرا ہاتھ کاٹا پھر سر کو جدا کیا۔ ایک بار عمر بن سعد نے دیکھا کہ زوجہ وہب چوب خیمہ کو لے کر میدان جنگ میں آگئی اور اس نے جنگ شروع کی حسینؑ نے دیکھا کہ زوجہ وہب لڑتی ہوئی میدان جنگ میں آگئی ہے اور جنگ شروع کر دی۔ ایک بار حسینؑ دوڑے اپنی عبا کو اتارا اور اس پر سایہ کر لیا پردہ میں چھپا لیا اور کہا اسلام میں عورت پر جہاد نہیں ہے۔ واپس خیمے میں چلی جا پردے میں چلی جا۔

تقریر ختم ہو گئی۔ اے حسینؑ عصر سے پہلے وہب کی زوجہ پردے سے نکل آئی تو آپ سے برداشت نہیں ہوا۔ دوڑ کر پردہ کیا اے حسینؑ یہ شام غریباں ہے۔ ام لیلیٰ کھلے سر ہے ام رباب کھلے سر ہے۔ اے حسینؑ زینبؑ کی چادر لٹ گئی۔



بارِ الہا اس عبادت کو قبول فرما۔ بارِ الہا ہمیں کوئی غم نہ دینا سوائے غم حسینؑ کے۔ ہم میں جو بیمار ہیں اُن کو شفا عطا فرما اور جو مر چکے ہیں اُن کی روحوں کو بخش دے۔ جو بے روزگار ہیں اُن کو روزی عطا فرما۔ امام زمانہؑ کے ظہور میں تعجیل فرما۔



www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina

تیسری مجلس

جناب ہاجرہ اور جناب فضہؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے

عشرہ چہلم کی تیسری مجلس ”عورت اور اسلام“ کے عنوان پر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں۔ عنوان کا تعارف ہو چکا ہے۔ اور سننے والوں کے لئے یہ منزل آسان ہو گئی کہ کیا پیش کیا جائے گا اور تفصیلات ہم نے پہلی تقریر میں بتا دی تھیں کہ ہم اس عشرے میں کیا پیش کریں گے عورت کائنات کا موضوع رہی ہے اور دنیا کا کوئی دانشور، کوئی بڑے سے بڑا فلسفی کوئی شاعر کوئی مورخ اپنے قلم کو نہیں بچا سکا کہ وہ عورت کا ذکر نہ کرے اور یہ ایک ایسا دبستان ہے کہ جن لوگوں نے عورت کے خلاف کتابیں لکھی تھیں اور ایک یونانی دانشور جس نے ستائیس برس کی عمر میں صرف اس لئے خودکشی کر لی کہ اسے کائنات میں عورت پسند نہیں تھی۔ اس نے عورت پہ ایک کتاب لکھی جب اس نے دیکھا کہ اس کی کتاب کا اثر لوگوں پر نہیں ہوا تو آخر اس نے خودکشی کر لی۔ یونان کا سقراط یہ کہتا ہے کہ کائنات میں یہ جو بھی تباہیاں اور بربادیاں ہیں سب عورت کی وجہ سے ہیں اس دنیا کو عورت نے تباہ کیا ہے عورت نہ ہوتی تو زندگی بڑی پرسکون ہوتی، بڑی اطمینان کی زندگی ہوتی اسی طرح ایک پوری صف ہے ان مورخین کی کہ جو عورت



کے خلاف اپنے اقوال پیش کرتے ہیں لیکن ایسے بھی بے شمار دانشور ہیں جو عورت کی تعریف کرتے ہیں لیکن یہ صف جو آتی ہے کہ ایک عورت سمجھ میں آنے لگی یہ بات ہے اس وقت کی ہے کہ جب فاران کی چوٹیوں سے قرآن اور وحی کا نور پھوٹنے لگا اور آفتاب رسالت کے کی پہاڑیوں سے طلوع ہونے لگا تو عورت پھر سمجھ میں آئی کہ کائنات میں عورت کا مقصد کیا ہے یوں تو توریت میں بھی عورت تھی انجیل میں بھی عورت تھی لیکن نہ توریت عورت کو سمجھا سکی اور نہ انجیل عورت کو سمجھا سکی اس لئے کہ انجیل یعنی موجودہ بائبل (Bible) اس کتاب کی بات نہیں کہ جو غائب ہو گئی تھی یا غائب کر دی گئی تھی اس میں جانے کیا ہوگا لیکن یہ جو موجودہ کتاب ہے اس میں عورت وہ شے ہے جس نے پیغمبری صف کو تباہ کر دیا اور اس میں کہا گیا کہ عیسیٰؑ نے بھی ایک بار اپنی ماں کو جھڑک دیا تھا معاذ اللہ ڈانٹ دیا تھا یہ انجیل میں درج ہے توریت کو اگر پڑھیں گے تو وہاں بھی آپ یہی پائیں گے کہ عورت کو اس منزل تک پہنچا دیا انبیاء کے گھرانے کی عورتوں کو کہ ایک عام معاشرے کی عورت اس سے بہتر نظر آتی ہے یہ قرآن تھا جس نے سنبھال دیا کیونکہ قرآن نے بتایا یہ توریت یہ موجودہ توریت ہے یہ انجیل جو موجودہ انجیل ہے یہ جو آکا کردار کچھ اور پیش کر رہی ہے یہ کتابیں سارہ کا کردار کچھ اور پیش کر رہی ہیں یہ کتابیں ہاجرہ کا کردار کچھ اور پیش کر رہی ہیں۔ قرآن نے ایک یا دو آیتوں سے زیادہ ان عورتوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ آیات ایک یا دو ہیں لیکن وہ آیتیں اتنی کامل ہیں کہ اس کردار کو واضح کر دیتی ہیں توریت اور انجیل نے یہ کہا کہ ابراہیمؑ کی دو بیویاں تھیں تو جبرہ ابراہیمؑ کی دو بیویاں تھیں ایک کا نام سارہ تھا ایک کا نام ہاجرہ تھا۔ توریت اور انجیل میں لکھا ہے کہ سارہ ابراہیمؑ کی



سگی بھتیجی تھیں لیکن قرآن نے اور تفسیر قرآن نے یہ کہا کہ نہیں ایسا نہیں تھا ان کی تاشی میں ہر مسلمان مفکر یہ کہتا ہے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے ابراہیمؑ کی شریعت میں سگی بھتیجی سے نکاح جائز تھا اب چونکہ اس روایت کو صحیح کرنا تھا اس لئے یہ معذرت کی لیکن یہ بھول گئے کہ ہمارا نبی ملت ابراہیمیؑ کا تئمہ تھا اور اسی کو وسعت دے کر پیش کر رہا تھا۔ شریعت وہی تھی تسلسل وہی تھا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ ابراہیمؑ ایسا کریں جو نبی کی شریعت میں نہیں ہوگا وہ ابراہیمؑ بھی نہیں کریں گے تسلسل اسلام کا ہے تو اب پتہ چلا کہ معصوم سے جب پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا سارہؓ حضرت ابراہیمؑ کی خالہ کی بیٹی تھیں اور شریعت میں خالہ کی بیٹی سے شادی جائز ہے تو ابراہیمؑ کی شریعت میں اگر خالہ کی بیٹی سے شادی ہوتی ہے تو محمدؐ کی شریعت میں بھی خالہ کی بیٹی سے شادی ہوتی ہے۔ سارہؓ خالہ کی بیٹی تھیں، خاندان کی تھیں، نسل کی تھیں، حسن و جمال میں یکتا تھیں، ایک سو دس سال کے ابراہیمؑ ہو گئے تھے نوے سال کی سارہؓ تھیں جب ہجرت ہوئی اور جب یہ پتہ چلا کہ مصر کا بادشاہ اب بہت سی چیزیں ایسی آئیں گی کہ جن کے لئے اُردو میں الفاظ کچھ ایجاد کئے ہیں تاکہ ادب کے دائرے میں گفتگو ہو یہ تاریخی حقیقتیں ہیں بادشاہ مصر عورت کو دیکھنے اور حسن و جمال کا شیفہ ہے اس لئے ابراہیمؑ نے سارہؓ کو ایک صندوق میں بند کیا اور لے کر چلے لیکن اس نے صندوق کو جب کھلوا یا تو سارہؓ پر نظر گئی ابراہیمؑ سے وہ صندوق لے لیا۔ ابراہیمؑ کو اطمینان تھا کہ یہ نبی کی بیوی ہے یہ نبوت کے گھرانے کی عورت ہے اس لئے تشویش نہیں، حفاظت وہ کرے گا جس نے اس کو اہل بیتؑ کہا ہے اور قرآن میں سارہؓ کو اہل بیتؑ کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے اس لئے فکر مند نہیں تھے اور ہوا وہی کہ جب شاہ مصر نے سارہؓ کی طرف ہاتھ



بڑھایا تو ہاتھ شل ہو گیا۔ تین بار اس نے ایسا کیا، لیکن تینوں بار اس کا ہاتھ شل ہو گیا، لیکن جب دیکھا کہ ایک عورت کی طرف سے یہ معجزہ ظاہر ہو رہا ہے تو وہ عاجز آ گیا اور کہا اس عورت کو واپس کرو اور اس کے شوہر کے حوالے کر دو لیکن اسے بلاؤ تا کہ ہم خود اسے انعام عطا کریں۔ انعام میں اس نے یہ کہا کہ میں ایک بیٹی رکھتا ہوں اور یہ بیٹی تمہیں کنیزی میں دیتا ہوں اس عورت کا نام ہاجرہؓ اس لئے پڑ گیا کہ اس نے ہجرت کی تھی نام کچھ اور تھا لیکن ہاجرہؓ کے لقب سے پکاری گئیں۔

ارے زمانے والو! ہاجرہؓ کو کنیز کہنے والو! کنیزی میں پیش کی گئی تھیں لیکن بادشاہ کی بیٹی تھیں کنیز نہیں تھیں ہاجرہؓ کو کنیز نہ سمجھنا تم نبی کے گھر میں کسی بھی شاہی گھرانے سے کوئی آجائے تو نبی کے سامنے وہ کنیز ہے مگر کائنات کی کنیز نہیں ہے اور ہاں نبی کی کنیز ہے اور تمہیں حق نہیں ہے کہ تم اسے کنیز کہہ کر پکارو۔ تم کنیز نہیں کہہ سکتے وہی مرتبہ ہے جو سارہ کا مرتبہ ہے وہی ہاجرہؓ کا مرتبہ ہے اور یہ سارہؓ کی مرضی سے عقد ہوا کیونکہ بوڑھی ہو گئی تھیں اولاد نہیں ہوئی تھی تو ابراہیمؑ سے کہا آپ اس کنیز سے عقد کر لیجئے عقد میں آئیں فرزند گود میں آیا اسماعیلؑ جیسا فرزند گود میں آیا ادھر اسماعیلؑ پیدا ہوئے ادھر قوم لوطؑ پر تباہی آئی جس رات تباہی آئی دو ملک چلے تباہی کی خبر دینے لوطؑ کے پاس لیکن راستے میں ابراہیمؑ کے گھر میں ٹھہرے تو جب پتہ چلا کہ خدا نے دو کام سپرد کئے تھے ملائکہ کو قرآنی آیات کا تسلسل سوره ہود میں یہی ہے پہلے فرشتے ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہوئے اس وقت سارہؓ دروازے پر تھیں اور ابراہیمؑ باہر تھے۔ ملائکہ آئے اور آتے ہی انہوں نے کہا کہ پروردگار نے یہ خوشخبری آپ کو دی ہے کہ آپ کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہونے والا ہے تو سارہؓ نے کہا بیٹا تو ان کے ہاں ہو چکا کہا نہیں پروردگار نے یہ کہا

ہے کہ اب تم سے یعنی سارہ کی طرف ملائکہ مخاطب ہیں تم سے بیٹا ہوگا تو قرآن کہتا ہے کہ قبۃہ مار کر سارہ نے کہا کہ میرے ہاں اب کیا بیٹا ہوگا وہ الفاظ میں نہیں لاؤں گا جو مفسرین لکھتے ہیں، کہا میں بوڑھی ہو گئی، میرے یہاں اب کیا بیٹا ہوگا تو خدا کہتا ہے ابراہیمؑ کی عورت کی ہنسی آثار و ولادت بن گئی الفاظ نہیں ہیں میرے پاس کہ میں قرآن کے ان الفاظ کو اردو میں بیان کر سکوں آپ کا ذہن وہاں تک پہنچنا چاہئے عورت میرا موضوع ہے۔ اس کے سارے مسائل ذہن میں رکھ کر بیٹھئے تو موضوع سمجھ میں آئے گا سارہ کی ہنسی جو تھی وہ آثار و ولادت بن گئی اور بیٹا ہوا اسحاق جیسا بیٹا ہوا، قرآن کہتا ہے، وہاں بھی بیٹا یہاں بھی بیٹا اب یہ قدرت کا کمال، دیکھئے نوے سال بیٹا نہیں ہوا، دوسری بیوی سے بیٹا ہوا تو اب پہلی بیوی سے بھی بیٹا ہوا یہ پہلی بیوی تھیں جن کے ذہن میں یہ افضلیت تھی کہ میں پہلی بیوی ہوں، خاندان کی ہوں ہاجرہ دوسری ہے قدرت نے دیکھا کہ عدل کو اس طرح قائم رکھا جائے کہ جو بعد میں آئی ہے اسے پہلے بیٹا دے دیا جائے اور جو پہلے آئی تھی اسے بعد میں بیٹا دیا۔ جو بعد میں آئی تھی اسے پہلے بیٹا ملا یہ عدل الہی ہے یہ عدل الہی اس لئے ہے کہ سارہ کی نسل میں مسلسل انبیاء آئیں گے ایک لاکھ چوبیس ہزار میں عیسیٰؑ تک جتنے نبی آئے سب سارہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ہاجرہ کی اولاد میں کل دو نبی آئے، ایک اسماعیلؑ اور ایک ہمارا نبی آپ دیکھیے پلہ سارہ کا بھاری تھا کہ سارے انبیاء سارہ کی نسل میں آئے لیکن ایک نبی ایسا ہاجرہ کی نسل میں رکھ دیا جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کا سردار بن گیا۔ نبوت کی تاریخ عورت کی تاریخ ہے۔ یعنی ابراہیمؑ کی اولاد میں اگر نبوت بنتی تو بٹنے کا سوال کیا تھا سب ابراہیمؑ کی اولاد تھے دو ازواج میں اولاد کو تقسیم کیا اولاد کو دونوں شاخوں میں بانٹ



دیا اللہ نے، یہ بنی اسرائیل ہیں اور یہ بنی اسماعیل ہیں۔ بنی اسرائیل میں سارے انبیاء آتے ہیں، سارے بنی اسرائیل سارہ کی اولاد بنی اسماعیل ہاجرہ کی اولاد تو اب تاریخ مسلمانوں کی تاریخ اب یہاں توجہ سے سنیے گا۔ مسلمانوں کی تاریخ یہ کہتی ہے کہ ایک دن کھیلے ہوئے اسماعیل آگئے ابراہیم نے گود میں اٹھا لیا بعد میں اسحاق آگئے پہلو میں اسحاق کو لینا لیا، زنانو کے پاس کھڑے ہو گئے اسحاق، سارہ کو ناگوار ہوا میرا بیٹا گود میں نہیں آیا اور ہاجرہ کا بیٹا گود میں آ گیا اس دن سے ہاجرہ سے ناراض ہو گئیں ابراہیم سے، کہا اس کو گھر سے نکال دو اس کو لے جاؤ جہاں تاریخ میں عورت سمجھ میں نہیں آتی وہاں انبیاء کی عورت پر بھی الزام لگا دیتے ہیں مسلمان، سارہ ناراض ہو گئیں یعنی معاشرے کا یہ پہلو کہ جہاں دو بیویاں ہوں وہاں لڑائی ہو جائے سوئوں کی لڑائی ہو جائے، اپنی دو بیویوں کے آئینے میں نبی کی دو بیویوں کو دیکھا مسلمانوں نے دیکھا لیکن اب ہم کہاں سے پتہ لگائیں کہ سارہ کے کردار کو بھی بچالیں ہاجرہ کی عظمت کو بھی بچالیں، کیسے بچائیں قرآن نہ ہوتا تو یہ عظمتیں نہ بچتیں اسی دن کے لئے کہا تھا کہ قرآن تنہا سمجھ میں نہیں آئے گا کہ جب تک معصوم سے، عترت سے نہیں پوچھو گے آیت تو ہے سمجھ میں نہیں آتی۔ اس لئے الزام رکھ دیا اور ہمارے یہاں ہماری تاریخ کہتی ہے کیسے اس واقعے کو مان لیں اس لئے کہ اس منزل پر بھی اور سب سے بڑی منزل جو نظر آتی ہے وہ دو منزلیں ہیں ایک وہ مقام کہ جہاں قریش کی عورتوں نے خدیجہ کے پاس آنے سے انکار کر دیا وقت ولادت فاطمہؑ تنہا تھیں خدیجہؑ، تاریخ لکھتی ہے کہ دروازہ کھلا اور چار بیبیاں آئیں اس میں ایک آسیہؑ تھیں ایک مریمؑ تھیں ایک حواؑ تھیں اور ایک سارہؑ تھیں سارہ کا نام بھی ہے اور دوسرا مقام وہ ہے کہ



جہاں خانہ کعبہ میں فاطمہ بنت اسد کے پاس چار عورتیں آئیں ایک مریمؑ آئیں ایک آسیہؑ آئیں اور ایک سارہؑ آئیں اور ایک حواؑ آئیں یعنی جہاں بھی ہمیں ملتا ہے سارہؑ کا نام ملتا ہے کہ عظمتوں میں سارہؑ شامل ہیں، سارہؑ نبوت کے گھرانے میں شامل ہیں، وہاں یہ کیسے ممکن ہے کہ ہونے والے نبی کی ماں کو گھر سے نکلوا دیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بہت صحیح کہ بنی اسرائیل کے انبیاء کی ماں ہیں وہاں نور نبوت نہیں تھا اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ سارہؑ کی نسل میں نبوت کا نور نہیں ہے تو ہم اس بی بی کی توہین ہونے دیں شیعیت اس کا نام نہیں ہے شیعیت کو ہر نبی کے گھرانے کی عورت کی طہارت اور عصمت کو بچانا ہے، شیعیت کا کام ہے کہ نبی کی بیوی کی عصمت و عزت و وقار کو برقرار رکھے یہ شیعیت پر الزام غلط ہے کہ ہم نبی کی بیویوں کی توہین کرتے ہیں ہم نہیں کرتے ہیں ہم وہی کرتے ہیں جو خدا کرتا ہے نبی کرتا ہے امام کرتا ہے ہمیں نہیں پتہ کہ نبی کے پسند کرتا ہے کسے نہیں پسند کرتا، اللہ کے پسند کرتا ہے کسے نہیں کرتا ہے، اگر اللہ نے سارہؑ کے وقار کو بڑھایا تو ہمارے لئے باعث عزت ہے وہ بی بی اگر لوٹ کی بیوی پر اللہ نے لعنت کی تو ہم بھی لعنت کریں گے اگر نوٹ کی بیوی پر اللہ نے لعنت کی تھی تو ہم بھی لعنت کریں گے سب نبی کی بیویاں ہیں لیکن جس پر خدا لعنت کرے اس پر ہم بھی لعنت کریں گے جس کے وقار کو خدا بچالے اس کے وقار کو ہم بھی اپنی تقریروں میں بچا کے رکھیں گے۔ سارہؑ نے نکلوا دیا ہاجرہ کو یہ مسلمانوں کی تاریخ ہے معصوم کچھ اور کہتا ہے شیعیت کچھ اور کہتی ہے۔ شیعیت عورت کے وقار کو اس کی عزت کو اس کی عظمت کو برقرار رکھنا چاہتی ہے سارہؑ نے نکلوا دیا ابراہیمؑ لے کر ہاجرہ کو چلے گئے کی اُس سرزمین پر پہنچے جہاں نہ سایہ تھا نہ درخت تھے نہ انسان تھے نہ پانی تھا



آبادی بھی نہ تھی پرندے پرواز کرتے تھے کوئی جگہ ایسی نہیں تھی کہ جہاں پر ٹھہرا سکیں اسی مقام پر ہاجرہ کو بھی چھوڑا اسماعیل چھوٹے سے تھے وہاں چھوڑ دیا تنہا چھوڑ دیا جب چلنے لگے اپنے گھوڑے کو کاوا دے کر واپس ہوئے ہاجرہ نے دامن تھاما آواز دی، مجھ کو کس پر چھوڑ کے چلے توجہ رکھے گا مجھ کو کس پر چھوڑا، ابراہیم نے فرمایا جس نے بھجوا یا ہے وہی حفاظت کرے گا۔ آپ کہہ رہے ہیں سارہ نے نکلوا یا ہے خدا نے بھجوا یا تھا ہاجرہ کو سارہ نے نکلوا یا نہیں تھا خدا کہہ رہا ہے ہم نے بھجوا یا ہاجرہ کو ہم نے اس لئے بھجوا یا کہ شہر آباد ہو ایک امت کا مرکز بنے وہاں ہمارا گھر بنے اس گھر کی بانی یہ عورت بنے تو اس گھر کی بانی عورت بن گئی اور کوئی انکار نہیں کر سکتا اور اس گھر کی بانی عورت ہے گھر بیت ہے اہل البیت ہاجرہ ہیں، پہلی اہل بیت کی اہل ہاجرہ ہیں، کیوں اس لئے کہ جو گھر بنایا تھا ابراہیم اور اسماعیل نے وہ چار دیواری بنائی تھی ہاجرہ کے رہنے کے لئے۔ حکم خدا کا تھا گھر ہمارا ہے رہتی اس میں ہاجرہ تھیں بھی توجہ رکھے گا آپ کا ذہن وہاں تک پہنچ جانا چاہئے۔ گھر میرا ہے، میرے لئے بنا ہے رہیں اس میں ہاجرہ اب وہی اس گھر کی سجاوٹ کریں تزئین کریں اب وہی اس گھر کو سجائیں، کیسے سجائیں اپنے سر کا دوپٹہ اپنی چادر سے دروازے کا پردہ بنایا آج ہاجرہ کی چادر کا وہ پردہ خانہ کعبہ کا غلاف بن گیا یہ غلاف نہیں ہے یہ ہاجرہ کی چادر کی نقل ہے آج مسلمان جس چیز کی تعظیم کرتے ہیں وہ چادر ہاجرہ کی شبیہ ہے سمجھیں مسلمان اور وہ گھر جس کا طواف کر رہے ہیں، کبھی اس میں ہاجرہ رہتی تھیں اور جب وہ وفات پا گئیں تو قدرت نے نہیں چاہا کہ گھر سے ان کا رشتہ ٹوٹے اسی گھر میں دفن ہوئیں، آج حطیم میں ہاجرہ دفن ہیں، حاجی اگر گھر کا طواف کرتا ہے تو قبر ہاجرہ کا بھی طواف کر

رہا ہے، ایسی بی بی کہ عورت کی قبر کا طواف کروادیا خدا نے اور عورت ہو تو ایسی ہو، نبی کی بیوی ہو تو ایسی ہو، جناب ہاجرہ مصر کی رہنے والی تھیں اور نبی (مصری) زبان بولتی تھیں، اور اسماعیلؑ کے باپ کی زبان عبرانی ہے باپ تو چھوڑ کر چلا گیا ماں اور بیٹے کو، بیٹے نے لکھنا سیکھا، پڑھنا سیکھا، جب ماں سے سیکھا تو ماں جو زبان بولتی تھی اس زبان کا نام عربی پڑ گیا۔ عربی زبان احسان مند ہے ہاجرہ کی اسی لئے کہتے ہیں ”مادری زبان“ اصطلاح ہے، اسی لئے کوئی نہیں کہتا پدری زبان دنیا کا ہر انسان کہتا ہے ہم ”مادری زبان“ بول رہے ہیں کم از کم یہ تو دنیا مانتی ہے کہ کائنات میں ایک چیز ماں کی طرف سے وراثت میں ملتی ہے۔ فاطمہؑ سے فدک وراثت میں اولاد کو ملا، اس مسئلے میں کیا پریشانی ہے، زبان کی وراثت مانتے ہو، زمین کی وراثت نہیں مانتے تو چلو نہ مانو آج فدک تو لے لیا تم نے قرآن کو بھی تم نے لیا تھا، یہ بھول گئے کہ قرآن بھی فاطمہؑ کا فدک بھی فاطمہؑ کا، اس لئے کہ قرآن اسی زبان میں آیا، توجہ رکھیے گا کہ جو زبان نبیؐ بول رہا تھا وہ اُس کی مادری زبان تھی، بچہ کیا زبان بولے گا جو ماں بولے گی جس گود میں پلے گا اسی بی بی سے زبان بھی سیکھے گا، پانچ سال کا بچہ ماں نے وفات پائی، چچی نے پالا اب جو زبان بولتی ہیں فاطمہ بنت اسدؑ وہی زبان محمدؐ چچی سے سن کر بولنے لگے، تو قرآن فاطمہ بنت اسدؑ کی زبان میں آیا۔ قرآن بھی فاطمہؑ کا ہے فدک بھی فاطمہؑ کا ہے، ہاجرہؑ نے زبان عطا کی وہی زبان اسماعیلؑ بولے، وہی زبان عدنانؑ بولے، وہی زبان لویؑ بولے، وہی زبان مرہؑ بولے، وہی زبان غالبؑ بولے، وہی زبان عبد منافؑ بولے، وہی زبان قصیؑ بولے، وہی زبان کلابؑ بولے، وہی زبان ہاشمؑ بولے، وہی زبان عبد المطلبؑ بولے، پھر وہی زبان ابوطالبؑ بولے، وہی زبان



عبداللہ بولے، وہی زبان محمدؐ اور علیؑ بول رہے تھے۔ عورت کی زبان، اب کوئی اعتراض نہ کرنا اردو زبان پر، یہ اردو عورتوں کی زبان ہے، اب مذاق نہ اڑانا کہ یہ نسوانی زبان ہے، ہاں ہاں عورتوں نے بنائی ہے اردو زبان تو کیا عربی مردوں نے بنائی ہے، یہ الزام ہے کہ جب لاہور میں تاریخ اردو زبان لکھی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ فیض آباد میں آصف الدولہ کی ماں اُمّۃ الزہرا بہو بیگم نے یہ اردو زبان بنائی تھی اسی لئے اردو زبان نسوانی زبان ہے، اس میں عورت کے محاورے آگئے مثال یہ دی جاتی ہے کہ میر انیس نے جگہ جگہ عورتوں کے محاورے استعمال کئے ہیں، میں آپ سے یہ پوچھوں کہ قرآن میں اللہ میاں عورتوں کی زبان کیوں بولتے ہیں۔ تَبَّتْ يَدَا اٰمِيْ لَهَبٍ وَتَبَّتْ (الہب: ۱) ٹوٹ جائیں اس کے ہاتھ، عورت کی زبان کا محاورہ ہے، ”ہاتھ ٹوٹنا“ یا اللہ کرے ایسا ہو جائے یہ عورت کی زبان ہے، زبان عورت سے بنتی ہے مرد نہیں بناتا۔ قرآن بھی عورتوں کی زبان ہے، ہاجرہ کی زبان ہے، آمنہ کی زبان ہے، فاطمہ بنت اسد کی زبان ہے، زبان میں رچاؤ نہیں آتا جب تک عورتوں کی بولی نہ آجائے۔ بھی توجہ رکھیے گا۔ زبان وہی زبان ہے فصیح زبان وہی ہے جس میں نرمی ہو، زبان کو نرمی مرد نہیں عطا کرتا عورت عطا کرتی ہے اسی لئے فصاحت فرنجی (French) زبان میں آئی۔ دنیا کی تین بڑی زبانوں میں فصاحت ہے۔ ایک پرشین (Persian) میں، ایک فرنجی میں، ایک اردو میں، تینوں زبانوں کی جو ماں ہے وہ عورت ہے اور عربی کی بلاغت اور عربی کی نفاست پر ماؤں کا اثر ہے۔ عربی زبان پر ہاجرہ کا اثر ہے، نام ہاجرہ پڑ گیا ایسا نام پڑا کہ لوگ اصلی نام بھول گئے پتہ یہ چلا ایک ہجرت ہو گئی، شام مصر اور فلسطین سے مکہ کی طرف تو اس بی بی کا نام ہجرت کی یاد



میں ہاجرہ پڑ گیا۔ اب پتہ چلا کہ ہجرت کی پہچان ایک عورت بن گئی اور ایسی پہچان بنی کہ دنیا میں مردوں نے ہجرت کی تو کسی مرد کا نام مہاجر نہیں پڑا عورت کی ہجرت اتنی عظیم تھی کہ اس کا نام ہی ہاجرہ یعنی ہجرت کرنے والی تو مہاجر لفظ پڑھنے والو! تمہاری بنیاد ہاجرہ ہے جس میں ہاجرہ کا احترام نہیں تو کچھ نہیں اگر ہاجرہ کی عظمت نہیں تو کچھ نہیں۔ ذکر کرو تو ہاجرہ کا ذکر روایات میں یہی کر رہا تھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ پیپلز پارٹی کا تو ذکر آپ نے کر دیا، بے نظیر کا ذکر کر دیا، اور ایم کیو ایم کا بھی ذکر کیجئے تو میں نے کہا پیپلز پارٹی میں میرے موضوع میں عورت آرہی ہے اس لئے ذکر کر دیا وزیراعظم ایک عورت ہے ایم کیو ایم کا موضوع مہاجر ہے، اس لئے ہاجرہ کا ذکر کیا جائے، فاطمہ بنت اسد کا ذکر کیا جائے، آمنہ کا ذکر کیا جائے، زہرا کا ذکر کیا جائے، زینب کا ذکر کیا جائے، زبان پر نام تو کسی کا آئے، اب تو فکر ہی دوسری ہے، جب ایم کیو ایم بنی تو بڑی خوشی ہوئی کہ اب شیعہ سنی اتحاد ہوگا ہم کو بھی خوشی ہوئی آج بھی خوشی ہے لیکن اچانک یہ ہوا کہ وہ جماعت اسلامی جو تباہ ہو گئی تھی اپنے لیڈر کے مرجانے کی وجہ سے اس نے دیکھا کہ پارٹی کی مقبولیت ختم ہو گئی تو مہاجر ہم بھی ہیں نقائیں اوڑھ اوڑھ کے پارٹی میں گھس گئے، ایم کیو ایم میں گھس گئے، اب جو گھسے تو آتے ہی پہلا کام یہ کر لیا کہ رمضان میں ایم کیو ایم کے نام پر تراویح کروادی دستگیر کے پارک میں تو ہم نے یہی کہا کہ ایم کیو ایم میں شیعہ بھی ہیں، سنی بھی ہیں تو جب تم نے سنتِ عمر کروادی تو اب پھر سنتِ علی بھی قائم کرو اور ایک تابوت بھی اٹھاؤ، اتحاد تو جب پتہ چلے گا کہ جب سنتِ عمر ہو رہی ہے تو سنتِ علی بھی ہو جائے، سنتِ حسین بھی ہو جائے اتحاد کا تو پتہ چلے، بے نظیر نے اپنی پالیسی (Policy) کلیئر (Clear)

کر دی یہ کہہ کر کہ میری زندگی کا آئیڈیل فاطمہ ہیں تم بھی اعلان کرو اور تسلسل کو قائم رکھو ہاجرہ سے فاطمہ تک تاکہ تاریخ سمجھ میں آئے ہاجرہ کو سمجھو تو انبیاء کی عورتیں سمجھ میں آئیں گی پہلی آئیڈیل (Ideal) جو بنی وہ نبوت کے گھر کی ہاجرہ ہے، ایک دن حضرت ابراہیمؑ نے ہاجرہ سے کہا ہم جارہے ہیں ہاجرہ ذرا بیٹے کو سجا کر تیار کر دو، ہاجرہ نے پوچھا کہاں جارہے ہیں کہا دوست سے ملنے جارہے ہیں، اس کو بھی ملوائیں گے۔ ہاجرہ نے بیٹے کی آنکھ میں سرمہ لگایا سر میں کنگھی کی کپڑے بدلوا دیئے تیار کر دیا پوچھا نہیں کچھ تفصیل نہیں پوچھی نبی کی بیوی ہیں بیٹا ایک ہے، بہت چاہتی ہیں، اس لئے چاہتی ہیں کہ تھا کون اسی بیٹے کے سہارے توجی گئیں شوہر تو دور تھا۔ کبھی سال میں آتا تھا اکیلی رہی ہیں، اسی بیٹے کے سہارے جیتی ہیں۔ آج باپ کہہ رہا ہے میں اسے لے جا رہا ہوں اسے تیار کر دو تیار کر دیا باپ لے کر چلا راستہ کیا تھا خانہ کعبہ سے چلے عرفات میں پہنچے، عرفات سے چلے رات میں مشعر الحرام میں ٹھہرے صبح کو منیٰ میں پہنچے تو قربانی پیش کی چھری ہاتھ میں تھی اور آنکھ پر پٹی تھی اور اسماعیلؑ اس پتھر پہ تھے جہاں قربانی پیش کرنی تھی۔ باپ بھی رو رہا تھا بیٹا بھی رو رہا تھا لیکن جب چلے عرفات سے تو شیطان آیا، پہلے ابراہیمؑ کے پاس آیا کہ بہکا دیں تاکہ قربانی نہ ہو جہاں قربانی کی راہ آ جاتی ہے وہاں شیطان آ جاتا ہے تاکہ قربانی رک جائے پتہ نہیں کیوں قربانی سے شیطان ڈرتا ہے اس نے دیکھا ابراہیمؑ پر کوئی اثر نہیں ہوا اسماعیلؑ کے پاس گیا لیکن اسماعیلؑ پر بھی کوئی اثر نہیں ہوا، پکار کر کہا بابا کوئی مجھ کو یہ باتیں بتا رہا ہے، کہا ایسا کرو چند کنکریاں اٹھا لو مارتے ہوئے چلو، لا حول پڑھتے ہوئے چلو، بچہ کنکریاں اٹھاتا چلا، مارتا چلا، ایک بچے کی تانخی میں سارے مسلمانوں سے اللہ

نے کنکریاں چنوا دیں اور ابھی بات پوری نہیں ہوئی جب اس نے دیکھا ابراہیمؑ پر اثر نہیں ہوا اسماعیلؑ پر اثر نہیں ہوا اب اس نے رخ کیا گھر کا جب شیطان دیکھتا ہے کہ نبی بس میں نہیں آتا تو وہ زوجہ کی طرف جاتا ہے پھر عورت کی طرف جاتا ہے یہ شیطان کی پرانی عادت ہے چلا اور بھیس بدل کر چلا دروازے پہ گیا بہت نہیں تھی گھر میں جانے کی دروازے پر رک گیا سائل بن کر آیا تھا، ہاجرہؑ در تک آئیں پردے سے دیکھا ایک شخص در پر ہے تو کہا کیا بات ہے شیطان نے کہا بات یہ ہے کہ ہاجرہؑ میں تمہیں بتا دوں کہ گھر سے نکل جاؤ اور دیکھو کیا قیامت ہے تمہارے بیٹے کو پتھر پر لٹا دیا ہے تمہارا شوہر اسے حلال کئے جا رہا ہے بیٹے کے قتل کی خبر سنی تھی ماں بے قرار ہو جاتی ہے لیکن ایک جملے نے قدم کو روک دیا کہ کیا کہا کہ گھر سے نکل، ہاجرہؑ بی بی نے کہا تو شیطان ہے اب اس نے اپنی نوعیت کو بدلا اپنی اصل شکل میں آیا کہا ہاجرہؑ پہچان گئیں تو کہا ہاں پہچان گئی، شیطان نے کہا ہاجرہؑ کیسے پہچانا اب نبی کی بیوی کا وقار دیکھئے کہا کہ اسلام میں عورت کا کیا وقار ہے اور نبی کی بیوی کا وقار اسلام کیسے برقرار رکھتا ہے موضوع یہی ہے، ہاجرہؑ نے کہا اس لئے پہچان گئی کہ جو نبی کی بیوی کو گھر سے نکلوائے وہ شیطان ہوتا ہے، اے نبی کی بیوی کو گھر سے نکلوانے والوں کے ماننے والو! عشرہ مبشرہ میں شامل کر رہے ہو شیطان کو پہچانو تو جانو کہ عورت کیا ہے اسلام میں عورت کا مرتبہ کیا ہے، شیطان بھیس بدل کر آیا دوبارہ آیا اب جو آ یا تو ضعیف بن کر آیا بوڑھا بن کر آیا بزرگ بن کر آیا کہ اب ہاجرہؑ پہچان نہ سکیں بھی توجہ رکھئے گا دروازے پر دستک دی اور ادھر کی بات ادھر کی بات روحانی باتیں کر کے کہا کہ پتہ ہے میں ابھی منی کی طرف سے آ رہا ہوں، ہاجرہؑ نے کہا اچھا کیا ہو منی پر شیطان نے کہا

تمہارے شوہر کے دماغ میں فتور ہو گیا ہے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں، جلدی جاؤ دماغ میں خلل ہو گیا ہے، جاؤ جا کر شوہر کا ہاتھ تھام لو، اسے روک لو چھری چھین لو، اس لئے کہ دماغ میں فتور ہو گیا ہے، ہاجرہ نے کہا پچان گئی میں تجھے پہچان گئی پھر آ گیا تو مردود، شیطان نے کہا کیسے پہچانا اب کیسے پہچانا، ہاجرہ نے کہا کہ نبی کے دماغ پر جو ہذیان کا شک کرے وہ شیطان ہے۔ جو نبی کے دماغ پر شک کرے وہ شیطان ہے، عورت نے بتایا کہ وہ شیطان تھا مرد نے نہیں عورت نے بتایا ہے عورت کی زبان سے قدرت نے کہلوا یا ہے یہ مرد جو نبی کی توہین کرے تو عورت کی زبان پر وہ مردود شیطان کہلاتا ہے جو نبی کی حدیث کو ہذیان کہے تو قیامت تک عورت کی زبان سے کہا جائے گا کہ وہ شیطان تھا جس نے نبی پر اور نبی کی ذہنیت پر شک کیا ہاجرہ نے بتایا نبوت کو سمجھو اور اسلام کی عورتیں نبوت کو سمجھایا کرتی ہیں، نبوت کے وقار کو گھٹایا نہیں کرتیں، اسلام میں عورت یہ ہے جو نبوت کے مرتبے اور عظمت کو بڑھاتی ہے لیکن ایک بات ضرور کہوں گا تقریر کا رخ مڑ رہا ہے بہت توجہ رکھیے گا شاید کل یہاں سے موضوع آگے بڑھ جائے گا، ہر بات تسلسل کے ساتھ ساتھ آتی رہے گی، جملے کی آپ قدر کریں گے شیطان ہاجرہ کے گھر میں قدم نہیں رکھ سکا، ڈیوڑھی کو پار نہیں کر سکا دروازے تک آیا لیکن یہ ضرور ہوا کہ دروازے تک آ گیا لیکن فٹہ کے دروازے تک بھی نہیں آ سکا فٹہ کے پاس نہیں آ سکا تو جب یہ جملہ ہم نے کہہ دیا کہ فٹہ کو بہکانے نہ آ سکا فٹہ سات ہجری میں آئی ہے اور رسول کی وفات دس ہجری میں ہے، کتنے دن اس نے رسالت کے نور کو دیکھا کتنے دن فاطمہ زہرا کی صحبت میں رہی کتنے دن اس نے علی کو دیکھا لیکن اللہ نے چند دنوں میں یہ وقار یہ مرتبہ دیا کہ اسلام کی وہ عظیم

عورت بن گئی ”عورت اور اسلام“ کا عنوان دے کر فضہ کی سیرت کو دیکھا جائے تو پتہ چلے ناصر الملت کی تقریر کے مطابق راجپوتانہ کی شہزادی تھیں مصریوں نے راجپوتانہ پر حملہ کر کے بادشاہ کے خزانے کو لوٹا اولاد کو بھی لے گئے فضہ کو کنیزی میں بیچ دیا، نوبیہ نام تھا اور بعض روایتوں میں میمونہ نام تھا فضہ نام بعد میں پڑا ہے۔ لیکن آئی یہ کیسے ایران میں، شیرازی کی تحقیق یہ ہے کہ فضہ جش کی تھیں جش کی شہزادی تھیں وہاں سے آ کر بکی تھیں عرب میں وہ چاہے راجپوتانہ کی ہوں یا جش کی ہوں وہ کہیں کی بھی ہوں، لیکن جب زہرا کے گھر میں آ گئیں تو کہیں کی شہزادی نہیں رہیں بلکہ ہمارے سر کا تاج بن گئیں اور قیامت تک ملت کے سر کا تاج رہیں گی، سات ہجری کا واقعہ ہے اس روایت کو حضرت عائشہ نے بیان کیا ہے کہ فاطمہ اور علیؑ رسولؐ کے پاس آئے اور فاطمہ نے کہا کام کرتے کرتے ہمارے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں ہم نے سنا ہے کچھ کنیزیں اور کچھ غلام آپ کے پاس آئے ہیں، ایک کنیز مجھے بھی عنایت کیجئے، رسول اللہؐ نے کہا آئے تو ہیں لیکن انہیں فروخت کر کے اس کی رقم اصحاب صفہ پر خرچ کریں گے، چار سو فاقہ کش پڑے ہوئے ہیں مسجد نبویؐ کے چوترے پر ہمیں ان کا خیال ہے ہم اس میں سے تمہیں کوئی کنیز نہیں دے سکتے۔ زہراؑ واپس آ گئیں اور جب واپس آئیں تو ویسے ہی آیت نازل ہوئی کہ آپ نے جو عمل میری کنیز خاص کے ساتھ کیا ذرا نرمی برتیے اور وہ جو مانگ رہی ہے اسے دے دیجئے۔ سورہ ہود میں آیت موجود ہے، جو مانگ رہی ہے وہ عطا کر دیجئے اور نرمی کا برتاؤ کیجئے۔ یہ عمل رسولؐ نے اس لئے کیا تھا کہ وحی آ جائے تو عطا کریں تاکہ فضہ عطیہ خداوندی بن جائے تو فضہ عطیہ پیغمبر تو ہے لیکن مرضی پروردگار کا عطیہ ہے اور جو چیز عطا ہو جاتی

ہے پھر وہ واپس نہیں لی جاتی۔ یہاں کبھی کوثر عطا ہوتا ہے کبھی فضہ عطا کی جاتی ہے، ایک جملہ دے دوں، فضہ کی عظمت بتانے کے لئے جب آئیں زہرا تو رسولؐ نے کہا کہ کنیز تو نہیں دے سکتا۔ ایک تسبیح بتائے دیتا ہوں یہ پڑھ لیا کرو ۴۴ بار اللہ اکبر ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار سبحان اللہ زہرا نے وہ تسبیح پڑھی آج وہ تسبیح ملت کو مل گئی تو مانگی کنیز تھی دی تسبیح انتظار یہ تھا کہ سات ہجری میں وہ کنیز آجائے جو ہم پلہ تسبیح فاطمہؑ ہو تو وہ عطا کریں، مانگی کنیز اور دی تسبیح تو کنیز کے بدلے میں تسبیح ملی ہے جب وہ کنیز آئے گی تو ہم پلہ تسبیح ہوگی فضہ کا مرتبہ سمجھنا آسان نہیں ہے اور جب سات ہجری میں فضہؑ آگئیں تو عطا کر دیا گھر میں آئیں گھر کا ماحول دیکھا فاقے دیکھے عسرت دیکھی غربت دیکھی چکی کا پینا دیکھا علیؑ کی مزدوری دیکھی بچوں کے فاقے دیکھے پریشان ہو گئی۔ فضہ دوسرے علوم کے علاوہ چاندی بنانا یعنی علم کیمیا کیمسٹری (Chemistry) بھی جانتی تھیں۔

علم جاننے کی وجہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پڑھے لکھے گھرانے سے آئی تھیں۔ یعنی جو گھرانا علوم جانتا تھا وہاں سے آئی تھیں اور علم تھا یہ اشارہ بتا رہا ہے کہ اسلام میں عورت صاحب علم ہوتی ہے اور ایسی صاحب علم کہ اس دور میں جو سائنس تھی وہ بھی عورتیں پڑھا کرتی تھیں وہ بھی جانتی تھیں کیمسٹری کا علم بھی آتا تھا۔ بازار سے تانبہ لائی، شور لائی، شورا کا ایک حصہ اور تانبے کا ایک ٹکڑا ملا کر ایک اور دھات ڈھالی اب جو نکالا اس تانبے کے ٹکڑے کو تو چاندی کی ایک مچھلی بنی اس چاندی کی مچھلی کو لائیں اور کہا کہ مولا اس کو بازار میں فروخت کر دیجئے، علیؑ نے فضہ کے چہرے کو دیکھا اور کہا میمونہ یہ چاندی تو نے بنائی ہے کہا ہاں کہا اگر اس تانبے کو گلا کر شورا میں ڈالتی تو اس سے بہتر چاندی بنتی اگر آگ پر تپا لیتی تو



اس سے زیادہ اچھی خالص چاندی بنتی حیران ہو کر کہا آپ کو بھی چاندی بنانا آتی ہے کہا صرف مجھ کو ہی نہیں یہ جو تیرے سامنے بچہ حسن ہے یہ بھی چاندی بنانا جانتا ہے اور اگر اس کا بنایا ہوا قارمولاً تو استعمال کرے تو تو سونا بھی بنا سکتی ہے چاندی بھی بنا سکتی ہے، ذرا اپنے پیروں کے پاس دیکھ، اب جو اس نے پیروں کے پاس دیکھا تو سونے کا دریا بہتا دیکھا، مولائی نے فرمایا دیکھا تو نے تیرے قدموں میں سونے کا دریا ہے، اب اس چاندی کو اس میں ڈال دے، فضہ کی نگاہوں سے وہ چشمہ پوشیدہ ہو گیا، مولائی نے کہا فضہ اب کبھی چاندی بنانے کی کوشش نہیں کرنا یہ واقعہ ہوا کیوں یہ واقعہ اس لئے ہوا کہ فضہ کو معرفت آل محمدؐ پر کمال حاصل ہو جائے سات ہجری میں آئی ہے اور واقعہ ایک بار ہوا۔ عورت ہو تو ایسی ہو جو اشارے کو سمجھ جائے معلوم ہوا کہ سائنس اور کیمسٹری کے علم سے کوئی کام نہیں ہے، علوم وہ ہیں جسے معرفت آل محمدؐ کہتے ہیں معرفت ہو جائے تو دنیا کا ہر علم آجاتا ہے، جس دن فضہ نے چاندی بنائی اُس دن سے میمونہ سے وہ فضہ ہو گئی، شمعون کے یہاں گئیں زہرا کی چادر لے کر گروی رکھنے، توجہ رکھیے گا۔ شمعون نے کہا کہاں پڑی ہے غریبوں کا گھرانہ ہے فاقے ہو رہے ہیں، ہمارے پاس آ جا زیور میں لاد دوں گا۔ جو ہرات میں لاد دوں گا، میرے گھر میں کنیزی کر، انہوں نے کہا تو سمجھتا ہے یہ لوگ غریب ہیں فاقہ ہوتا ہے تو نے انہیں غریب سمجھا ہے، کہا تیرے گھر کی یہ دیوار ہے اس کو علیؑ اگر دیکھ لیں تو سونے کی بن جائے۔ اچھا ایسا ہے کہ تیرا آقا دیوار کو دیکھ لے تو وہ سونے کی بن جائے فضہ نے کہا وہ تو میرا آقا ہے اگر میں اشارہ کروں تو یہ دیوار سونے کی ہو جائے ابھی کہا تھا کہ دیوار سونے کی ہو گئی دیوار سونے کی بن گئی کتنے دن کا فاصلہ ہے ابھی علم کیمیا سے چاندی بنائی



تھی اب معرفتِ آلِ محمدؐ کا نور نگاہوں میں بھر کر دیوار کو دیکھا تو سونے کی بن گئی۔
 علیؑ آگئے اور کہا فضہ اب جو معرفت کا علم حاصل ہو گیا ہے اس کو صبر کے ساتھ
 استعمال کرو۔ اس جملے کو فضہ سمجھ گئی عورت تھی مگر علیؑ کے علم کو سمجھ رہی تھی اسے بھی
 کنٹرول (Control) کر لیا اس علم کو اس معرفت کو جس کا سایہ تھا گھرانے پہ اس
 معرفت کو بھی اپنے صبر کے آئینے میں سجایا اور اس طرح سجایا کہ وہ منزل آگئی علیؑ
 نے دعوت دی کھانا ہوا رسولؐ کا، دوسرے دن فاطمہؑ کھڑی تھیں دروازے پہ کہا
 کل میری طرف سے دعوت قبول ہو، تیسرے دن دعوت حسنؑ و حسینؑ کی طرف
 سے تھی، اب جو چلنے لگے تو دروازے پر کنیز کھڑی تھی فضہ کھڑی ہوئی تھی کہا کہ
 کل میری طرف سے دعوت ہے، چوتھے روز رسولؐ آ بھی گئے دعوت میں اور اس
 وقت فضہ جانماز پر تھیں اور دعا یہی تھی تیرے حبیبؐ کو دعوت پہ بلایا ہے گھر میں
 کھانے کا انتظام نہیں ہے میں نے تیرے حبیبؐ کو بلایا ہے تو ہی انتظام کرے
 گا۔ خوانِ نعمت آگئے علماء نے لکھایا تو بیت المقدس کے حجرے میں مریمؑ کے لئے
 جنت کے پھل آئے یا فضہ کے لئے آئے، تو علماء نے یہی ثابت کیا ہے فضہ ہم
 پلہ مریمؑ تھیں پھر فاطمہؑ کا مرتبہ کیا ہوگا تو کہا رسولؐ نے فضہ یہ کھانے کی خوشبو یہ
 ثمرات کہاں سے لائی، کہا پروردگار عالم نے بھجوائے ہیں، نبیؐ نے یہ چاہا کہ
 زمانے کو بتادیں کہ میری بیٹی زہراؑ کی کنیز ایسی ہوتی ہے کہ گھر میں جو کنیز چلتی ہے
 وہ ایسی ہوتی ہے تو میری بیٹی کا کیا مرتبہ ہوگا،
 میرا نہیں کہتے ہیں:-

مریمؑ کی عرض ہوتی تھی جس طرح سے قبول
 فضہ کے واسطے ہے وہی مرتبہ حصول

عزت یہ فاطمہ کی کنیزی میں پائی ہے

اس کے لئے بھی نعمتِ فردوس آئی ہے

تقریر خاتمے پر پہنچ گئی ہے اور یہ آخری جملے ہیں میں نے زحمت دی آپ کو نبی کا آخری وقت آیا، سب کو بلا یا سب سے گفتگو کی فضیلت کو بلا یا اور بلا کر کہا فضیلت تو نے بڑی خدمت کی ہے ہماری بیٹی کی ہمارے بچوں کی مانگ لے اذن پروردگار سے مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ فضیلت کو تین چیزیں عطا کر دیجئے وہ جو بھی مانگے اس کو انعام میں عطا کر دیجئے فضیلت کو کیا مانگتی ہو، سر کو جھکا لیا کہا آپ کے گھرانے میں فضیلت کو سب کچھ مل گیا فضیلت کو کیا چاہئے کہا نہیں فضیلت کو کہا اچھا اگر آپ عطا کرنا چاہتے ہیں تو پہلی چیز میں یہ مانگتی ہوں کہ اس گھرانے میں میں جب سے آئی تو میں نے بچوں کا ہاتھ منہ دھلایا ہے سر میں کنگھی کی ہے کبھی کپڑے بدلوائے ہیں اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ جب بھائی اور بہن بیٹھ کر باتیں کرنے لگے تو دور بیٹھ کر میں بڑے غور سے ان کی باتیں سنا کرتی تھی اور جب بھی میں نے بھائی اور بہن کی باتیں سنیں تو میں نے اس گفتگو کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن میں کبھی سمجھ نہ پائی لیکن اتنے دن کی گفتگو میں ایک لفظ سے میں مانوس ہو گئی اور وہ لفظ ہے ”کر بلا“ اور آپ کی زبان سے بھی یہ لفظ سنا ہے اور یہ اندازہ ہے کہ کوئی عظیم واقعہ ہونے والا ہے اس میں میں بھی شریک ہو جاؤں آپ نے فرمایا فضیلت اس واقعہ میں تو شریک ہونا چاہتی ہے۔ ہم پروردگار سے دعا کرتے ہیں، تیری عمر طویل ہوگی دوسری بات مانگ لے کہا، دوسری بات یہ مانگتی ہوں کہ جب وہ واقعہ ہو تو میرے ہاتھ پیروں میں اتنی جان ہو کہ میں حسین کے بچوں کی خدمت کر سکوں، کہا یہ بھی تجھے عطا کر دیا گیا تیری زندگی کر بلا تک باقی رہے گی تیرے



بڑھاپے تک تیرے ہاتھ پیروں میں طاقت رہے گی کہ جو تو آج خدمت کر رہی ہے اس وقت بھی خدمت کرے گی اور تیسری بات بھی مانگ لے ایک بار سر کو جھکا یا اور کچھ سوچنے لگیں اور اس کے بعد کہا یا رسول اللہ تیسرا حق مجھے یہ دیجئے کہ زندگی میں میں کبھی دعا کروں تو میری دعا فوراً قبول ہو جائے کہ یہ حق بھی تجھ کو مل گیا یہ کہہ کر فضہ باہر نکلیں پردے سے لگے حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے تھے جب قریب آئے اور کہا اے فضہ ہم نے تیری باتیں غور سے سنیں اب ذرا پہچانئے اسلام کے مرد اور اسلام کی عورت پہچاننے کی کوشش کریں تقریر خاتمے پر ہے اسلام کے مرد اسلام کی عورت موضوع کو کیوں پسند کیا ہے، بات آپ کے مجھ میں آ جائے گی ایک بار انہوں نے کہا ہم تیری باتیں سن رہے تھے غور سے، فضہ ہماری سمجھ میں تیری گفتگو نہیں آئی نبی اکہر ہاتھ مانگ لو اور تو نے کچھ مانگا تو کیا مانگا کہ جو ہماری سمجھ میں نہ آیا کہا تم ہوتے تو کیا مانگتے کہا ہم پہلی بات تو یہ مانگتے کہ ہم کو قیامت تک کی زندگی عطا کر دی جائے، فضہ نے کہا یہ تو شیطان نے مانگی تھی خدا نے دے دی زندگی قیامت تک کی اور کیا مانگتے انہوں نے کہا اور یہ مانگتے کہ جب مرجائیں تو جنت ملے کہا اور کیا مانگتے کہا کہ کائنات کی حکومت مانگتا کہا یہ تم مانگتے میں کیوں مانگتی کہا کیوں نہیں مانگا کہا معلوم تھا یہ بھی مانگ سکتی تھی، لیکن کیوں مانگتی زندگی قیامت تک کی وہ مانگے جسے یقین نہ ہو کہ وہ مر گیا ہے، ان کی محبت میں جو مر جاتا ہے ہمیشہ زندہ رہتا ہے، ان کی محبت میں مرنے والا قیامت تک زندہ رہتا ہے تو پتہ چلا عرب کے مرد ابھی مودت کو نہیں سمجھتے تھے قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ کی آیت ابھی سمجھ میں نہیں آئی تھی عورت سمجھ گئی تھی مرد نہیں سمجھا تھا عورت مودت کو سمجھ گئی تھی کہا تو پھر حکومت مانگ لیتیں کہا میں حکومت کیوں مانگتی

زہراؑ کے گھر کی کنیزی کائنات کی حکومت ہے۔ ان کے گھر کی کنیزی کائنات پر حکومت کرنے والی شے ہے۔ میں کیوں مانگتی تو کہا جنت مانگ لیتیں کہا جنت وہ مانگے کہ جسے یقین نہ ہو کہ جنت نہیں ملے گی، کہا اور یہ بھی بتا دو زہراؑ کے گھر کی ڈیوڑھی کے علاوہ بھی کہیں جنت ہے میں تو ہر وقت جنت میں رہتی ہوں یہ کہہ کر فتنہ آگے بڑھ گئی آنے والی نسلوں کو فکر دے گئی کہ مودت سمجھ میں آجائے زہراؑ کا گھر انا سمجھ میں آجائے ”عورت اور اسلام“ موضوع زہراؑ کے گھرانے کو سمجھاتا ہے اور اس طرح فتنہ نے سمجھا دیا کہ شام غریباں آگئی گھر لٹ چکا خیمے جل چکے اور جلتی ہوئی ریت پر زینبؑ نے بچوں کو بٹھا دیا۔ طلا یہ تھا، ٹوٹا ہوا نیزہ ہاتھ میں تھانچے اب بھی پیاس سے بلک رہے تھے، تڑپ رہے تھے فتنہ دُور چلی گئیں اور دُور ہٹ کر ایک بار جلتی ریت پر تیمم کیا اور تیمم کر کے دو رکعت نماز ادا کی نماز ادا کر کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور کہا اے پروردگار تیرے محبوب کا واسطہ کہ جب وہ دنیا سے جا رہا تھا تو میں نے اس سے ایک بات مانگی تھی کہ جب کبھی بھی میں ایک دعا مانگوں تو وہ فوراً قبول ہو جائے وہ حق آج عطا کر دے پروردگار اے مالک کیا تیرے محبوب کی اولاد پیاسی مر جائے کر بلا میں بچوں کو اب تک پانی نہیں ملا۔ پروردگار تیرے حبیب کا واسطہ، سکینہؑ کے لئے پانی بھیج دے، محمد باقرؑ پیاسا ہے، ابھی فتنہ کی دعا تمام نہ ہوئی تھی ملائکہ پانی کے طبق لئے ہوئے فتنہ کے پاس آئے تم سوچو جو جڑ پانی نہیں لائی فتنہ پانی لائی کہا بی بی پانی بیو بچوں کو پانی پلاؤ حضرت زینبؑ نے پوچھا فتنہ پانی کہاں سے لائی کہا آپ کے نانا کا کرم ہے۔ مجھے حق دیا تھا خدا نے پانی بھیجا ہے میں پانی کہاں سے لاتی کہا فتنہ اگر پانی آگیا تو اچھا پہلے سکینہؑ کو پلا دو پہلے محمد باقرؑ کو پلا دو سکینہؑ کا شانہ ہلایا کہا بیٹا

اٹھو پانی آ گیا غش سے اٹھ کر کہا کیا پھوپھی اماں میرا چچا آ گیا کیا فرات سے عباس چچا آ گئے، کہا سکینہ نہیں فصّہ پانی لائی ہے۔ پانی پی لو کوزے کو سکینہ کے ہونٹوں کے پاس لے گئیں کہا پھوپھی اماں آپ نے پیا پھوپھی اماں آپ بھی تو پیاسی ہیں کہا بیٹا پہلے چھوٹوں کو پلاتے ہیں پھر بڑے پیتے ہیں تو کہا اچھا پھوپھی اماں یہ کوزہ مجھے دے دیجئے ہاتھ میں کوزہ لیا قاتل کا رخ کیا بی بی نے کہا کہاں چلیں کہا پھوپھی اماں آپ نے ہی تو کہا ہے کہ پہلے چھوٹوں کو پانی پلاتے ہیں میرا علی اصغر میرا بھائی پیاسا ہے پھوپھی اماں پہلے چھوٹے بھائی کو پانی پلاؤں گی۔

بارِ الہا ان آوازوں پر اپنی رحمتوں کو نازل فرما اس عبادت کو قبول فرما واسطہ محمد و آلِ محمد کا ہمیں کوئی غم نہ دینا سوائے غمِ حسین کے۔ بارِ الہ جو بیمار ہیں ان کو شفا عطا کرنا اور جو بے روزگار ہیں ان کو روزی عطا فرما جو مر چکے ہیں ان کی روحوں کو بخش دے۔ بارِ الہ جو زیارت مقامِ مقدسہ کرنا چاہتے ہیں ان کو جلد تمام روضوں کی زیارت سے مشرف فرما، امام زمانہ کے ظہور میں تعجیل فرما۔



چوتھی مجلس جناب زینؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے
 عشرہ چہلم کی چوتھی مجلس آپ حضرات سماعت فرمائیں گے عنوان ہے
 ”عورت اور اسلام“ کئی دن سے تمہید میں اس بات کو واضح کرتا آ رہا ہوں کہ یہ
 عنوان عہد کا تقاضا ہے اور تشنہ اس لئے ہے کہ اس عنوان پر ابھی تک گفتگو نہیں
 ہوئی۔ جیسا کہ گزشتہ تقریروں میں میں نے دنیا کے دانشوروں کے نظریات
 عورت کے سلسلے میں پیش کئے آج آغاز میں میں نبی البلاغہ مولائے کائنات
 امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی عظیم الشان کتاب ہے آپ کی اس کتاب میں
 ایک خطبہ ہے جس کا عنوان عورت ہے۔ خطبہ کا نام ہی عورت ہے اور چند سطروں
 میں آپؑ نے فرمایا کہ عورت ناقص العقل ہے عورت ناقص الایمان ہے، عورت
 ناقص المیراث ہے ان تینوں چیزوں میں عورت ناقص ہے اور اس کے بعد مولا
 ارشاد فرماتے ہیں کہ کبھی عورت سے مشورہ مت لو، بڑی عورت ہو یا اچھی عورت۔
 اچھی عورت سے اگر مشورہ کر لیا تو اس کو یہ غرور ہو جائے گا کہ مرد اس سے مشورہ
 مانگ رہا ہے اور ضروری نہیں کہ وہ تم کو صحیح مشورہ دے اس لئے کہ عقل میں کامل
 نہیں، شہادت (گواہی) میں کامل نہیں، میراث میں کامل نہیں، عبادت و

طہارت میں کامل نہیں اب تشریح منج البلاغہ کی جتنے بھی شارح ہیں انہوں نے تشریح کی ہے، لیکن میرے لئے تشریح ذرا مشکل ہے اس لئے کہ میں منبر سے ان چیزوں کو اس طرح بیان کرنے کا عادی نہیں ہوں میں اس طرح بیان نہیں کر سکتا شہادت (گواہی) میں ناقص ہے اس کی مثال آپ نے فرمائی کہ مرد و گواہ ہوں عورتیں چار گواہ ہوں یعنی ایک کامل مرد کی گواہی کے مقابلے میں دو عورتیں ہیں، ایک عورت اُس وقت لائق جاتی جب وہ عقل میں کامل ہوتی، ایک مرد کے برابر دو عورتیں گواہی میں، میراث میں مرد کا دو ہر حصہ ہے اور عورت کا اکہر حصہ ہے اور ایمان میں مرد کامل ہے عورت ناقص ہے ان معنوں میں کہ مرد کی عبادات نماز اور روزہ قضا نہیں ہو سکتے۔ مرد عبادت و طہارت میں کامل ہے مولائے کائنات کا ارشاد ہے دنیا حیران ہے کہ مولائے کائنات نے عورتوں کے بارے میں ایسا خطبہ کیوں دیا ہے۔ شارح جو ہیں وہ سمجھ نہیں سکے کہ یہ خطبہ کب دیا گیا اور کیوں دیا گیا جہاں سارہ جیسی عورت ہو جائے جیسی عورت ہو تو نہیں جیسی عورت ہو مریم جیسی عورت ہو جہاں شہزادی کو نین جیسی ملکہ کو نین ہو وہاں ایسا خطبہ مولائے کائنات دیں کیوں؟ پتہ چلا کہ وقتی طور پر کچھ عورتوں سے علیٰ کو یہ صدمہ پہنچا تھا ان تجرباتی روشنیوں میں یہ خطبہ دیا اُس ذیل میں کائنات کی ہر عورت نہیں آئے گی، وہ عورت آئے گی اس کے ذیل میں جو امام کے مقابل تلوار کھینچ کر آجائے۔ عقل کامل نہ تھی امام کو پہچان نہ سکی ایمان میں کامل نہ تھی امام وقت کو پہچان نہ سکی، جھگڑا وراثت کا لے آئی، وراثت کا مسئلہ سمجھ نہ سکی یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ان مثالوں کو تو واضح کرنے کے لئے جگہ جگہ عورتوں کا ذکر کیا ہے تاکہ دنیا کو سمجھ میں آجائے کہ عورت کیا ہے اور جہاں پر یہ رشتے معاشرے کے پیدا

ہوتے ہیں ان میں عرب والوں میں ایک ایسا بھی مسئلہ تھا کہ عرب والے داستانوں کو پسند کرتے تھے حسن و عشق کے دلدادہ تھے، پروردگار مزاج عرب سمجھتا تھا ان کا کوئی قصیدہ کوئی تشبیب داستانوں سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ عرب کا کوئی بھی قصیدہ اٹھا کر دیکھ لیں تشبیب میں حسن و عشق کا ذکر ہے۔ یہ کہانیاں عرب سے آئیں مجنوں اور قیس کی کہانیاں وامق کی کہانی یہ سب عرب کی ایجاد کردہ داستانیں تھیں تو پروردگار مزاج عرب سمجھ رہا تھا تو اُس نے کہا بہت شوقین ہو تم ان داستانوں کے تو چلو ہم بھی تمہیں ایک قصہ قرآن میں سناتے ہیں اور ہم جو قصہ تمہیں قرآن میں سناتے ہیں ہم اُسے احسن القصص کہتے ہیں تمام قصوں میں سب سے احسن سب سے بہترین قصہ ہے، اس کا نام ہے سورہ یوسف۔ یہ کلام پاک کا بارہواں سورہ ہے۔ ایک سو گیارہ آیات کا سورہ ہے قصہ پورا پڑھنا نہیں اکثر مجالس میں پڑھ چکا ہوں۔ اس کا وہ حصہ پڑھ رہا ہوں جو عورت سے متعلق ہے۔ یوسف نو یا دس برس کے تھے کہ کنویں میں پھینکے گئے بھائیوں نے پھینکا۔ میں مختصر کر رہا ہوں اس لئے کہ مجھے آگے جانا ہے، سردار قبیلہ نے کنویں سے نکال لے کر چلا اور یوسف کے بھائیوں نے اس کے ہاتھ چند کوڑیوں میں بیچ دیا اُس نے جب بچے کو دیکھا اتنا حسین پایا علم معصوم کی حدیثوں کی روشنی میں کہ یوسف کے بال گھنگھریا لے تھے۔ آنکھیں سیاہ تھیں، آنکھوں کے لئے لفظ زکسی لکھا گیا ہے تاریخوں میں اور تفسیروں میں اور جس وقت بولتے تھے تو دانتوں کی چمک سے نور نکلتا تھا اور جب بولتے تھے تو لگتا تھا کہ چاندنی پھیل گئی اور پھول گر رہے ہیں، ستارے برس رہے ہیں اور جب چلتے تھے تو لگتا تھا آسمان پر چاند رواں ہے یہ یوسف کا سراپا معصوم نے بیان کیا ہے اور رنگ ایسا تھا جیسے شیشے کا



رنگ ہاتھ رکھ دو تو میلا ہو جائے گا۔ سر سے پیر تک صبح تھے، صباحت میں بے ہوئے تھے یہ ہے یوسفؑ کا سراپا کائنات میں ایسا حسین بچہ پیدا نہیں ہوا تھا، واحد مثال تھے حسن و جمال میں یوسفؑ، سوداگر نے کہا ہم اسے مصر کے بازار میں بیچیں گے تو قیمت بہت پائیں گے مصر کا بازار دنیا کا سب سے بڑا بازار تھا اس لئے کہ دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ تاریخ یعقوبی کے مطابق ریان بن ولید تھا، جو فرعون مصر تھا اس کے انڈر (under) میں تین سو ساٹھ دنیا کے بادشاہ تھے جو اس کو خراج دیتے تھے جب وہ بازار میں آتا تھا تو لاکھوں کا مجمع ہوتا تھا جب چیزیں بکتی تھیں اُس بازار میں اُس نے طے کیا ہم یوسفؑ کو خریدیں گے۔ ابھی یوسفؑ راہ میں تھے کہ مصر کے بازار میں اعلان ہو گیا، ایک ایسا بھی غلام آ رہا ہے جس کا سراپا ایسا ہے جس کی رفتار ایسی ہے جس کی گفتار ایسی ہے اتنی شہرت ہوئی کہ تین سو پینسٹھ بادشاہ اُس مصر کے بازار میں اس غلام کو دیکھنے آئے، خود فرعون مصر آیا، عزیز مصر جو وزیر خزانہ تھا فرعون کا وہ بھی آیا اس کی زوجہ بھی آئی، یہاں تک کہ لاکھوں کا مجمع ہو گیا اور وہ رات ایسی تھی کہ مصر میں کوئی سویا نہیں۔ صرف غلام کو دیکھنے کی تمنا میں کہ ہم قیمت جمع کر کے لے جائیں شاید ہم اُس کی قیمت لگا کر خرید لیں یوسفؑ کو گھوڑے پر بٹھا کر جب اُس بازار میں لایا گیا تو تاریخ میں تفسیر میں علم معصوم میں یہ ہے کہ بارہ ہزار ایسی دوشیزائیں ان تین سو پینسٹھ بادشاہوں کے گرد کھڑی کی گئی تھیں کہ جو ابھی نابالغ تھیں اب یہ سورہ یوسفؑ کی تفسیر ہے عورت ہمارا عنوان ہے یہ مسائل سامنے آئیں گے اس کو ذرا صبر سے سنیے گا اور اس میں اپنے ذہن کو بہت ہی اطمینان کے ساتھ رکھیے گا مین مع حوالوں کے گفتگو کروں گا تو تاریخ میں یہ ہے کہ جس جس کی نگاہ یوسفؑ پر پڑی

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ جس کی نظر پڑ جاتی تھی یوسفؑ پر ایک نظر میں وہ یوسفؑ پر شیفہ ہو جاتا تھا امام فرماتے ہیں پھر نگاہ یوسفؑ سے ہٹا نہیں سکتا تھا۔ ایسا حسین انسان قیمتیں لگنے لگیں۔ ہیرے جواہرات آئے کسی نے مشک و عنبر منوں دینے کا وعدہ کیا، کسی نے ناقہ سرخ میں خریدنے کی کوشش کی اور عزیز مصر کی زوجہ جس کا نام تاریخ میں زلیخا بتایا گیا ہے تلفظ اس کا بہت مشکل ہے ز پر ز رہے ل پر پیش ہے عبرانی میں اس کا تلفظ کچھ اور ہے اور عربی میں کچھ اور ہے لیکن عام طور سے یا تو لوگ انہیں زلیخا بولتے ہیں یا زلیخا بولتے ہیں۔ زلیخا اصل لفظ یہی ہے اور مشکل ہے کہ فصاحت سے آیا ہے، اس لئے میں ز لے خا ہی پڑھتا ہوں تو زلیخا نے یہ کہا اپنے شوہر عزیز مصر سے کہ تم اعلان کرو کہ خزانے میں جو کچھ ہے سب دے کر ہم یوسفؑ کو خریدیں گے۔ سوداگر نے دیکھا کہ قیمت بڑھتی جا رہی ہے۔ تو اُس نے کہا یہ بھی کم ہے۔ آخر میں فیصلہ یہ ہوا کہ ترازو نصب کر دیا جائے ایک پلے میں یوسفؑ کو بٹھایا جائے ترازو کے دوسرے پلے میں جواہرات رکھے جائیں چاندی رکھی جائے، سونا رکھا جائے، کافور رکھا جائے، یشب رکھا جائے، یا قوت رکھا جائے، فیروزہ رکھا جائے، نلیم کا انبار رکھا جائے، سارے خزانے مصر کے ڈھیر کر دیئے گئے، ترازو کے پلے میں یوسفؑ کا پلہ نہ اٹھنا تھا نہ اٹھا۔ وہ گراں رہا یہ یوسفؑ دیکھتے رہے یہاں تک کہ خزانہ خالی ہو گیا، ہر طرف خاموشی چھا گئی، یوسفؑ نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو، اہل مصر نے کہا تمہیں تولا جا رہا ہے، یوسفؑ نے کہا نبوت دولت سے نہیں تعلق۔ عصمت دولت سے نہیں تعلق کرتی یہ یوسفؑ تھے اور یہ آخری نبوت تھی ابوطالبؑ نے آکر کہا بیٹا وہ سارے کافر آئے ہیں تے والے اور کہتے ہیں جتنی دولت کہو دے دیں تم قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو سونے کا

تاج پہنا دیں تم لا الہ نہ کہو، سرداروں کی بیٹیاں کنواریاں پیش کر دیں تم قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نہ کہو! کلمہ میں آنسو بھر کر کہا چچا ان سے جا کر کہہ دیجئے بس یہی ہے جواب کہ ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے ہاتھ پر ماہتاب رکھ دیں پھر بھی لا الہ کہنا نہیں چھوڑوں گا، نبوت تولی نہیں جاتی، آپ نے توجہ نہیں کی یہ حد تھی تو لے کی حد تھی، نبی نے حد تمام کی تھی، کہا بس یہ قیمت ہے۔ آفتاب ایک ہاتھ میں رکھا جائے، چاند ایک ہاتھ پر رکھا جائے تو قدرت نے آواز دی یہ قیمت بھی کوئی قیمت ہے ارے تم ہاتھ ہلاؤ آفتاب پلٹ آئے گا، تم اٹکی اٹھاؤ چاند دو ٹکڑے ہو جائے گا، یوسفؑ نے سب کو بلایا ادھر آؤ نبوت دولت سے نہیں تولی جاتی ادھر آؤ ایک کاغذ لاؤ ایک قلم لاؤ ایک نبی کہہ رہا ہے مصر کی پوری امت سے کاغذ قلم لاؤ، اب میں پوچھوں کہ مصر کی امت اس نبی کو کاغذ نہ دے قلم نہ دے تو کس کا نقصان ہے، یوسفؑ کا کیا امت کا، امت سمجھ گئی ہمارے مطلب کی بات لکھے گا ہمارے فائدے کی بات لکھے گا، کاغذ قلم دے دیا۔ اے مصر کی امت تو بڑی خوش قسمت تھی کہ نبی کی بات سمجھ گئی، ارے اس بد بخت قوم کا کیا کریں نبی قلم مانگ رہا تھا کاغذ مانگ رہا تھا کہا ہذا یاں ہو گیا۔ یوسفؑ تم بڑے خوش قسمت ہو الزام نہیں لگا، کاغذ ملا، قلم ملا اس پر لکھا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ یہ کاغذ کا ٹکڑا ترازو کے پتلے میں رکھ دو پتلے دونوں برابر ہو گئے۔ یوسفؑ کی قیمت لگی بات ابھی ختم نہیں ہوئی یوسفؑ کی قیمت لگ گئی کیا قیمت لگی قرآن کی ایک آیت، ایک آیت میں نبی صل گیا۔ یوسفؑ جیسا نبی کائنات کا حسین ترین انسان جس کی قیمت اور وزن قرآن کی ایک آیت کے برابر ہے، زہراؑ نے روٹیاں پکائیں ایک فتنہ کے لئے ایک علیؑ کے لئے ایک حسنؑ کے لئے ایک حسینؑ کے لئے ایک دن یتیم آیا ایک دن اسیر آیا

ایک دن فقیر آیا تین دن روٹیاں گئیں۔ پانچ ایک دن، پانچ ایک دن، پانچ ایک دن، پندرہ روٹیاں جب بارگاہ الہی میں پہنچیں تو تیس آیتوں کا سورہ دہر آیا۔ پروردگار نے پندرہ روٹیوں کو تولا ہر روٹی کا وزن قرآن کی دو آیتوں کے برابر تھا۔ اس گھر کی روٹی کا وزن قرآن کی دو آیتوں کے برابر تھا اس گھر کی روٹی کا وزن قرآن کی دو آیتیں، یوسف جیسے نبی کا وزن ایک آیت، یہاں توفضہ کے ہاتھ کی ایک روٹی کا وزن دو آیتیں ہے۔ توفضہ کا وزن کیا ہوگا۔ ”عورت اور اسلام“ فوضہ کا وزن تو بتا دو پھر زہرا پر گفتگو ہوگی، پھر ہم زہرا پر گفتگو کریں گے۔ یوسف کی قیمت لگ گئی۔ اب جو عزیز مصر یوسف کو لے کر آیا کہا زلیخا ہم اولاد نہیں رکھتے اس کو پالو اور اس کی پرورش کرو تا کہ ہم بعد میں اسے بیٹا بنالیں۔ یہ ہمارے بڑھاپے کا سہارا ہے گا لیکن پہلی نظر جو پڑی تھی اس نے سنا کہ عزیز مصر یہ کہہ رہا تھا کہ اس کو بیٹا بنالیں گے۔ اشاروں میں باتیں ہوں گی صاحب، ایک چیز بتا دوں یہ بات میں ہی بتاؤں گا کوئی دوسرا نہیں بتا سکتا اور اگر میں نہ بتاؤں تو آرام سے پڑھ سکتا ہوں۔ لیکن میں خطابت میں خیانت کو پسند نہیں کرتا اگر میں نہ بتاؤں تو آرام سے سب کچھ پڑھتا چلا جاؤں جو چاہوں پڑھوں اس لئے کہ ایسا کچھ اب پڑھ دیا گیا ہے جو عورتوں نے بھی سنا ہے مردوں نے بھی سنا ہے سب سن رہے ہیں اب مجھ پر تو یہ اعتراض ہو نہیں سکتا کہ کیا پڑھ رہے ہو، پہلے تو یہ خیال رکھا جاتا تھا کہ وہ چیزیں پڑھی جائیں جو اخلاق کے دائرے سے گری ہوئی نہ ہوں اس لئے کہ عورتیں بھی سنتی ہیں، میں پڑھ تو سکتا ہوں مجھے آزادی مل چکی ہے لیکن نہیں میں خطابت کے تسلسل کی تاریخ کو برقرار رکھنا چاہتا ہوں کہ مولانا ابن حسن فونہدی کی اس اخلاق سے پڑھتے تھے، مولانا کلبہ حسین صاحب

کیسے پڑھتے تھے۔ مولانا سبط حسن صاحب کیسے پڑھتے تھے، میں اخلاق کے دائرے سے ہٹ کر نہیں پڑھنا چاہتا۔ جی ہاں تو سنے معصوم نے فرمایا سورہ یوسف کی تلاوت عورتوں کو کروادو تفسیر نہ بتاؤ حاشیے پہ لکھی ہوئی ہے بات تو اب کیوں کہ معصوم نے منع کیا ہے اس لئے ہم تفسیر کی گہرائی میں نہیں جائیں گے منع ہے عورتوں کو تاویل سورہ یوسف نہ بتاؤ، منع کیا ہے اب یہ مجھے نہیں پتہ کہ قید کیا ہے۔ آیا شادی کے بعد بتا دو یا نہیں میں نے پوری حدیث کہیں نہیں دیکھی لیکن عقل کہتی ہے اس لئے میں گہرائی میں نہیں جاؤں گا، اشاروں میں بات کروں گا۔ زلیخانے بیٹا مانا کب تھا اس کی تو نظر جانے کون سی نظر تھی تو اب سب باتیں اشاروں میں ہیں۔ کاش کہ ہمارے بچے اور جوان اس کو سمجھ لیں تا سمجھ میں آئیں تو تفسیر کو سامنے رکھیںے حاشیہ پڑھیںے تفسیر نمونہ بھی موجود ہے۔ مودودی کی تفسیر بھی موجود ہے، مولانا مقبول احمد صاحب کی تفسیر بھی موجود ہے، انوار الخف بھی ہے۔ مولانا فرمان علی صاحب کی بھی تفسیر ہے یہ سب اردو کی تفسیریں میں نے آپ کو گونوا دیں اس میں جو پڑھیں گے وہی پائیں گے جو میں پڑھ رہا ہوں، گہرائی میں جانا چاہیں تو تفصیل حاشیے میں دیکھئے آیتوں کو پڑھیے میں اشاروں میں بتاؤں گا حجرہ یوسف کا زلیخانے خود سجوا یا تصویریں دیواروں پر ایسی لگیں، مصر آرٹ (Art) میں مشہور ہو چکا تھا، مجسمہ سازی میں اور پینٹنگ (Painting) میں تصویریں ایسی بنائیں کہ سات برس یوسف نے اسی کمرے میں گزارے لیکن آنکھ اٹھا کر بھی دیوار کی تصویروں کو نہیں دیکھا۔ کیسے پڑھوں، کاش میرے نو جوان ان باتوں کو سمجھ جائیں کہ عورت موضوع کیوں ہے میرا اور سورہ یوسف کلام پاک میں کیوں رکھا گیا یہ کیسے کہتے کہ تصویریں ہٹا دو، غلام بن کر آئے

تھے مالکہ سے کیسے کہتے کہ یہ کیا کیا ہے تو نے کبھی دیواروں کی طرف نہیں دیکھا۔ اچانک سات برس گزرے تو یوسف اُنیس برس کے ہو گئے، تاریخ اور تفسیر لکھتی ہے کہ اُنیس برس کے جوان کا قد بہترین تھا سینہ چوڑا، بھرے بھرے بازو تھے کہ اب عالم یہ تھا کہ جدھر سے یوسف گزر جائیں بجلیاں تڑپیں اور گریں اشارے ہیں یہ سب۔ جس دامن پر گر جائیں اُسے خاکستر بنادیں، ایسی تڑپتی ہوئی بجلیاں جدھر سے یوسف گزر جائیں اور زلیخا کی نگاہیں اُدھر اُدھر جدھر جدھر یوسف زلیخا کی نگاہیں یوسف پر سے ہٹتی نہیں تھیں وہ سارے کام کرتے تھے گھر کے سارے کام کرتے تھے لیکن مالکہ کی نظر اُدھر اُدھر جدھر یہ جوان جائے وہ خوب رو جائے۔ وہ حسین جائے یہاں تک کہ زلیخا کا وہ قصر جس کے سات دروازوں کو پار کر کے خلوت سے زلیخا آتی تھی جہاں وہ آرام کرتی تھی ایک بار آ کر کہا یوسف وہ جو میرے رہنے کا خاص حجرہ ہے وہاں میں اپنے گلے کا ہار بھول آئی ہوں تم چلے جاؤ اور اس ہار کو جلدی لاؤ، مجھے محفل میں جانا ہے مجھے ایک مجلس میں جانا ہے، میں تیار ہو کر نکلی ہوں لیکن میں اب اتنی دُور واپس نہیں جانا چاہتی۔ اتنا فاصلہ تھا سات دروازوں کا توجہ رکھیے گا تا کہ یہ باتیں بعد میں آپ کی سمجھ میں آتی رہیں اتنا فاصلہ تھا کہ میں نہیں جانا چاہتی یوسف چلے ایک دروازہ دوسرا دروازہ تیسرا دروازہ، پیچھے زلیخا چلی، یوسف نے پہلا دروازہ پار کیا اُس نے پلٹ کر پہلا دروازہ بند کر دیا، یوسف نے دوسرا دروازہ پار کیا زلیخا نے دوسرا دروازہ بند کیا، یہاں تک کہ حجرہ خاص میں یوسف پہنچے تو زلیخا نے سات دروازوں میں تالے ڈال دیے۔ اب جو یوسف ہار لے کر پلٹے تو زلیخا کو پایا، گھبرا گئے پریشان ہو گئے کہ زلیخا نے اپنی خواب گاہ کی طرف قدم بڑھایا قرآن کہتا

ہے کہ بستر پر لیٹی اور آیت یہ کہتی ہے کہ بس زلیخا نے اتنا کہا ارے قرآن تیرے ادب پہ میں نثار کہ اے یوسفؑ لو آؤ آیت نے بس اتنا کہا وَقَالَتْ هَيْت لَكَ (سورہ یوسف آیت ۲۳) کہ لو آؤ ایک بار زلیخا کی نظر اس بت پر گئی جس کی وہ پوجا کرتی تھی جس کی آنکھیں ہیرے کی چمک رہی تھیں، یوسفؑ نے بھی ادھر دیکھا زلیخا گھبرا گئی۔ دوز کر گئی بت کی آنکھ پر پٹی باندھی یوسفؑ نے کہا یہ کیا کیا۔ کہا میں ڈر گئی میرا خدا مجھے دیکھ رہا تھا، کہا تو نے اپنے خدا کی نگاہوں کو تو ڈھانپ دیا میرا خدا شرگ سے زیادہ قریب ہے۔ اس سے کیسے چھپوں، توحید کی تبلیغ پہ آپ ایک صلوٰۃ پڑھیے گا۔ اس سے میں کیسے چھپوں۔ کہا یوسفؑ تمنا میں دن گزارے تھے۔ لو آج موقع آ گیا زلیخا بڑھی یوسفؑ بھاگے، دروازہ بند تھا تالا پڑا ہوا تھا توجہ رکھیے گا میری طرف دیکھیے گا یوسفؑ بڑھے تالا پڑا تھا یوسفؑ کا بڑھنا تھا کہ ایک بار بے خودی میں تالے کی طرف ہاتھ بڑھنا تھا کہ تالا ٹوٹا، دروازہ کھلا، دوسرا کھلا، تیسرا کھلا ایمان بڑھتا جا رہا تھا دروازے کھلتے جا رہے تھے۔ ایمان کو دروازہ روک نہیں سکتا تو اب میں کیا بتاؤں کہ جب سارا ایمان شیعیت کا کُلن ایمان کے پیچھے آئے گا تو جنت کے دروازے کھلتے جائیں گے۔ علیؑ خود دروازے نہیں کھولیں گے۔ اس بات کو تو میرا نہیں نے بتایا ان نکات کو تو شاعر بتا سکتا ہے۔ حسینی شاعر بتاتا ہے۔ علیؑ کا اسٹیٹس (Status) یہ نہیں ہے کہ بڑھ کر دروازہ کھولیں۔ انیسؑ نے کیا کہا:

دوزخ سے جو آزاد کیا حُر کو خدا نے

ایک ہی مصرعہ ہے سمجھ سکیں تو سمجھ لیں۔

دوزخ سے جو آزاد کیا حُر کو خدا نے

کھلوا دیئے فردوس کے در عقدہ کشا نے

اے رضوان جنت کون آرہا ہے دروازے کو کھول دے مشکل کشا اشارہ نہ کریں تو دروازہ نہیں کھلے گا۔ ساری حیات جسے پکارا ہے جب اس کے پیچھے پہنچیں گے وہ اشارہ کرے گا فردوس کے در کھلتے چلے جائیں گے۔ ایمان بڑھ رہا ہے، یوسف بڑھ رہے تھے دروازے کھل رہے تھے۔ آخری دروازہ جیسے ہی کھلا یوسف آگے زلیخا پیچھے آگے بڑھی دامن پر ہاتھ ڈالا، دامن مٹھی میں آگیا ادھر دروازہ کھلا سامنے عزیز مصر موجود تھا۔ دروازے کے پاس دونوں نے عزیز مصر کو پایا۔ زلیخا گھبرا گئی، یوسف گھبرائے نہیں، ایمان گھبراتا نہیں عصمت گھبراتی نہیں، نبوت پریشان نہیں ہوتی، مضطرب نہیں ہوتی، زلیخا گھبرا گئی پریشان ہو گئی ایک بار الجھن میں جب دیکھا کہ شوہر نے اس منظر کو دیکھ لیا تو قرآن کہتا ہے کہ زلیخا نے پلٹ کر کہا کہ تیرا یہ غلام بڑا سرکش ہے، بڑا نافرمان ہے اس نے غلط نگاہ مجھ پر ڈالی۔ دیکھ تو عزیز مصر تیرے غلام نے کیا کیا قرآن کہتا ہے کہ قیص یوسف قحط میں پھٹی ہوئی تھی تو عربی میں دو لفظ استعمال ہوتے ہیں ایک قد، ایک ”قحط“ وہاں ”ذ“ ہے نہ ”ت“ ہے، قد کہتے ہیں سر سے پیر تک تلوار چلانے کو، قحط کہتے ہیں کمر سے پسلیوں تک تلوار چلانے کو۔ مثال نہیں ملی مفسر کو کیسے قد بتائے اور قحط کیسے بتائے قلم میں جب قحط لگا ہے تو ہر مفسر نے یہی لکھا کہ جب علیٰ قد کا وار کرتے تھے تو سر سے جسم بچ سے دو ٹکڑے ہو جاتا جب قحط کا وار کرتے تھے تو آدھا جسم ادھر ہوتا تھا اور آدھا جسم ادھر قیص قحط میں پھٹی اور دامن کا ٹکڑا زلیخا کے ہاتھ میں تھا۔ یوسف نے کہا میں بے گناہ ہوں، میں نے کچھ نہیں کیا اے عزیز مصر میں تیری امانت میں خیانت اس لئے نہیں کر سکتا کہ میں تیرا غلام ہوں۔ عزیز مصر سمجھ تو گیا لیکن عزیز مصر نے کہا تم گواہی رکھتے ہو سامنے ایک جھولا پڑا تھا۔ ہوا کی جنبش



میں تھا۔ تاریخ نے لکھا کہ سات دن کا بچہ دوسرے مفسر نے لکھا، نہیں آٹھ برس کا بچہ تھا، ایک اور مفسر نے لکھا سترہ برس کا بچہ تھا، کسی نے کہا پچیس برس کا جوان تھا دروازے پر موجود تھا جس نے بھی لکھا یہی لکھا زلیخا کا سگا خالہ زاد بھائی تھا، بعض نے پچیس برس کی عمر لکھی ہے لیکن لفظ سب نے بچہ لکھا ہے، اب مجھے نہیں معلوم کہ بچہ چھ مہینے کا ہوتا ہے کہ چھ برس کا ہوتا ہے کہ دس برس کا ہوتا ہے کہ پچیس برس کا ہوتا ہے۔ یہ طے ہے کہ بزرگ کے مقابل بچہ جتنا بھی بوڑھا ہوتا جائے بچہ ہی ہوتا ہے بزرگ سے، زلیخا اور عزیز مصر کے مقابلے میں وہ بچہ تھا امام نے فرمایا کہ یوسفؑ نے کہا کہ اس بچے سے پوچھ لو۔ بچہ بولا عزیز مصر اگر قیص کا دامن آگے سے پھٹا ہے تو یوسفؑ خطا کار ہے اور اگر پیچھے سے دامن پھٹا ہے تو زلیخا خطا کار ہے۔ عزیز مصر نے دیکھا کہ یوسفؑ کی قیص کا دامن پیچھے سے پھٹا تھا۔ سمجھ گیا آپ نے توجہ نہیں کی دوسری تقریر میں میں نے کہا تھا کہ جب مرد سرکش ہو جاتا ہے اور توحید کے مقابل آتا ہے، نبوت کے مقابل آتا ہے، امامت کے مقابل آتا ہے تو سنت الہی یہ ہے کہ سرکش مرد کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے اس کے مقابل پروردگار عورتوں کو بھیجا کرتا ہے۔ فرعون کے مقابل آسیہؑ کو بھیجا مادر موسیٰؑ کو بھیجا خواہر موسیٰؑ کو بھیجا مذک کے معاملے میں رسولؐ نے فاطمہ زہراؑ کو بھیجا، یعنی جب مرد سرکشی پر اتر آتا ہے تو توحید کی تبلیغ کے لئے عورت جاتی ہے۔ لیکن اگر عورت سرکش ہو جائے تو پھر کون مقابل پر جائے، مرد تو ہٹ گیا، سنت الہی یہ ہے کہ جب عورت سرکشی پر آ جائے خدا کے مقابل عورت آ جائے، نبوت کے مقابل عورت آ جائے، امامت کے مقابل عورت آ جائے تو قرآن کے مطابق اُسے بچوں سے ذلیل کروایا جاتا ہے زلیخا کے مقابل ایک بچہ لایا گیا۔ یہاں



علیؑ نے جمل میں حسنؑ کو بھیجا تھا کہا جاؤ نانی سے کہہ دو علیؑ خود نہیں گئے۔ سنت الہی ہے کہ بچے کو بھیجا جائے اب ۳۷ ہجری میں حسنؑ تینتیس برس کے ہی سہی۔ نانی کے مقابل نواسہ بچہ ہے۔ زلیخا کا خالہ زاد بھائی تھا وہ بچہ توجہ رکھے گا۔ یعنی پہلی پشت تھی اور بچہ تھا جو بھی عمر ہو حسنؑ کی تو تیسری پشت تھی۔ بھائی کا بیٹا بھتیجا ہوتا ہے، پھر بھتیجے کا بیٹا پوتا ہوتا ہے حسنؑ کی اور ان کی تیسری نسل کا مقابلہ تھا۔ اب لاکھ تاریخ میں کسن بن جاکیں ہیں تو نانی اور یہ ہیں نواسے اور نواسے کو علیؑ نے بھیجا تو کہہ دو وہ کہہ دیا جائے۔ جو رسولؐ کہہ گئے ہیں۔ جملہ میں نے انجولی کے امام بارگاہ میں بھی کہا تھا کہ سترہ ہزار لاشے گرے پڑے ہوئے تھے جمل کے میدان میں، دس ہزار زخمی تڑپ رہے تھے جن کے علاج کا انتظام نہیں تھا اور ان سب کو علیؑ نے مارا تھا علیؑ کی ذوالفقار نے قتل کیا تھا تڑپ رہے تھے اور یہاں مورخ یہ کہتا ہے کہ زلفوں میں کنگھی ہو رہی تھی۔ جیہی تو ناسخ نے یہ مضامین کہے ہیں ”ادھر زلفوں کے خم نکلتے ہیں، ادھر سب کے دم نکلتے ہیں“ تاریخ اعظم کوئی کے مورخ نے کہا ابھی ایک طرف کے بالوں کے خم سلجھائے تھے دوسری طرف کے سلجھائے نہیں تھے۔

صفی لکھنوی کا شعر ہے :-

وہاں بالوں میں کنگھی ہو رہی ہے خم نکلتے ہیں

یہاں رگ رگ سے کھنچ کھنچ کر سب کے دم نکلتے ہیں

مورخ کو یہ نہیں بتانا تھا کہ اُسے بالوں کا ذکر کرنا تھا بلکہ یہ بتانا تھا کہ اتنی جلدی گئیں کہ بال سلجھانا بھول گئیں۔ بچے نے جملہ کہا جسے سنتے ہی روانہ ہو گئیں عورت سرکشی پر آئے تو بچہ مقابل آئے تو زلیخا گھبرا گئیں کہ بچے نے گواہی



دے دی۔ اب کیا ہو کہ اس کو قید خانے میں ڈال دیا جائے عزیز مصر نے بھی یہ سوچا کہ میری ناموس کی رسوائی اور بدنامی ہو رہی ہے یوسف کو قید خانے میں ڈال دیا جائے۔ یوسف قید خانے میں بند کر دیئے گئے۔ چند مہینے گزرے تھے لیکن مصر کی افواہیں بند نہ ہوئیں۔ قصر کی باتیں باہر نکلیں۔ محل کی باتیں محلے میں پھیلیں۔ شہر کی باتیں شہروں میں پھیلیں۔ یہاں تک کہ ہر گھر کی امیر اور غریب عورت یہ کہنے لگی کہ ارے اتنی بڑی زلیخا ایک اسٹیٹ (State) کے بادشاہ کی بیٹی تھی اور وزیر خزانہ، وزیر اعظم کی بیوی تھی۔ بڑا اسٹیٹس (Status) اس کا بلند تھا مصر میں عورتوں نے کہنا شروع کیا کہ ایک غلام پر مرغی فریفتہ ہو گئی۔ اتنی امیر ترین خاتون ایک غلام پر فریفتہ ہو گئی۔ زلیخا کے کانوں تک یہ باتیں پہنچیں تو اس نے ایک دعوت کا انتظام کیا۔ دعوت کا پورا منظر مولانا ابوالکلام آزاد نے تفسیر سورہ یوسف میں تفصیل کے ساتھ بتایا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ اس دور میں مصر میں چھری اور کانٹے سے کھانے کا رواج شروع ہو چکا تھا ورنہ ہر عورت کے سامنے چھریاں نہ رکھی جاتیں۔ بات بالکل صحیح ہے کہ اُس نے پھل رکھوا دیئے۔ ایک پھل رکھوایا پلیٹ میں اور چھری رکھوا دی۔ ستر عورتیں تھیں جو دعوت میں آئیں۔ زلیخا نے آواز دی کہ سنو اب ایک شخص آئے والا ہے۔ جب وہ آئے تو اُس وقت تم اپنے اپنے لیموں اپنی چھریوں سے کاٹنا۔ سب نے چھری ایک ہاتھ میں لی اور لیموں دوسرے ہاتھ میں لیا ایسے میں حکم دیا زلیخا نے کہ یوسف کے چہرے پر نقاب ڈال کر گھوڑے پر بٹھا کر اس جگہ لایا جائے جس جگہ دعوت ہو رہی تھی یوسف گھوڑے پر سوار آئے جیسے ہی اُس محفل کے قریب آئے چہرے سے نقاب اتار دی گئی یوسف کا آنا تھا کہ ساری عورتوں نے چھری چلائی اور



لیموں کو کاٹنا چاہا یوسفؑ کی سواری گزر گئی یوسفؑ تو چلے گئے اب جو عورتوں نے دیکھا تو انہوں نے اپنے اپنے ہاتھوں کو چھریوں سے کاٹ لیا تھا ستر عورتوں کی ایک ہی آواز تھی۔ قرآن نے یہ آیت دی کہ ساری عورتوں نے ایک زبان سے یہ کہا کہ یہ بشر ہے یا ملک ہے کہ یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں یہ ہم کو کیا نظر آ رہا ہے؟

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هَذَا بَشَرًا اِنْ هَذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ

(سورہ یوسف آیت ۳۱)

زیلخانے کہا تم نے دیکھا ایک نظر تم نے دیکھا تو تم نے لیموں کی بجائے اپنی انگلیاں کاٹ لیں، ہمارے گھر میں تو برسوں سے ہے، ہم تو روز دیکھ رہے تھے۔ اب بتاؤ دلوں کا کیا عالم ہے۔ زیلخانہ پوچھتی ہے اب بتاؤ دلوں کا کیا عالم ہے، قرآن کہتا ہے ایک عورت چلی دوسری عورت چلی تیسری چلی۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ کید، یہ لفظ استعمال کیا ہے چلتے۔ کَيِّدُهُنَّ اَصْبَحَ (سورہ یوسف آیت ۳۲) یعنی ان عورتوں کا چلتے عجیب تھا عجیب مکاری تھی تو کید کا لفظ عربی میں استعمال ہوتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ دل میں کچھ اور ہوزبان پر کچھ اور لیکر جائیں یہ ہے کید زبان پر یہ کہتی جا رہی تھیں کہ ہم زیلخانہ کی تم سے سفارش کرنے آئے ہیں لیکن بعد میں دبی زبان سے یہ کہتی تھیں ہم خود تمہارے خواہشمند ہیں، یہ تھا عورتوں کا کید، یوسفؑ گھبرا گئے۔ ایک بار ہاتھوں کو اٹھایا کہا پروردگار اس سے تو بہتر ہے کہ ہم کو قید دے دے۔ ہمیں اندھیرے زندان میں ڈال دے۔ ان عورتوں کے کید اور مکاریوں سے یوسفؑ کو بچالے ہم سے برداشت نہیں ہوتا، یوسفؑ کو قید ہو گئی، یوسفؑ چودہ برس قید میں رہے۔ چودہ برس کے بعد قید سے آزاد ہوئے تو جب بادشاہ مصر نے قید سے نکلوایا تو یوسفؑ نے جانے سے انکار کر دیا، کہا اس



وقت تک باہر نہیں نکلوں گا جب تک ان عورتوں کا اور میرا مسئلہ حل نہ کر دیا جائے۔ فرعون مصر نے ان عورتوں کو بلایا آپ کمال دیکھئے کہ زلیخا نے محبت کی تھی لیکن محبت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ محبوب پر اگر آنچ آئے تو ساری آنچ اپنے اوپر لے لی جاتی ہے۔ محبوب کو بچایا جاتا ہے۔ اگر سچی اور روحانی محبت ہوتی تو جب عزیز مصر آیا تھا تو اپنے الزام کو یوسف پر نہ رکھ دیتی۔ یوسف پر الزام کا رکھنا بتاتا ہے کہ ابھی سچی محبت میں گرفتار نہیں ہوئی تھی۔ محبت مادی تھی اب پتہ چلا جب عرصہ گزر گیا چودہ برس گزر گئے تو اب یوسف کا کمال دیکھئے کہ محبت اُس نے کی تھی مادی لیکن یوسف چونکہ نوکری کر چکے تھے غلامی کر چکے تھے تو مالک کا نام نہیں لیا۔ بلکہ کہا کہ مصر کی ان عورتوں کا اور میرا مسئلہ حل کیا جائے جب کہ اصل زلیخا تھی یہ ہے نبوت کا ادب زلیخا بھی آگئی۔ بادشاہ نے پوچھا کیا مسئلہ تھا تو سب سے آگے بڑھ کر زلیخا نے کہا ہم غلطی پر تھے خطا ہماری تھی وہ سچا ہے، وہ صدیق ہے قرآن نے لفظ لکھا ہے وہ صدیق ہے، وہ سچا ہے خطا کا رہم سب ہیں۔ جب معاملہ صاف ہو گیا تو یوسف قید سے باہر آ گئے۔ یوسف آئے تو یوسف کے کردار کی بلندی کو دیکھ کر مصر کے خزانوں کی کنجیاں یوسف کے حوالے فرعون نے کر دیں، کہا حکومت تمہاری ہے میں دستبردار ہوتا ہوں، ایمان قبول کرتا ہوں میں مسلمان ہوتا ہوں، اب مصر پر تم حکومت کرو یوسف مصر کے بادشاہ بن گئے اور عرصہ گزر گیا تیس برس کے جوان ہو گئے۔ ایک دن سواری شاہانہ ترک و احتشام سے نکل رہی تھی چاروں طرف وزراء تھے، باڈی گارڈ (Body Guard) تھے سلامیاں تھیں لشکر جارہا تھا بادشاہ مصر جارہا تھا کہ کانوں میں کسی بزرگ عورت کی آواز آئی ایک ضعیفہ کی آواز آئی کہ اس کا عصا جو ہے وہ زمین پر



آواز دیتا ہے اور اس آواز کے ساتھ ایک آواز آتی ہے ہائے یوسف ہائے یوسف، میرے یوسف آواز کا سننا تھا کہ چلتی ہوئی سواری رک گئی، کہا کون ہے کہا یہ وہی دیوانی بوڑھی عورت ہے جو اندھی ہو گئی ہے جس کے بال سفید ہو گئے، کمر جھک گئی، لیکن وہ اب تک آپ کو پکار رہی ہے۔ قریب گئے اور کہا تیرا وہ حسن و جمال تیری وہ آن بان کہاں گئی، کہا سب تیرے عشق نے چھین لیا، قابلِ تعریف ہے وہ ذات جس نے نیکی کی بدولت ایک غلام کو حکومت عطا کی اور معصیت کے بدلے بادشاہوں کو فقیر بنا دیا، جملہ یوسف کو پسند آیا کہا تیرا یہ عالم کیوں ہو گیا، یہ تو اندھی کیسے ہو گئی تو بوڑھی کیسے ہو گئی کہا ”تمہارے عشق میں“ یوسف نے کہا مجھ سے تو نے عشق کیوں کیا، زلیخا نے کہا کائنات میں تجھ جیسا خوبصورت نہیں دیکھا اور پوری دنیا میں مجھ سے زیادہ حسین کوئی عورت نہیں تھی۔ اس لئے میں نے تم سے محبت کی، بس یہ سننا تھا کہ ایک بار یوسف مسکرائے اور مسکرا کر کہا اے زلیخا میرا حسن دیکھ کر تو اتنی دیوانی ہو گئی اگر کہیں تو کبھی نبی آخر محمدؐ مصطفیٰ کو دیکھ لیتی تو تیرا کیا عالم ہوتا بس یہ سننا تھا کہ زلیخا نے آواز دی۔ اے یوسف تم نے کیا نام لیا تم نے نام لیا دل میں محبت آئی کہا تیرے دل میں محبت کیوں آئی کہا تیرے جیسا حسین کسی کی تعریف کرے تو ظاہر ہے وہ تجھ سے زیادہ افضل ہوگا۔ وہ تم سے زیادہ خوبصورت ہوگا اور نام میں اتنی شھاس تھی کہ دل میں محبت آئی۔ جبریل پر وحی ہوئی جاؤ زلیخا کی جوانی پلٹا دو، تو زلیخا کی جوانی پلٹ گئی وحی آئی یوسف پر آگے بڑھو، زلیخا پر چادر ڈالو، ہم نے عقد عرش پر پڑھ دیا اب تم بھی صیغہ جاری کرو۔ عقد میں لاؤ اب یہ تمہاری زوجہ بن گئی ارے غور کیا آپ نے کہ چودہ سو برس آج گزر گئے لوگ اس محبت کا دم بھرتے ہیں وہ بھی تھے جو نبی کے دور میں دم



بھرتے تھے وہ محبتیں کہاں وہ موت تیں کہاں ہیں پانچ ہزار برس پہلے ایک اسلام کی عورت نے نبی آخر سے محبت کا اظہار کیا تو اس سے اس کا بڑھا پاجوانی میں بدل گیا تو جو محمدؐ سے اصلی محبت کرتا ہے تو وہ ایسی عورت ہوتی ہے کہ وہ نبی کی زوجہ بھی بنتی ہے اور نبی کی اولاد کی ماں بھی بنتی ہے جہاں محبت محمدؐ سلی اللہ علیہ وسلم نہیں وہاں اولاد نبی نہیں ہوتی۔ محبت ہوتی تو گودیاں آباد ہو جاتیں، ایک سو دس برس کی عمر ہوئی تو یوسفؑ نے انتقال کیا، قصر فیروزی جو فیروزے سے تعمیر ہوا تھا وہاں سے تابوت چلا، تابوت تیار ہو چکا اب اس گفتگو کے آخری جملے ہیں، تقریر اب دوسری جانب مڑ جائے گی جب تابوت چلا تو زلیخا کو پتہ چلا دو بیٹوں کی ماں تھی منشیہ اور افرامیم دو بیٹے، ایک بیٹی رحیمہ کہ جو جناب ایوبؑ کی زوجہ قرار پائیں۔ ذکر آئے گا ان کا بھی اور بھی ذکر آئے گا اس عہد کی عورتوں کا، وہ زلیخا چلی اور روتی ہوئی چلی، ماتم کرتی ہوئی چلی اور ایک بار تابوت کے قریب پہنچی اور زربفت کی چادر کو ہٹایا یوسفؑ کے چہرے کو دیکھا کہا یوسفؑ میرا ماضی بڑا عذاب ناک تھا شکر ہے تمہارے رب نے عزت عطا کی ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔ میں تمہارے جیسے نبی کی زوجہ بنی جب تک تم تھے میری عزت تھی، اب تم چلے جاؤ گے لوگ میرے ماضی کو پھر پلٹ کر دیکھیں گے تمہارے بغیر زندگی بیکار ہے، اے پالنے والے زلیخا کو بھی موت دے کہ یوسفؑ کے تابوت کے ساتھ زلیخا کا بھی تابوت چلے، دعا مانگی تھی تڑپ کے گری یوسفؑ کے جنازے کے ساتھ زلیخا کا تابوت چلا، ایک ہی جگہ نبی اور نبی کی زوجہ کو دفن کیا گیا۔ اے زلیخا تو بڑی خوش قسمت تھی کہ نبی کے ساتھ تیری قبر بنی اب نبی کے آس پاس ذرا دیکھو قبریں کہاں ہیں کاش کوئی نبی کی زوجہ یہ دعا مانگتی زلیخا تم نے اچھا کیا تم سمجھ گئیں کہ نبی



نہ رہے گا تو کہیں لغزش نہ ہو جائے۔ لغزش ہو جائے گی تو شاید دائرے سے باہر نہ ہو جائیں۔ کہیں ہاتھ میں تلوار نہ آجائے، کہیں میدان جنگ نہ آجائے اس سے بہتر ہے کہ موت آجائے اسی لئے کہا تھا کہ اے حمیرہ کاش تو مر جاتی میرے سامنے مرتی، تیرا جنازہ کاندھوں پر اٹھاتا، کفن پہناتا، غسل دیتا، جنازہ لے جاتا زمین میں دفن کر دیتا، چار آنسو بہا لیتا، اطمینان تو ہو جاتا۔ کہا یا رسول اللہ ایسا کیوں کہتے ہیں کہا کیوں نہ کہوں دیکھ رہا ہوں کہ خواب کے ملتے بھونک رہے ہیں۔ نہیں نہیں اگر زلیخا کی یہ عظمت تھی تو آپ کیا سمجھے خدیجہ جیسی زوجہ عطا کردی ہم نے نبی کی اولاد کی ماں بنادیا درمیان میں تیرہ آگئیں کسی کو بیٹا نہ ملا، ام سلمیٰ کو بیٹا نہ ملا حفصہ کو بیٹا نہ ملا، عائشہ کو کوئی بیٹا نہ ملا، میمونہ کو کوئی بیٹا نہ ملا، زینب بنت جحش کو کوئی بیٹا نہ دیا، ریحانہ کو بیٹا نہ ملا، جویریہ کو بیٹا نہ ملا، سودہ کو کوئی بیٹا نہ ملا، کسی بھی بیوی نے بیٹا نہ پایا، بیٹا کیسا بیٹی کیسی لوگوں نے لکھا، کاش کچھ آثار ہی نظر آجاتے۔ مؤرخین نے لکھا ہے اور ان کے لئے لکھا ہے مسلمانوں کی وہ اولادیں ادب سے جملے بول رہا ہوں مسلمانوں کی وہ اولادیں جو ادھوری رہ گئیں ہم ان پر بھی جنت میں ناز کریں گے۔ رسولؐ فرماتے ہیں تو مؤرخ نے لکھا کاش یہی ہو جاتا کچھ تو ہو جاتا لیکن قدرت کا کمال دیکھئے خدیجہؓ کو چار بیٹے دیئے، قاسم جیسا بیٹا دیا، ابھی تفصیلی تقریر آئے گی۔ جناب خدیجہؓ پر تقریر آئے گی، تفصیل سے آپ سنیں گے، ازواج نبیؐ پر بھی تقریر آئے گی، ام سلمیٰؓ پر بھی تقریر آئے گی۔ آج تقریر کا رخ آپ ہی آپ آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ توجہ رکھئے گا خدیجہؓ کو بیٹا دیا قاسم جیسا بیٹا دیا، طہب جیسا بیٹا دیا، طاہر جیسا بیٹا دیا، عبداللہ جیسا بیٹا دیا چار بیٹے دیئے۔ اُس کے بعد سودہ سے شادی ہوئی اللہ نے بیٹا نہ دیا ام سلمیٰؓ سے



شادی ہوئی بیٹا نہ دیا۔ حفصہ سے شادی ہوئی بیٹا نہ دیا، صفیہ سے شادی ہوئی بیٹا نہ دیا، عائشہ سے شادی ہوئی بیٹا نہ دیا، ریحانہ سے شادی ہوئی بیٹا نہ دیا، جویریہ سے شادی ہوئی بیٹا نہ دیا آخری عقد ہوا عقد بھی کس کمال کا ہوا یہ ماریہ قبطیہ آرہی ہیں شاہ مصر نے ہدیہ دیا ہے۔ ہدیہ کے معنی آپ جانتے ہیں یعنی قربانی کو بھی ہدیہ کہتے ہیں اگر یہ الفاظ آپ کے ذہنوں میں محفوظ ہو گئے تو میں سمجھوں گا کہ میری تقریر اور میری محنت کا معاوضہ مل گیا۔ بہت غور سے سنئے گا ہدیہ قربانی کو کہتے ہیں، قربانی اس کو کہتے ہیں جو ناقص نہ ہو یعنی جو بکرا دیا جائے وہ کاٹا نہ ہو، لنگڑا نہ ہو، لولا نہ ہو، ہدیہ اسے کہتے ہیں جو ناقص نہ ہو، ہدیہ بادشاہ مصر نے بھیجا ہے اب پتہ چلا کہ ماریہ قبطیہ کامل عورت تھیں، کوئی خرابی نہ تھی۔ کنیز نہ تھیں، باکرہ تھیں، کنواری تھیں کسی مرو کا ہاتھ آگے نہیں بڑھا تھا کنیز نہ تھیں بادشاہ کی بیٹی تھیں، ہدیہ ناقص نہیں دیا جاتا کوئی زوجہ اس بات پر ناز نہ کرے کہ میں تو کنواری تھی، ہم تو خوبصورت تھے، میں تو خوبصورت تھی، تو یہ ماریہ قبطیہ سے حسد کیسے ہو گیا! ادھر وہ بیاہ کر آئیں، اب پتہ چلا ایک فوج تیار ہو گئی دشمنی پر سب آمادہ ہو گئے، قدرت کو پتہ نہیں کیا منظور تھا پروردگار دشمنیاں کیوں بڑھا رہا ہے ارے تیرہ میں سے کسی ایک کو بیٹا نہ دیا اچانک یہ کیا ہوا آٹھ ہجری آئی ماریہ قبطیہ کی گود میں ایک بچہ آ گیا یہ کیا ہوا رسول تو بوڑھا ہو گیا ہے۔ عمر اخیر ہو رہی ہے زندگی کے دو برس رہ گئے ہیں ماریہ قبطیہ کی گود میں بچہ آ گیا بچہ کا آنا تھا کہ رسول نے ایک بار آواز دی۔ اپنے جد کے نام پر اس کا نام ابراہیم رکھا، بس کافی تھا نام رکھا ہے بچہ گود میں ہے۔ بس گھر میں رہو مشربہ ام ابراہیم میں رہو جب زیارت کو جاتے ہیں مدینے تو سلمان فارسی کے باغ کے قریب جناب ماریہ قبطیہ کا مکان آج بھی بنا ہوا ہے

اُسے مشربہ اُم ابراہیم کہتے ہیں، اس کو مشربہ اُم ابراہیم اس لئے کہتے ہیں وہ جگہ جہاں رسولؐ کے پینے کا پانی رکھا جاتا تھا بادشاہوں کے پینے کا پانی وہاں رکھا جاتا ہے جہاں اعتماد ہوتا تھا کہ پانی میں زہر نہیں ملایا جائے گا۔ ارے تیرہ کی تیرہ اور پانی ایک مصری عورت کے پاس، رسولؐ کو پیاس لگے تو اس باغ میں جاتے، زینے طے کر کے مشربہ میں جاتے، ماریہ سے پانی مانگتے اب آپؐ سمجھے ماریہ کا مرتبہ کیسے بتاؤں آپؐ کو کل کی تقریر یاد ہے جس بادشاہ کی بیٹی ہاجرہ تھیں اُسی نسل میں ماریہ قبیطیہ تھیں ہاجرہ ماریہ سے جدا نہیں نہ وہ کنیز تھیں نہ یہ کنیز تھیں وہ بھی ایک نبی کی زوجہ اور نبی کی اولاد کی ماں یہ بھی نبی کی اولاد کی ماں بن گئیں فخر ہاجرہ تھیں، کل میں نے ایک لفظ کہا تھا کہ ایک بی بی کا نام ہجرت کی یاد میں ہاجرہ پڑ گیا اسلام میں کسی مرد کا نام مہاجر نہیں رکھا گیا تھا، ہجرت کی یاد میں کسی کا نام ہو تو بتائیے بی بی کا نام ہجرت ایسی ہجرت تھی کہ نام ہاجرہ پڑ گیا۔ مرد کو قرآن نے اگر مہاجر کہا تو کہا مہاجر کے معنی قرآن میں یہ ہیں کہ جس کا سفر مادیت کی طرف سے اپنے رب کی طرف ہو مسلمان مہاجر نہیں ہوتا رسولؐ نے فرمایا کہ یاد رکھنا اے مسلمانو! تمہارا کوئی وطن نہیں ہے کبھی کسی شہر کو کبھی کسی وطن کو اپنا وطن بنا کر نہیں بیٹھ جانا، عرب سے نکلے ایران میں آئے، ایران سے نکلے افغانستان میں آئے، افغانستان سے نکلے ترکی میں آئے، ترکی سے نکلے سندھ میں آئے، سندھ سے نکلے پنجاب میں آئے، پنجاب سے نکلے یوپی میں گئے یوپی سے نکلے پھر واپس سندھ میں آئے تمہاری زمین کہاں ہے ہر آن ہجرت ہے۔ یہاں سے بھی نکل کر کہیں جانا ہے، ہجرت تمام نہیں ہوئی یہ باتیں پڑھ لکھے لوگ سمجھتے ہیں۔ بھی توجہ رکھیے یہ مجالس ادب سکھاتی ہیں یہ علم تم نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے آج اس



کی توہین کر دی تم نے کیا عزت رکھی تم نے عباسؑ کے پرچم کی، کیا لاج رکھی ان لوگوں سے پوچھو جنہوں نے عباسؑ کے پرچم کی لاج رکھی ہے وہ مرد نہیں تھے وہ عورتیں تھیں جنہوں نے علم کی حفاظت کی ہے۔ خواتین کربلا کا کردار اور اسلام میں کربلا کے بعد آنے والی عورتوں کے کارناموں پر ایک کتاب لکھی شیعہ کالج لکھنؤ کے پرنسپل سید اکبر علی نے، اس میں لکھتے ہیں۔

”ایک مثال صرف دوں گا انہوں نے تقریباً سترہ اٹھارہ مثالیں دی ہیں اور میں ایک مثال دیتا ہوں اور وہ مثال یہ ہے تقریر میری رک گئی مگر کل پھر انشاء اللہ یہیں سے آگے تقریر بڑھے گی۔ جہاں پر میں نے تقریر کو روکا ہے وہ لکھتے ہیں کہ شب عاشور تھی اور ایک عورت کا جوان بیٹا علم کے جلوس میں گیا ہوا تھا اطلاع ملی کہ میڈیکل کالج لکھنؤ کے چوراہے پر دشمنانِ عزاداری نے مل کر اس جوان اٹھارہ برس کے لڑکے کو مار ڈالا کیلا لڑکا تھا، جس محلے میں رہتی تھی وہ گھر بھی دشمنوں نے گھیر لیا، ادھر بیٹا شہید ہو گیا، بس نو جوان نے یہی کہا عباسؑ عباسؑ عباسؑ عباسؑ گھر میں عزادار تھا علم سچے ہوئے تھے، علم کا احترام کرو تو پتہ چلے گا کیا قوت ملتی ہے کیا طاقت ملتی ہے۔ اب آپ دیکھئے کیا روحانیت ملی اس خاتون کو، صبح آگئی عاشورہ کا دن آیا بھاگ کر کچھ لوگ اُس کے گھر پہنچے اور لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا گھر سے نکال کر لائے کہا چلو ہمارے ساتھ چلو، ہم اس لئے آئے ہیں کہ تم بھی چلو اب جملہ سنیئے گا واقعہ ختم ہو گیا کوئی لبا چوڑا واقعہ نہیں ہے۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ تمہیں لے چلیں تمہارے لڑکے کا جنازہ اٹھانا ہے۔ یہ سننا تھا کہ ایک بار جلال سے سب کو دیکھا کہا تم لوگ ماتم دار ہو تم لوگ عزادار ہو تمہیں یہ نہیں معلوم کہ آج عاشورہ ہے ابھی کربلا میں میرے آقا کا جنازہ نہیں اٹھا تم میرے



بیٹے کا جنازہ اٹھوانے آئے ہو۔ عصر تک بیٹے کا جنازہ وہیں پڑا رہے عصر کے بعد وہاں سے اٹھوانا، عصر کے بعد اٹھوانا، شام غریباں کے بعد اٹھوانا عباسؑ کی چاہنے والی عورتوں سے سبق لو کہ عباسؑ کا احترام کیسے کیا جاتا ہے، بس تقریر ختم ہوگئی وہ متوکل کا زمانہ تھا پابندیاں لگ گئیں کوئی کر بلا نہیں جاسکتا اور اگر جائے گا تو ہاتھ کٹوا کر جائے گا پیر کٹوا لو تو جاؤ، ایک عورت یہ کہتی ہوئی نکلی ارے ہاتھ کاٹو یا پیر میں زیارت کو جاؤں گی۔ عباسؑ کے روئے پر جاؤں گی۔ مجھے کوئی روک نہیں سکتا ہاتھ بھی کٹے پیر بھی کٹے لہو جاری تھا زمین پر کروٹیں بدلتی ہوئی جانب کر بلا چلی تقریر کے آخری جملے کچھ دور چلی تھی کہ گھوڑے پر ایک سوار آیا اور آ کر اس نے کہا اے ضعیف تو آنکھ بند کر آنکھ بند کی کہا آنکھ کھول لے کہا تیرے آقا حسینؑ کی قبر ہے، قبر سے لپٹ گئی لیکن ایک بار آواز دی، ارے میری مدد کرنے والے مجھ کو یہاں تک پہنچانے والے، ذرا اپنے ہاتھوں کو لاتا کہ میں بوسہ تو دے لوں، آواز آئی، بی بی ارے ہاتھ کہاں ہیں ہاتھ تو عاشور کے دن عباسؑ کے کر بلا میں کٹ گئے، میرے ہاتھ نہیں۔

بارالہی اس عبادت کو قبول فرما، بارالہ ہمیں کوئی غم نہ دینا سوائے غم حسینؑ کے۔ پروردگار ہمیں معرفتِ آلِ محمدؐ عطا کر ہمارے ذہن کو یہ ارتقاء عطا کر کہ ہم ان مجلسوں کا مقصد سمجھ سکیں۔ بارالہ ہمارے دلوں میں وہ نور بھر دے اور ہمیں وہ روشنی عطا کر دے کہ ہم عزائے حسینؑ کی عظمت اور برتری کو سمجھیں۔ بارالہ جو بیمار ہیں انہیں شفا عطا فرما، بارالہ جو مر چکے ہیں مومنین ان کی روحوں کو بخش دے جو زیارت مقامات مقدسہ پر جانا چاہتے ہیں انہیں پرانوار زیارت عطا فرما واسطہ ہے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا جو بے روزگار ہیں انہیں رزق عطا فرما امام زمانہؑ کا ظہور فرما، تعجیل فرما۔



پانچویں مجلس شہزادی کوئین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے
عشرہ چہلم کی پانچویں تقریر ”عورت اور اسلام“ کے موضوع پر آپ سماعت
فرما رہے ہیں کل انشاء اللہ مجلس کے بعد شبیہ تابوت بسلسلہ شہادت امام ہشتم
حضرت علی رضا برآمد ہوگا اور کل کی مجلس شہادت سے متعلق ہوگی اپنی روایات
کے مطابق اور شب چہلم بعد مجلس جیسا کہ ہر سال ذوالجناح علم اور تابوت برآمد
ہوتے ہیں اس سال بھی مجلس کے بعد زیارات برآمد ہوں گی۔ عنوان آپ
حضرات مسلسل سماعت فرما رہے ہیں کہ چار تقریریں کرنے کے بعد خود مجھ کو یہ
احساس ہوا کہ عنوان اتنا خوبصورت ہے اور مجھے اس وقت اندازہ ہوا کہ جب
میں نے اپنی تقریریں بعد میں سن لیں اس لئے کہ میں جب تقریر کر رہا ہوتا ہوں
میں اپنی تقریر تو سننا نہیں بعد میں جب میں نے اپنی تقریریں سنیں تو مجھے ایک
افسوس یہ ہوا کہ یہ عنوان اب تک کیوں نہیں میں نے دیا تھا تو اب یہ عرض کر دوں
کہ ذکر کبھی کبھی صرف مجھے کے لئے تقریر نہیں کرتا بلکہ اپنے کانوں اور اپنی
سماعت کیلئے بھی تقریر کرتا ہے تو اگر یہ تقریریں آپ کو پسند آ رہی ہیں تو آپ کا
شکریہ لیکن یہ تقریریں شاید آپ سے زیادہ خود مجھے پسند آ رہی ہیں اور اس لئے

پسند آ رہی ہیں کہ اس عنوان کا مرکزی کردار نبی کی اکلوتی بیٹی فاطمہ زہراؑ ہیں اب آپ کا ذہن کہیں بھی کھوجائے اور کہیں بھی چلا جائے، ترتیب کے ساتھ ہم نے آپ کے سامنے ان خواتین کا ذکر کیا جو اب تک منبر کا موضوع نہیں بنیں۔ آپ سے پوچھتا ہوں کہ سارہ پرکھی تقریر کسی ذکر سے سنی آپ نے، ہاجرہ پر کوئی کامل تقریر آپ نے سنی، آسیہ پر کوئی پوری تقریر آپ نے سنی، ماریہ قبطیہ پر آپ نے کوئی تقریر سنی، آنے والی تقریروں میں جب ہم آپ کو یہ بتائیں گے کہ اُم حبیبہؓ کا کردار کیا تھا اُم سلمہؓ کا کردار کیا تھا اور زینب بنت جحشؓ کا کردار کیا تھا جب ہم آپ کو بتائیں گے علیؑ کی بہن اُم ہانیؓ کا کردار کیا تھا علیؑ اور رسولؐ کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلبؓ کس منزلت پر تھیں، ان کا علم اور مقام کیا تھا اور علیؑ کی سب سے بڑی پھوپھی عروہ بنت عبدالمطلبؓ تھیں وہ کس منزلت پر تھیں۔ ان کا علم اور مرتبہ کیا تھا، عرب میں عورت کس نظر سے دیکھی گئی اور اسلام نے عورت کو کہاں پہنچا دیا۔ ہم کیا کریں جب ہم نے عنوان رکھا تھا تو خیال یہی تھا کہ دس تقریروں میں عنوان چھوٹا پڑ جائے گا، آج پانچویں تقریر کے بعد یہ احساس ہو رہا ہے کہ اتنا طویل ہے عنوان اس پر کم از کم ہمیں تین عشرے پڑھنے چاہئیں لیکن کیوں اس لئے کہ جب ہم نے دو سو کتابیں صرف عورت کے عنوان پر جمع کیں ایران اور ہندوستان کی تو یہ اندازہ ہوا کہ عجیب و غریب عنوان ہے اور کیوں نہ ہو اس لئے کہ ہر ایک کی نظر اس بات پر ہے ہمارا گھرانا اچھا ہو جائے، ہماری برادری اچھی ہو جائے، ہمارا محلہ اچھا ہو جائے، ہمارا معاشرہ اچھا ہو جائے، ہمارا شہر پرسکون رہے، ہمارا ملک کائنات میں سب سے آگے بڑھ جائے، ارتقائی دور میں کیسے آگے نکل جائے؟ خاندان اچھا بنے تو کیسے بنے؟



معاشرہ اچھا بنے تو کیسے بنے؟، محلہ اچھا بنے تو کیسے بنے؟۔ شہر اچھا بنے تو کیسے بنے؟ ملک میں تعلیم ہو تو کیسے ہو؟ فیصلہ کون کرے گا فیصلہ وہ کرے گا جو ماہر تعلیمات ہو۔ میں آپ کے ذہن کو کہاں لے جانا چاہ رہا ہوں یعنی تعلیمات انسان کو انسان بناتی ہیں۔ تعلیم نہ ہو تو انسان اپنی سیرت اور کردار کے آئینے میں سچ نہیں سکتا۔ تعلیم نہ ہوگی تو خاندان اچھا کیسے ہوگا خاندان اچھا نہ ہوگا تو محلہ اچھا نہ ہوگا اور محلہ اچھا نہ ہوگا تو معاشرہ اچھا کیسے ہوگا معاشرہ اچھا نہ ہوگا تو شہر اچھا کیسے ہوگا اور شہر اچھا نہ ہوگا تو ملک کیسے اچھا ہوگا اور ان سب کا مرکزی کردار کون ہے خاندان اچھا بنا تو کیسے بنا، گھر اچھا بنا تو کیسے بنا ماہر تعلیم (Educationist) کہتا ہے کہ خاندان کی سربراہ گھریلو عورت اچھی ہے تو خاندان اچھا ہے تو پھر محلہ بھی اچھا شہر بھی اچھا ملک بھی اچھا اگر عورت خراب ہے تو سب خراب، ماں خراب ہے تو کچھ اچھا نہیں گود خراب ہے تو سب خراب، گود اگر اچھی نہیں تو کوئی چیز اچھی نہیں، اسی لئے لکھتے ہیں خواجہ غلام السیدین ماہر تعلیم بھارت جو کشمیر کے وزیر بھی رہے، بڑے بڑے منصب پر رہے ہندوستان میں ان سے بڑا ماہر تعلیمات ہی نہیں ہے انہوں نے ایجوکیشن (Education) پر ایک کتاب انگلش میں لکھی اور کتاب کا آغاز یہاں سے کیا کہ اگر خاندان کی ماں اچھی ہے تو خاندان اچھا نکلے گا اور اگر ماں خراب ہے تو خاندان کبھی سنور نہیں سکتا۔ اگر خاندان اچھے ہوں گے تو محلے اچھے ہوں گے اور اگر محلے اچھے ہوں گے تو شہر اچھے ہوں گے اور شہر اچھے ہوں گے تو ملک اچھا ہوگا، تو اسی اصول کی بنا پر ختمی مرتبت نے آواز دی کہ اگر گھر کی عورت کو اچھا بنا دیا تو پورا گھر اچھا ہوگا تو پہلا کام نبیؐ نے یہ کیا بیٹی ایسی تیار کر دی اور بیٹی کا ایسا کردار بنایا اور بتایا کہ بیٹی اچھی ہے تو بچے اچھے نکلیں

گے رسولؐ نے کائنات میں پہلے تبلیغ نہیں کی پہلے گھر کو دیکھا پہلے بیٹی کا کردار بنایا پھر نواسوں کا کردار بنایا اپنا جیسا چار کو بنالیا تو باہر آئے کہ اب گھر کی طرف نہ دیکھنا اور اگر گھر کی طرف دیکھنا تو پھر اپنے کردار کو بنانا، اگر رسولؐ یہ نہ کرتا تو پلٹ کر معاشرہ کہتا تیرے گھر کا حال کیا ہے اپنے گھر کو تو دیکھو پہلے اپنے گھر پر تو نظر ڈالو تم کیا ہمارے کردار کو سنو اور گے تو وہ کہتے ہیں کہ کوئی اچھی تحریک چلانے سے پہلے اپنے گھر کو سجالو اگر گھر کو سجالیا تو آدمیدان میں لیڈر (Leader) بن جاؤ رہنما بن جاؤ یہی لیڈر کے لئے مصیبت ہے کہ اگر لیڈر بن کر آجائے تو لیڈر کی زبان سے پتہ چلتا ہے کہ کس منزل پر ہے، زبان کھولی پتہ چل گیا کس گھرانے کا ہے ماں کیسی تھی تو اب سمجھ کہ ہم مجلسیں کیوں کرتے ہیں ذکر عزا کیوں کرتے ہیں یہ اس لئے کرتے ہیں کہ اس ادب کو دیکھو اس فرش عزا کی صفائی کو دیکھو، ادب سے آکر ان سب کا بیٹھنا دیکھو سنجیدگی سے ایک گھنٹے تک بات کا سنا دیکھو، درود کا پڑھنا دیکھو چہرے کا کھلنا دیکھو، ہونٹوں پر گلاب دیکھو، آنکھوں کی روشنی دیکھو، پیشانی کی چمک دیکھو، شجرے کو دیکھو شجرے کی چمک کو دیکھو، یہاں بیٹھ کر یہ جوان یہ بوڑھے بتاتے ہیں کہ ہماری ماؤں کو پچانو یہ ہماری ماں کی شرافتیں ہیں تو بس اب اس کو پلٹ دو جہاں معاملہ پلٹ جائے تو سمجھ لو کہ ماں پچانی گئی، شجرہ پچانا گیا، خاندان پچانا گیا یہ مجلسیں ادب سکھاتی ہیں، رسولؐ نے یہی بتایا، پنجتن پاکؑ نے یہی بتایا اب بہت غور سے سنو ہمارے جوان سنیں خدا کا شکر ہے کہ ہمارے پیغام کو سننے والے بڑے غور سے سن رہے ہیں ہمارے پاس خطوط بھی آئے ہیں، پرچے بھی آئے ہیں، مبارک بادیں بھی آئیں، سوالات بھی آئے ہیں موقع ملا تو وہ پڑھ کر آپ کو سنائیں گے، سوالات بھی سنائیں گے اور آپ کو



بتائیں گے کہ تاثرات کیا ہیں کچھ خواتین کی طرف سے بھی پیغام آیا ہے کہ خوب مجلسیں آپ پڑھ رہے ہیں اُن کا شکریہ اس لئے کہ آنے والی نسلیں تم ہی تو بناؤ گی انہی عورتوں نے یہ نسل بنائی ہے۔ سارا دار و مدار تم پر ہے ساری ہماری اتنی فیصد عزا داری عورتیں کرتی ہیں گھر کی تعمیر عورتیں کرتی ہیں وہ کردار جو ہمارے پاس ہے جو معرفت الہی بیت ہم رکھتے ہیں وہ کسی اسکول یا کالج نے نہیں سکھایا کسی مکتب نے نہیں بتایا کسی حافظ سے نہیں سیکھا، محلے والوں نے نہیں بتایا، مولوی نے نہیں بتایا، مسجد کے پیش نماز نے نہیں بتایا یہ سب ہماری ماؤں نے بتایا ہے یہ جو آج ہم آپ کے سامنے منبر پر بیٹھے اطمینان سے بول رہے ہیں یہ بولنا ہماری ماں کا احسان ہے ہم نے کسی مدرسے سے یا مولوی سے نہیں پڑھا، ہماری ماں نے علم ہمیں عطا کیا اور آج سے نہیں ستائیں برس ہو گئے اس منبر پر ہم کو (آج چوبیس برس کے بعد یہ عشرہ شائع ہو رہا ہے تو خطابت کو پچاس برس سے زیادہ ہو گئے) ہماری ماں نے ہمیں ہاتھ پکڑ کر اس منبر پر بٹھایا ایک مجلس چھوٹی سی لکھ کر آج سے ستائیس برس پہلے دی تھی وہ دن اور آج کا دن پھر ہم نے کتاب دیکھ کر نہیں پڑھا اور اب دیکھتے جاؤ ماں کیسے کردار بناتی ہے آج میں تم کو بتاتا ہوں کہ میں جب مجلس پڑھتا ہوں تو اس منبر کی قسم نہ مسودہ بناتا ہوں نہ کتاب دیکھتا ہوں بس منبر پر بیٹھتا ہوں تقریر شروع ہو جاتی ہے اس لئے کہ اب ماں کا کام ختم ہوا، ماں کا کام تھا سکھا دینا اب کائنات کی ماں جو علوم کی ماں ہے اپنے ذرا کر کا ہاتھ تھامتھی ہے، تقریر چلی زہرا نے مدد کی، اپنی چادر کا سایہ کیا ہم نے بولنا شروع کیا اے کائنات کی ماں تو ایسی ماں ہے کہ جسے نبی نے کہا اُھ ابیہا ”تو اپنے باپ کی ماں ہے“ اب سمجھے کہ رسولؐ نے زہراؑ کو ماں کیوں کہا۔ یہ علم کی



ماں ہے یہ اسلام کی ماں ہے، قرآن کی ماں ہے، رسول کی ماں ہے، یہ کائنات کے مومنین کی ماں ہے۔ یہ جنت میں سب کے اوپر اپنی چادر کا سایہ کرے گی تو وہ بی بی مدد کرتی ہے تو اگر ہمیں پڑھنے کے لئے کسی نئی چیز کے لئے کتاب دیکھنا پڑ جائے مولا ہماری اس ذہنی طاقت کو نظر بد سے بچائیں۔ زہراؑ بی بی نظر بد سے بچائیں۔

کتاب ایک نظر دیکھتے ہیں کہ تو چھ سو صفحہ کی کتاب پڑھ کر سنائیں دس منٹ میں دیکھ کر حیرت نہ کرو میرا نہیں کے دو سو بند کا مرثیہ ایک نظر دیکھیں گے منبر پر سنائیں گے زہراؑ تیری عطا ہے کاش ہر ماں بیٹے کو ایسا بنادے اے شیعہ قوم کی ماؤ! ذہنوں اور گودیوں کو پاکیزہ کر لو زہراؑ سے مدد مانگو، زہراؑ کی سیرت پڑھو اور زہراؑ کی سیرت سنو اور ایسے سنو کہ اٹھارہ برس کی عمر کیا ہوتی ہے آج کل تو تیس برس کے بعد بیٹیوں کی شادیاں ہوتی ہیں زہراؑ کام مکمل کر کے اٹھارہ برس میں چلی گئیں۔ نو برس میں شادی ہوئی اور نو برس شوہر کے گھر میں گزارے اور کائنات کے اک اک ذرے پر اپنی سوانح حیات لکھوا گئیں ہر ذرہ آج آفتاب بنا ہوا ہے۔ جدھر دیکھو یہ آفتاب چمک رہا ہے جس رخ سے دیکھو زہراؑ کامل نظر آتی ہیں بیٹی کے روپ میں دیکھا تو کامل نظر آئیں، زوجہ کے روپ میں دیکھا تو کامل نظر آئیں، ماں کے روپ میں دیکھا تو کامل نظر آئیں، زہراؑ بی بی تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے بیٹے معصوم ہیں یہ خطا نہیں کر سکتے ان کا حافظہ ان کا کردار تمہارا ہے یہ امامت کے منصب پر فائز ہیں اس کے باوجود پانچ سال کا حسن گھر سے نکلا جوان بچے بوڑھے بہت غور سے سنیں، آج کی تقریر شہزادی کو نین کی نذر ہے بیٹا واپس آیا کچھ دیر کے بعد ماں زہراؑ نے بلایا کہا بیٹے کہاں گئے تھے کہا اماں



نانا کا خطبہ سننے مسجد گئے تھے کہا بیٹے کیا سنا بسم اللہ پڑھ کر پورا خطبہ اُسی لہجے میں سنایا، اُسی انداز میں سنایا نہ ایک لفظ کم نہ ایک لفظ زیادہ زہرا نے سینے سے لگالیا پیار کیا واقعہ چھوٹا سا ہے سیرت زہرا کا ہر واقعہ چھوٹا سا ہے لیکن لاکھوں آفتاب چمکتے ہیں، غور کیا آپ نے زہرا کیا بتانا چاہتی ہیں آواز دیں گی معاشرے کی ماؤں کو کہ بیٹے جب گھر سے نکل کر جائیں اور واپس آئیں گھوم پھر کر تو بھول نہ جانا ان سے پوچھنا کہاں گئے تھے کیا کر کے آئے، کیا لائے، اگر نیک کام کر کے آئے تو سینے سے لگا لینا اگر کوئی برا کام کر کے آئے تو نوک دینا سمجھا دینا، منع کر دینا، بتا دینا کیا معاشرے کی خرابی کو ہم یہ سمجھیں کہ ماؤں نے بیٹوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا تو کیا زہرا کی سیرت پہ نہ چلو گی اولاد کو اُن کے حال پہ نہ چھوڑنا مسلمانوں کو تعلیم دینے والی ماں زہرا کو معلوم ہے کہ میرا بیٹا امام ہے پوچھا اس لئے تاکہ تمہیں بتائیں پابندی کے ساتھ جب بیٹے گھر میں آئیں گھر سے جائیں اور گھر میں قدم رکھیں تو پہلا سوال یہ کرنا کہاں گئے تھے کیا کر کے آئے ہو معاشرہ ایسے بنے گا خاندان ایسے بنے گا سمجھ گئے نازہرا نے پوچھا علی گھر میں آئے زہرا آج کا خطبہ آپ نے نہیں سنا تو بے اختیار مسکرا کر کہا ابو الحسن بیٹھ جائیے میں پورا خطبہ سناتی ہوں پورا خطبہ زہرا نے سنایا کہا زہرا تم نے کیسے سنا تم نے کہاں سے سنا یہی خطبہ رسولؐ نے مسجد میں دیا تھا تو بے اختیار کہا بڑا بیٹا حسن گھر سے مسجد جاتا ہے، غور سے نانا کا خطبہ سنتا ہے اس بچپن میں آکر مجھے سنا دیتا ہے تو علیؑ نے بے اختیار کہا کیسے سنا تا ہے کہا بابا کا انداز ہے وہی لہجہ ہے وہی فصاحت ہے کہا میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں حسنؑ سے تقریر سنوں، کہا کل جب حسنؑ خطبہ سنانے آئیں تو اے ابو الحسنؑ آپ کچھ دیر پہلے آجائے گا علیؑ آگئے پردے کے پیچھے

بیٹھ گئے، حسن آئے زہراؑ نے کہا کہاں گئے تھے کہا نانا کا خطبہ سن رہا تھا تو کہا بیٹا سناؤ آج نانا نے کیا کہا، بچے نے دائیں جانب دیکھا بائیں جانب دیکھا سامنے دیکھا ماں نے کہا بیٹے کیا بات ہے خطبہ کیوں نہیں سناتے حسنؑ نے کہا ایسا لگتا ہے کہ جیسے میرے بزرگ چھپ کر مجھ سے خطبہ سننا چاہتے ہیں، یہ دیکھیں بچے ہوں تو ایسے ہوں اس لئے کہ ماں کی گود ایسی تھی اسی لئے اقبالؒ نے کہا تھا اے اسلام کی عورتو! پردوں میں چھپا لو اپنے آپ کو اس لئے تاکہ تمہاری گود میں شیر جیسا ایک بیٹا آجائے اگر پردے سے باہر نکل آئیں تو یزید جیسا بیٹا ملے گا۔

بول باش و پنہاں شوازیں عصر

در آغوشِ شبیری بگیری

خواجہ غلام السیدین نے اگلا جملہ یہی لکھا کہ ڈاکٹر اقبال نے اپنی شاعری کا مرکز عورت کو بنایا اور اقبالؒ نے عورت کو آواز دی کہ میں نے پورے اسلام کو، اُس مرکزی نقطے کو عورت کے حوالے سے ہی سمجھا وہ مرکزی کردار ہے اسوۂ فاطمہ زہراؑ، اقبالؒ شاعر مشرق ہے اسی کی شاعری پر آج پاکستان کا پیغام چل رہا ہے، اقبالؒ نے یہی کہا اے اسلام کی عورتو! اگر زہراؑ کی سیرت پر نہ چلو گی تو آغوش نہ بنا سکو گی۔ اگر آغوش نہ بنے گی تو بیٹوں کو پال نہ سکو گی جب بیٹوں کو پال نہ سکو گی تو خاندان اچھا نہیں ہو سکتا، جب خاندان اچھا نہیں ہو سکتا تو معاشرہ اچھا نہیں ہوگا تو ملک بھی اچھا نہ ہوگا۔ اقبالؒ کا پیغام بھی یہی، دانشوروں کا پیغام بھی یہی آئمۂ کا پیغام بھی یہی، قرآن کا پیغام بھی یہی، حدیث کا پیغام بھی یہی، تاریخ کا پیغام بھی یہی، اسلام کا پیغام بھی یہی، رسول کا پیغام بھی یہی، فاطمہ زہراؑ کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے اگر زہراؑ کو چھوڑ دیا تو گویا تم نے اپنے نسب نامے کی

پہچان کروادی، شجرہ پہچانا گیا۔ مسلمانوں نے کہا یہ فاطمہؑ فاطمہؑ کیا، یہ زہراؑ وسیدہؑ کیا چار بیٹیاں تھیں تو ہم کہتے ہیں کہ چار تھیں ایک کا ہم کریں تذکرہ تین کا آپ کریں آپ نے اپنے اسلام کو ہر مقام پر چار حصوں میں بانٹا ہے تین حصے آپ نے لیا اور ایک حصہ ہمیں دیا ہے تو ہر منزل پر تین حصے آپ کے اور ایک حصہ ہمارا ایک بیٹی کا ذکر ہم کرتے ہیں تو تین بیٹیوں کا تذکرہ آپ کے حصے میں تو اُن تین بیٹیوں کا ذکر آپ کی تقریروں میں کیوں نہیں آتا ہم زہراؑ کا تذکرہ کرتے ہیں حدیث سناتے ہیں رسولؐ نے کہا جس نے زہراؑ کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی، جس نے مجھے اذیت دی اُس نے اللہ کو اذیت دی جو اللہ کو اذیت دے وہ کافر ہوتا ہے وہ مشرک ہوتا ہے، وہ جہنم میں جاتا ہے، فاطمہؑ کے علاوہ آپ سنايے نبیؐ نے کہا ہوزینب میرے جگر کا ٹکڑا ہے، رقیہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، کلثوم میرے جگر کا ٹکڑا ہے، آپ کہیے، نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ رسولؐ نے کہا ہی نہیں حدیث تو ایک کے بارے میں ہے اچھا تو پھر یہ پڑھا کیجئے زینبؑ اور رقیہؑ آتی تھیں تو اُن کے احترام اور ان کی تعظیم میں رسولؐ کھڑے ہوتے تھے، نہیں ایسا تو نہیں ہے ترمذی میں ہے کہ زہراؑ آتیں تھیں نبیؐ احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے تو پھر ہم کیا کریں ہم کہاں سے تعظیم لائیں۔ کچھ اور پڑھئے آپ پڑھ دیجئے کہ مباہلے میں اللہ نے کہا بیٹیوں کو لاؤ وَنِسَاءُکُمْ اب جو چلے رسولؐ چار بیٹیاں ادھر ادھر چل رہی تھیں بڑھا دیجئے، کیسے بڑھائیں، بیٹی تو ایک آئی تھی تو پھر ہم کیا کریں کہا نہیں بات یہ تھی کہ مباہلہ جب ہوا تو تینوں بیٹیاں مرچکی تھیں انتقال ہو گیا تھا اچھا تو زندہ کب تھیں کہا جب رسولؐ مکے میں تھے تو زندہ تھیں تو دعوت ذوالعشرہ کہاں ہوا تھا، مکے میں یا مدینے میں مکے میں ہوا تو پھر پڑھئے

دعوت دی، نبیؐ نے اپنے خاندان والوں کو کہ تم بھی آؤ تم بھی آؤ پڑھا کیجئے نہ کسی تاریخ سے کہ زینبؓ کو بھی آواز دی، کثومؓ کو بھی آواز دی، رقیہؓ کو بھی آواز دی، تینوں بیٹیاں ایمان لائیں کہا لکھا تو نہیں ہے، دعوت ذوالعشرہ کے ذکر میں بیٹیوں کا ذکر تو نہیں ہے تو پھر چھوڑیئے نہ دعوت ذوالعشرہ میں ہیں نہ مباہلے میں ذکر ملتا ہے نہ حدیث میں لکھا، نہ احترام کی حدیث میں ہے جب کہیں لکھا ہی نہیں ہے تو اب کیا اصرار ہے کہ چار تھیں کہا صاحب روایات تو ہیں کہ چار تھیں آپ درایت کر رہے ہیں کہ ایک تھی، تو چلیئے درایت بیکار ہوتی ہے روایت مستند ہوتی ہے تو پھر ہم روایت اور درایت میں کیوں تو لیں جب قرآن موجود ہے قرآن کافی ہے تو اس سے فیصلہ لے لیں کہ کتنی بیٹیاں تھیں تو جہ رکھیے گا ہم کیوں حدیث کے چکر میں پڑیں ہم کیوں تاریخ کے چکر میں پڑیں کیا ضرورت ہے آئیے قرآن سے پوچھیں اے قرآن تو بتانی کی بیٹیاں کتنی تھیں کیا بات کرتے ہیں آپ قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے قرآن سے آپ کیسے دکھائیں گے قرآن میں تو نہیں لکھا تو پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ سب خشک و تر قرآن میں ہے اگر نہیں لکھا تو ہر خشک و تر کا دعویٰ قرآن کا غلط ہو گیا۔ قرآن کا سب سے چھوٹا سورہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِنَّا اَعْطٰیْنٰکَ الْکُوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَآئِئَکَ هُوَ الْاَکْثَرُ ۝ (سورہ کوثر)

”ہم نے تمہیں کوثر عطا کیا اپنے رب کا سجدہ کرو، قربانی دو بے شک تمہارا دشمن اترے“

یہ ابتر کیا لفظ رکھا ہے خدا نے سمجھ میں نہیں آ رہا یہ واضح ہو جائے تو پھر ثابت کر دوں کہ کتنی بیٹیاں ہیں یہ ابتر کیا ہے (اب ت ر) تو الف کو اگر ہم رکے بعد



لگائیں اور ت کو ب سے پہلے لگائیں تو یہ معنی ہیں اتر کے یعنی عربی کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ہر لفظ پلٹ دیا جائے تب بھی بامعنی اس بات پر ایک ادبی لطیفہ سناؤں! ایک ادیب ہیں بڑے دانشور ہیں۔ مارے دوست ہیں کہنے لگے آپ کے یہاں خطابت تو بڑی لا جواب ہوتی ہے لیکن ایک بات ہے کہ ایک صاحب بتاتے ہیں کہ آپ کے یہاں منطق بہت ہوتی ہے اور ساری تقریر منطق پر ہوتی ہے ہم نے کہا حضور ہمیں تو منطق نہیں آتی، آپ منطق کسے کہتے ہیں کہنے لگے منطق دیکھئے یہ ہے کہ ایک مولانا صاحب اپنے گھر میں آئے تو بیوی سے کہنے لگے کہ کیا پکایا ہے، تو انہوں نے کہا کیا پکایا ہے، خاک پکایا ہے، کیا دے کر گئے تھے کیا پیسے دے کر گئے تھے، سامان دے کر گئے تھے جو میں پکا کے رکھتی، خاک پکایا ہے تو وہ کہنے لگے اچھا نیگم میں سمجھ گیا تم نے گوشت پکایا ہے (دیکھئے منطق کا نمونہ) میں کہہ رہی ہوں خاک تم کہہ رہے ہو گوشت نہیں نہیں میں سمجھ گیا تم نے گوشت پکایا ہے جب تم نے کہا خاک تو میں نے الٹا یا لفظ خاک کو الٹا یا تو بنا کاخ معنی محل اور محل کو الٹا تو محل اور لحم کے معنی گوشت ہیں، کہنے لگے آپ کی تقریریں اس طرح منطقی ہوتی ہیں تو اب ہم کیا کریں کہ منطقی ہوتی ہیں تو یہ تو عربی زبان ہے صاحبان زبان اور عربی لغت نویس نے یہ لکھا ہے کہ عربی کا کوئی لفظ توڑا جائے تو بامعنی رہتا ہے قلب پلٹ دیجئے بلیق گھاس کو کہتے ہیں اب ل کو آخر میں لائیے قبل معنی پہلے، پھر ترتیب بدلے لقب بن جائے گا، جتنی بار تین حرفوں کو پلٹے جائیں گے بامعنی ہوتا جائے گا یہ اصول مجھے نہیں معلوم مگر ایک انگریز کہتا ہے یہ اصول بھی قرآن نے دیا اس لئے کہ قرآن معجزہ ہے قرآن کے سارے لفظ معجزہ بن گئے اتر معجزہ ہے۔ پلٹا جائے تو معنی دے گا سورہ کوثر جب تک ہے تب تک اس کا



اُلتا رہے گا۔ کوئی روک نہ سکے گا اس لئے کہ تبرّافروغ دین میں ہے پہلے یہ لفظ سمجھو تو کوثر سمجھ میں آئے اب سمجھو پھر اس کو لوگوں کو بھی بتاؤ کوثر تو لٹا ہے ابتر اس کا اُلتا ہے ایک سورہ میں پورے دین کے دونوں ارکان کو رکھ کر بتایا ادھر تو لٹا ہے ادھر برأت تبرّا ہے، بیچ میں نماز ہے، بیچ میں سجدہ ہے، اگر یہ دونوں نہیں نہ سجدہ ہے نہ نماز ہے، یہ تو لٹا ہے یہ برأت ہے بیچ میں نماز ہے سجدہ ہے، قدرت یہ بتانا چاہتی تھی کہ اگر یہ دونوں چیزیں چھوڑ دی جائیں تو سجدہ اب میں کیا کروں، کیسے سمجھاؤں آپ غور نہیں کر رہے ہیں، میرے بھائیو، میرے دوستو! قدرت یہ چاہتی تھی کہ جو آدم کا پہلا بنایا ہے اس سے موذت کا اقرار کر لے یہاں سجدے کو تب مانیں گے، ساری نمازیں گئیں سارے سجدے گئے ساری عبادتیں گئیں۔ شخصیت سے محبت کا اقرار نہ کیا نمازیں چھن گئیں، سجدے چھن گئے اس لیے نماز اور برأت کے بیچ میں سجدہ رکھا سجدہ ہو تو موذت کی چھاؤں میں، یہ سجدہ ہو تو برأت کی چھاؤں میں ہو، تو یہ سجدہ زہرا کے در پہ سجدہ علی کے در پہ سجدہ تو یہ سجدہ معرفت کا ہے۔ سجدہ اور سجدے کی عظمت سمجھ رہے ہیں آپ سورہ کوثر کی عظمت آپ تو منطق سنار ہے ہم کیا کریں علوم اسلام میں آپ نے علم رکھا ہے مدرسوں میں منطق پڑھائی جاتی ہے اصول تفسیر میں آپ خود کہتے ہیں اور ہمارے یہاں بھی ہے آیت اللہ خوئی نے فرمایا آیت سمجھ میں نہ آئے تو اُلٹی طرف سے دیکھو سمجھ میں آ جائے گی ہر آیت کے ساتھ معنی ہوتے ہیں ساتھ تفسیریں ہوتی ہیں ساتھ تاویلیں ہوتی ہیں کم از کم سارے مفسرین نے کہا ہے تو ہم ساتھ کی تو بات ہی نہیں کرتے، آئیں چونکہ کوثر میں تین ہیں اور آپ اس گنتی سے مانوس ہیں۔ سورہ چونکہ چھوٹا ہے نماز میں پڑھتے رہتے ہیں تین آیتوں کا سورہ، صبح کی

نماز میں ضرور پڑھتے ہیں، سورہ آپ کو یاد ہے بچے بچہ کو یاد ہے اب ہم آپ سے پوچھیں گے کہ یہ اللہ نے کیوں کہا کہ اے حبیب! آپ کا دشمن ابتر ہے۔ اس لئے کہا کہ عرب والے نبی کو کہتے تھے ابتر ہے۔ ابتر کے معنی قرآن میں کیا ہیں، جو بے نسل ہو، بے اولاد ہو، جس کی نسل آگے بڑھنے کی امید نہ ہو، ”ذم بریدہ“ یہی معنی ابتر کے لکھے ہیں لغت میں۔ سورہ کوثر آیا اے رسول! یہ جو آپ کو ابتر کہہ رہے ہیں یہ ابتر ہیں آپ ابتر نہیں ہیں یہ ابتر ہیں تو پورے نکلے کے ابتر کہنے والوں نے ابتر کہنا چھوڑ دیا کیوں چھوڑا اس لئے کہ جیسے ہی سورہ کوثر آیا، خدیجہ کے یہاں فاطمہ جیسی بیٹی پیدا ہوگئی اسی لئے اب کوئی ابتر نہیں کہتا، یہی تو کہہ رہے تھے کہ بے اولاد ہے تو اولاد ہوگئی فاطمہ آگئی بیٹی دے کر اللہ نے کہا کہ ابتر اب نہیں کہتے کیونکہ اولاد دے دی۔ پہلے کیوں ابتر کہتے تھے، تو تین بیٹیاں اور بھی تو تھیں زینب تھیں کلثوم تھیں رقیہ تھیں جب اولاد تھی تو کیوں کہہ رہے تھے ابتر لفظ ابتر نے بتایا جب اولاد آگئی تو ابتر کہنا چھوڑ دیا، تین بیٹیاں نہیں تھیں تو قرآن سے ثابت ہو گیا قرآن میں لکھا ہے بیٹی ایک تھی پھر کسی نے ابتر نہیں کہا کیونکہ وہ سمجھ گئے کوثر کیا ہے ارے مکے کے کافر سمجھ گئے کہ کوثر کیا ہے اور مسلمان آج تک نہ سمجھے کہ کوثر کیا ہے تمہیں کچھ نظر نہیں آ رہا ہے ہمیں زہرا کا نور نظر آ رہا ہے، کوثر کے معنی زہرا، کوثر کے معنی زہرا کا نور اور دور جانے کی ضرورت نہیں دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی نے جو انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia) شائع کیا ہے اس کے دونوں مقالوں کو پڑھ جائیے ایک شیعہ عالم نے لکھا ہے ایک اہل سنت کے عالم نے، جب شیعہ مقالہ پڑھ چکیں گے تب اہل سنت کا مقالہ پڑھیں گے اُس مقالہ میں لکھا ہے کہ کوثر کے معنی فاطمہ ہیں۔ تمام عالم اسلام یہ جانتا ہے

کوثر سے مراد فاطمہ زہراؑ ہیں، ہم نے خیر کثیر عطا کر دیا وہ شے عطا کی گئی ہے جو کبھی ختم نہ ہو، اور عطا کی گئی ہے جو کبھی واپس نہ لی جائے، آپ حوض کوثر کی بات کر رہے ہیں ارے پندرہ روٹیاں دے دیں تو اس کے صلے میں پوری جنت لے لی، روٹیوں کے بدلے میں جنت مل جائے تو جنت کا ایک ٹکڑا کوثر بھی ہے کیا کوثر بچا لیا تھا جب جنت دی تھی، تو کیا کوثر جنت سے بڑی شے ہے۔

خیر کثیر جو کبھی ختم نہ ہو تو کہاں نسل ختم ہوئی۔ زہراؑ کے بیٹے حسنؑ تھے حسینؑ تھے اُن کے بیٹے سید الساجدینؑ تھے، اُن کے بیٹے محمد باقرؑ تھے اُن کے بیٹے جعفر صادقؑ تھے اُن کے بیٹے موسیٰ کاظمؑ تھے اُن کے بیٹے علی رضاؑ تھے، اُن کے بیٹے محمد تقیؑ تھے، اُن کے بیٹے علی نقیؑ تھے، اُن کے بیٹے حسن عسکریؑ تھے ان کے بیٹے ولی عصرؑ زندہ ہیں، کوثر کے معنی ہیں جو کبھی ختم نہ ہو (صلوات) کوثر کے معنی جو شے کبھی ختم نہ ہو ان جملوں کی قدر کریں۔ اب میں جو کہنے جا رہا ہوں آدمؑ کو بھی اولاد ملی نوخ کو بھی اولاد ملی، ابراہیمؑ کو بھی اولاد ملی، اسماعیلؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ کو بھی اولاد ملی، یوسفؑ و یونسؑ و ادریسؑ و شعیبؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ و زکریاؑ و الیاسؑ و موسیٰؑ کو یعنی ہر نبی کو اولاد ملی، بیٹے بھی ملے بیٹیاں بھی ملیں لیکن کسی کی اولاد میں سے کائنات میں کسی نے پکار کر نہیں کہا کہ ہم زکریاؑ کی اولاد میں سے ہیں، ہم موسیٰؑ کی اولاد میں سے ہیں، ہم یونسؑ و یوسفؑ کی اولاد میں سے ہیں، ہم ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہیں آج تک جب فخریہ بات ہوتی ہے تو ایک ہی گروہ کہتا ہے ہم سیدہؑ کی اولاد ہیں، پتہ چلا نسلیں نہ رہیں جو پکاریں اب پتہ چلا کہ کائنات میں شجرہ کے تسلسل کے ساتھ اگر کسی کی صحیح اولاد روئے زمین پر موجود ہے تو اس عورت کا نام سیدہؑ ہے تو اولاد کہتے ہو تو یاد رکھنا نام بڑا عظیم ہے کردار سے پہچانا جائے اور اگر معرفت کی

منزلوں پر ذر کے بھکاری ہو تو اُن کے ذر کا بھکاری بھی قبیر جیسا ہوتا ہے، سلمان جیسا ہوتا ہے، میثم جیسا ہوتا ہے، مالک اشتر جیسا ہوتا ہے، ابو ذر جیسا ہوتا ہے، مقداد جیسا ہوتا ہے اور اگر آگے بڑھ جاؤ تو قاضی نور اللہ شوستری جیسا ہوتا ہے اور آگے بڑھ جاؤ تو آقا محسن حکیم جیسا ہوتا ہے اور آگے بڑھ جاؤ تو آیت اللہ خوئی اور آیت اللہ خمینی جیسا ہوتا ہے، منسوب کرو تو اپنے آپ کو ذہال لو معرفت کی منزلوں پر اپنے آپ کو پہنچا دو اور سنو وہ عورتیں عالم اسلام کی عورتیں کسی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں ہر عورت سے جا کر پوچھئے کسی فرقے کی عورت ہو تو آپ کو یہی بتائے گی بی بی سیدہ کے بارے میں پوچھتے ہو ہم انہیں خاتونِ جنت کہتے ہیں اسلام کی ہر عورت شہزادی کو خاتونِ جنت کہتی ہے ہر اسلام کی عورت کا عقیدہ ہے کہ جنت کے جوانوں کے سردار کی ماں سیدہ خاتونِ جنت ہے اس مرتبے پر ہے بی بی کہ پورے عالم اسلام کی بغیر اختلاف بی بی سردار بنی ہوئی ہیں امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا کون افضل ہے پورا سعودی عرب حنبلی فقہ پر چلتا ہے اور حنبلی فقہ کے امام اپنی مُسند میں لکھتے ہیں جب پوچھا گیا تو میں نے جواب دیا شہزادی زہراء کی موجودگی میں میں کسی اور کو افضل بتا دوں یہ کیسے ہو سکتا ہے چاروں فقہ اسلام کے امام اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام میں زہراء سے افضل کوئی عورت نہیں تم تو مسلمان ہو مدینہ کا یہودی وہ احترام کرتا تھا کہ تمہیں شرم آ جائے عیسائی وہ احترام کرتا تھا کہ تمہیں شرم آ جائے۔ دو ہزار سال پہلے کنیڈا کی سرزمین پر امریکہ میں وہ راہبہ جس کا نام ولگیوئی تھا اپنی جھونپڑی میں بیٹھی تھی تو ایسے میں عورتیں روتی ہوئی آگئیں کہ ہمارے کوئی اولاد نہیں ہے تو بہت معرفت والی راہبہ ہے اولاد عطا کر دے اس نے وقتی طور پر انہیں ٹال دیا ایک دن رات بھر سوچتی



رہی کہ دعائیں تو بہت ہیں، دوائیں تو بہت ہیں ان کا علاج کیسے کروں میں جب امریکہ گیا تو واشنگٹن کی پہلی مجلس میں اور نیو یارک کی آٹھویں مجلس میں میں نے یہی بتایا کہ آپ اس سرزمین پر بیٹھے ہیں لیکن اس تاریخ سے آپ ناواقف ہیں کہ یہاں کیا ہو چکا ہے یہاں اہل بیتؑ کے قدم آپ سے پہلے پہنچ چکے آپ بالکل اندھیرے میں بیٹھے ہیں تو تمام سامعین حیران ہو گئے کہا کتاب لکھیے، ہم چھاپ کر بائیں گے ہم نے کہا ہاں جب فرصت پائیں گے تو اس پر مقالہ لکھ کر ضرور بھیجیں گے۔ راہبہ جس کا نام ولگیوٹی ہے، اُس نے سوتے میں خواب دیکھا ستارے چلنے لگے، کہکشاں زمین پر اترنے لگی، پھول کھلنے لگے، بادلوں نے سایہ کیا، ٹھنڈی ہوا چلنے لگی، پھولوں کی خوشبو پھیلنے لگی اور بادل کے ٹکڑوں سے پھر اک آفتاب اترنے لگا وہ آفتاب سیاہ چادر میں لپٹا ہوا تھا وہ چاند جب قریب آیا اُس نے دیکھا کوئی بی بی ہے جس کے چہرے سے نور پھوٹ رہا ہے وہ قریب آ گئی انہوں نے کہا کیوں بی بی آپ کیوں پریشان ہیں اُس راہبہ نے کہا کیا کروں کچھ عورتیں آئی تھیں اور کہہ رہی تھیں ہم بانجھ ہیں، آپ ہمیں اولاد دیں اس لئے کہ آپ بہت بڑی راہبہ ہیں تو ہم نے کہا ہم تو صرف بڑی بوٹیوں سے علاج کرتے ہیں، ہم تمہیں اولاد کہاں سے دیں ہم اپنی قوم کی راہبہ ہیں لیکن اب ہم کو شرمندگی ہے اُس عظیم بی بی نے کہا گھبراتی کیوں ہے صبح سو کر اٹھنا اپنے سامنے جو باغ ہے اس میں چلی جانا چند درخت ہم نے لگائے ہیں ہمارے باپ جو دنیا کے اعلیٰ اور معزز و مقدس ترین نبیؐ سرسل ہیں انہوں نے بھی اور ہم نے چند درخت لگائے ہیں ہماری اولاد نے بھی درخت لگائے ہیں آج سے دو ہزار سال پہلے یعنی چودہ صدیاں ہوئیں ہیں اسلام کو اسلام سے چھ سو برس پہلے کی بات



اسلام سے پہلے اسلام کی عورت کہا جلاؤ دیکھو درخت کی پانچ شاخیں بڑھتی ہیں ہر شاخ پر پانچ پھول کھلتے ہیں ہر پھول میں چودہ پنکھڑیاں ہوتیں ہیں پھول جب مرجھاتا ہے اُس میں سے ایک پھلی گرتی ہے اُس پھلی کو توڑ دگی چودہ دانے نکلیں گے اُن دانوں کو پیس کر شہد میں ملا کر اُن کو کھلا دے بچہ ہو جائے گا، آنکھ کھلی اب وہ پھولوں کو تلاش کرتی چلی، درخت کی پانچ شاخیں تھیں، ہر شاخ پر پانچ پھول تھے، ہر پھول میں چودہ پنکھڑیاں تھیں اور ہر پھول میں ایک پھلی تھی پھلی کو توڑا چودہ دانے پائے دوا بنائی، عورتیں آئیں دوا بیٹھے لگی، خواب میں بی بی جانے لگی تو راہبہ نے کہا آپ کون ہیں آپ کا نام کیا ہے تیری کتاب میں ہمارا نام طاہرہ ہے۔ تو ریت کی بات نہیں ہے، انجیل کی بات نہیں ہے، امریکہ تو کولمبس نے دریافت کیا تھا وہاں تو ریت اور انجیل ابھی نہیں پہنچی، کس منزل تک آپ کو لے جانا چاہ رہا ہوں، لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں آخر افریقہ کے حبشیوں کے جنگل میں کون پیغمبر آیا تو وہ تو جہنم میں چلے جائیں گے، نہیں ہدایت جاری ہے جہاں نبی کو نہیں بھیجا وہاں آلِ محمد کو بھیجا (صلوات) تقریر آگے نکلتی جا رہی ہے لیکن ہم کیا کریں جب ہم شہزادی کا ذکر کرتے ہیں تو بے خود ہو جاتے ہیں، اس لئے کہ مجلس وہ پڑھواتی ہیں۔ سب یہی عقیدہ رکھیں۔ ہم اندرونی والہامی تاثرات بیان نہیں کر سکتے۔ کاش یہ کیف ہر مسلمان پر طاری ہو جایا کرے۔ ہارون رشید نے حبش کے جنگلوں سے حبشیوں کو بلایا، شراہیں پلائیں، تلواریں دے کر لکڑی کے تخت پر چادر ڈال دی اور کہا چلاؤ یہ تلواریں، تلواریں چلنے لگیں، تیز دھاروں سے لکڑی کے ٹکڑے کٹنے لگے۔ تیز دھاروں سے چادر کے چیتھڑے اُڑنے لگے جب خوب مشق ہو گئی تو کہا بس تمہارے لئے حکم یہ ہے کہ تمہیں چادر پہ تلوار چلانی

ہے شراب پلا کر اُن جنگلی حبشیوں کو قید خانہ میں بھجوا دیا تو وزیر نے کہا وہ سامنے جو چادر پڑی ہے جاؤ اُس پر اپنی تلواریں چلا دو تلواریں لے کر حبشی بڑھے جب حبشی چادر کے قریب آئے چادر کا کونہ سر کا کسی ہستی نے اپنا چہرہ دکھایا چہرے کا دکھانا تھا تلواریں چھوٹ کر ہاتھوں سے گر گئیں اور بھاگے بھاگ کر دور جا کر سانس لیا گھوڑے سواروں نے پیچھا کیا پکڑ کر لائے ہارون کے سامنے لائے گئے تو پوچھا تم نے تلوار کیوں نہیں چلائیں، کہنے لگے کہاں بھیج دیا تھا ہم تو اُسے پہچان گئے ارے تو اسے قتل کرنا چاہتا تھا، کہا تم کیا جانو اس کی تو پوری عمر قید میں گزری ہے کہا ہمیں نہیں معلوم ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ جب حبش کے جنگلوں میں قحط سالی ہوتی ہے اور بارش نہیں ہوتی تو ہم دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں یہ آتا ہے اور دعا کرتا ہے اور فوراً بارش ہونے لگتی ہے کہا یہ تو موسیٰ کاظمؑ ہے تم کیا جانو یہ کون ہے کہنے لگے ارے یہ تو ہمارا پیغمبر ہے، یہ تو ہمارا رہنما ہے، ہمارا لیڈر (Leader) ہے۔

امریکہ میں کولمبس سے پہلے کوئی نہیں جانتا تھا کہ امریکہ بھی کوئی ملک ہے۔ یہ تاریخ اس کی گواہ ہے یہ راہبہ اس کی گواہ ہے وہ کہتی ہے جب اس نے کہا بی بی آپ کا کیا نام ہے تو بی بی نے کہا طاہرہ تو اب اس پھول کا نام پڑ گیا گل طاہرہ ایک سو چونتیس کتابیں واشنگٹن اور نیو یارک کے کتب خانوں میں موجود ہیں، ڈاکٹری کی، باٹنی (Botny) کی جن میں گل طاہرہ کا جو نام رکھا گل تو اُس گل سے گل ہوا اور طاہرہ سے تھیر یا گل تھیر یا دو کا نام آج بھی امریکہ میں گل تھیر یا ہی اُن عورتوں کا علاج کرتی ہے، یورپ اور امریکہ میں جن عورتوں کے بچے نہیں ہوتے تو نسخہ کے طور پر گل طاہرہ آج بھی ڈاکٹروں کے پاس موجود ہے۔ اب



میں آپ کو کیا بتاؤں امریکہ میں بھی میں نے تلاش کے لئے پتہ دے دیئے وہاں بھی پھول تلاش کیا جا رہا ہے جب ملے گا ہم تک آجائے گا اس لئے کہ پتیاں اور درخت کی چھال تو ہم تک پہنچ گئی ہم نے اسے دیکھ لیا زیارت کر لی چٹا گانگ کے جنگلوں سے ایک صاحب نے اُس گل تھیریا کے درخت کی چھال ہمیں منگوا کر دی اس چھال کا کٹن ہی دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے جب دل چاہتا ہے میں دیکھتا ہوں اور حیران ہو جاتا ہوں نامعلوم کیا شے ہے جو قدرت نے بنائی ہے۔ ایشیا میں صرف چٹا گانگ میں یہ پھول پایا جاتا ہے یا امریکہ اور کنیڈا میں پایا جاتا ہے۔ تلاش ہوگی تو پھل بھی مل جائے گا، دانے بھی مل جائیں گے پتیاں بھی مل جائیں گی دوائیاں بنانے والوں نے بہت تبدیل کر دیا ہے کہ پھول کا نام بھی بدل گیا ہے ایک سوچتیس نام اب اس پھول کے قرار پائے ہیں لیکن جو بھی نام رکھا گیا اس جملے کی قدر کیجئے گا بھی نام پھول کا جو بھی رکھا اس میں چودہ کا لفظ لگا ہوا ہے، اس لئے کہ پھول میں پتکھڑیاں چودہ ہیں زہر اترے نثار کہ تو نے ایسے تبلیغ کی ہے تب اسلام زندہ ہے عورت نے اسلام کو معراج پہ پہنچا دیا کیوں نہ عیسائی قدر کرے کیوں نہ یہودی قدر کرے، بس تقریر خاتمے پر پہنچ رہی ہے۔ یہودی سردار نے کہا فاطمہ زہرا میرے گھر میری بیٹی کی شادی میں آجائیں رسولؐ نے کہا زہرا خود مختار ہیں جا اور پوچھ لے غلام سے اور کنیز سے پوچھوایا گیا زہرا تک بات پہنچی کہ رسولؐ نے یہ کہلوا یا ہے زہرا نے کہا اس امر کے مالک ابو الحسنؑ ہیں پھر مولا علیؑ نے کہا زہرا اس امر کی مالک خود ہیں یہ جملہ اپنے دل پر لکھ لیجئے یہ جملے تحقیق کے بعد لکھے جاتے ہیں کبھی میرے مرنے کے بعد یہ جملے سونے سے لکھے جائیں گے، مگر آج آپ تو دل پہ لکھ لیجئے، یہ کوئی سطحی جملہ نہیں ہیں، جملہ بڑا

قیمتی ہے اور چیخ کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ جتنی تاریخیں ہیں اسلام کی کوئی ایک آدمی بتا دے نہ ہر آنے مدینے میں اتنی زندگی گزاری، کبھی کسی مسلمان یا کلمہ گو کے گھر پر گئی ہوں کسی صحابی کے گھر گئی ہوں تو بتا دو ہر افاطمہ شہزادی تھیں اگر کسی کے گھر پہ چلی جائیں تو پھر وہ عام شخص نہیں ہے جاہلوں نے کہانی میں وہ جملے دشمنوں نے لکھ دیئے کہ یہودی یہ چاہتے تھے کہ نہر کی توہین کی جائے (معاذ اللہ) ارے یہودی تو مسلمانوں سے زیادہ تعظیم کرتا تھا بات کیا تھی کیوں بلانا چاہتا تھا مجال کیا تھی جو توہین کرتا، یہودیوں کی حیثیت کیا تھی، مدینے میں کہ وہ شاہ عرب کی بیٹی کی توہین کرنے کی جرات کرتا، اگر توہین کرنے کا ارادہ ہوتا تو کیا علم نبوت سے نبی کو نہیں معلوم تھا کہ میں تو تعظیم کرتا ہوں اور یہودی توہین کے لئے نعوذ باللہ بلا رہے ہیں تو رسول کیسے اجازت دیتے، سمجھنے کی کوشش کریں ارے خود نہر آنے جاتیں، علم عصمت کی مالک تھیں، جناب سیدہ کی کہانی پڑھتے اور سنتے وقت ذہن میں یہ باتیں رکھا کریں اس لئے گئیں کہ جب کبھی آپ اپنے بیٹے کی شادی کرتے ہیں یا بیٹی کی شادی کرتے ہیں تو اپنے عزیزوں کو رشتہ داروں کو محلے والوں کو بلاتے ہیں اور محفل بھی ہوئی ہوتی ہے شرفاء بھی آئے ہیں امراء بھی آئے ہیں دانشور بھی آئے ہیں سب لوگ آ رہے ہیں اتنی سبھی محفل میں اسی لئے آپ سب کو بلاتے ہیں تاکہ آپ کی عزت ہو جائے معاشرے میں مقام بلند ہو جائے، یہودی کی ایک ہی بیٹی تھی اور وہ سردار تھا اپنی قوم کا اپنے قبیلے کا وہ چاہتا یہ تھا کہ میری پوری قوم آئے اور میری عزت ہو جائے اور مدینہ کے لوگ کہیں کہ سردار کے گھر کائنات کے سردار کی بیٹی آئی تھی میری عزت بڑھ جائے گی تو قیر بڑھ جائے گی اس لئے ہاتھ باندھ کر آیا تھا، توہین مقصود نہیں تھی، معصومہ سمجھ گئیں،

اسلام کیسے پھیلا یا جاتا ہے یہ زہرا بتانا چاہتی تھیں کہ امام جب تبلیغ کرے گا دین پھیلائے گا وہ مرد ہے علیؑ کبھی ذوالفقار چلا کر کلمہ پڑھوائیں کبھی اپنے علم سے کلمہ پڑھوائیں، حسن و حسینؑ اپنے علم سے کلمہ پڑھوائیں میں تو گھر میں ہوں دنیا کو کیسے پتہ چلے گا کہ عورت اسلام کو کس طرح پھیلاتی ہے لو آج میں اذن پر وردگار سے جاری ہوں اور اب زہرا دین کے کام سے چلیں یہی کہا تھا کہ بابا چادر میں سینکڑوں پیوند ہیں یہی پہن کر چلی جاؤں گی لیکن کام تو اللہ کا تھا، قرآن کا تھا، کام تھا اسلام کا، کام تھا نبی کا، کام تھا تبلیغ کا، حوریں خادمہ تھیں، ملائکہ خادم تھے، ایک بار ذر فاطمہؑ پر جبریلؑ امین آگئے اور آ کر آواز دی زہراؑ یہ ناقہ نور آیا ہے جنت سے اللہ کی طرف سے ستر ہزار حوریں کنیزوں کی شکل میں جلو میں لے کر چلیں گی ناقہ کی مہاریشب کی ہے اور اُس کے چاروں طرف یاقوت اور فیروزے کی جھالیں جڑی ہوئی ہیں آگے آگے طریقہ کا ورد کرتے میکائیل چلیں گے، نقابت کرتے ہوئے ستر ہزار انبیاء چلیں گے، یہ لباسِ فاخرہ ہے یہ لباس نور اللہ نے بھیجا ہے تیار ہو کر حوروں کے جلو میں چلیں، اب جو زہرا چلیں سواری اس شان سے چلی آج کائنات کے نبی کی بیٹی جاری تھی کائنات کے سردار کی بیٹی جاری تھی اسلام کے سردار کی بیٹی ایسی ہوتی ہے، اُس کی سواری کی شان ایسی ہوتی ہے اب جو پنچیسب دنگ رہ گئے عورتیں بے ہوش ہو گئیں، دلہن کا انتقال ہو گیا۔ دو رکعت نماز پڑھی دلہن زندہ ہو گئی۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی کہانی سنارہا ہوں، چاہتیں تو ٹھوکر مار کر اٹھا سکتی تھیں، نماز اس لیے پڑھی کہ مشرک رب کو سمجھیں، اب جو نبی نماز پڑھی دلہن کو ہوش آیا اور کلمہ پڑھا تو نماز پڑھ کر یہ بتایا کہ ہمیں اپنا رب نہ سمجھ لینا یہ ہم اُس کی عبادت کرتے ہیں، اس کے لئے کام کر رہے ہیں، ہم تو



اُس رب کا اُس اللہ کا توحید کا پیغام لے کر آئے ہیں ارے پانچ ہزار گھرانے مسلمان ہو گئے۔ کون کہتا ہے کہ توہین کرنے کے لئے بلایا تھا ارے یہ تو ایک ذریعہ تھا یہودیوں سے کلمہ پڑھوا کر عورت نے بتایا کہ اسلام میں عورت کا مرتبہ یہ ہے عورت کا مقام یہ ہے۔ اب کیا کہوں تقریر تو یہیں پر ختم ہو گئی سواری کی شان عجیب شان تھی یہ زہرا کی سواری تھی یہ رسول کی اکلوتی بیٹی کی سواری تھی بعد نبی علیؑ نے مسجد نبویؐ کا مکان چھوڑ دیا تھا جن لوگوں نے مدینے کی زیارت کی اگر وہ روضہ رسولؐ کے صدر دروازے کے سامنے بازار سے گزر کر بازار کو پار کر کے پیچھے چلے جائیں تو وہاں پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے اُس مسجد کا نام ہے مسجد علیؑ بعد پیغمبرؐ وہی علیؑ کا مکان تھا بعد رسولؐ اور وفات زہراؑ کے بعد بیس برس علیؑ اُسی مکان میں رہے، تفصیل اب آپ کو نہیں دے سکتا کہ علیؑ کو مکان کیوں چھوڑنا پڑا جنہوں نے مسجد علیؑ دیکھی ہے اب اُن کے سامنے فاصلہ آ جانا چاہئے کہ علیؑ کے مکان سے قبر نبیؐ کتنی دور ہے۔ درمیان میں چودہ سو برس پہلے بھی بازار تھا آج بھی بازار ہے نقشہ بالکل وہی ہے لیکن آج مدینہ جدید ہو گیا کل کچے مکان اور دکانیں تھیں کل مدینہ دیہات لگتا تھا آج پورا شہر لگتا ہے ایک دن اُسی مکان میں صبح کے وقت علیؑ کی دونوں بیٹیاں توجہ سے سنئے گا تقریر اسی مقام پر ختم ہو جائے گی دونوں بیٹیاں زینبؓ و ام کلثومؓ اپنے باپ کی خدمت میں آئیں اور کہا بابا بہت دن ہو گئے نانا کی قبر کی زیارت نہیں کی مقتل ہے ریاض القدس اس میں یہ روایت ہے فرماتے ہیں صاحب ریاض القدس بیٹیوں نے کہا بابا نانا کی قبر پر جانے کو دل چاہتا ہے دونوں بیٹیوں کے چہروں کو دیکھا اور کہا بیٹا ذرا شام ہو جانے دو علیؑ تمہیں لے کر قبر رسولؐ پر چلے گا شام ہوئی بیٹیوں نے مغربین کی نماز ادا کی، باپ کی



خدمت میں آئیں کہا بابا شام ہو گئی اندھیرا چھا گیا کہا ہاں بیٹا زینب باپ نے وعدہ کیا ہے تو ضرور لے کر چلے گا اک بار پلٹ کر آواز دی اُم ایمن، فضہ، اسماء ذرا میری بیٹیوں کا مقنع لاؤ، میری بیٹیوں کی چادریں لاؤ، بس اس سے زیادہ میں کچھ سناؤں گا نہیں بس یہاں سے تقریر ختم ہو جائے گی۔ مجھے اس سے آگے کچھ پڑھنا ہی نہیں ہے نفسیاتی فکر سے بس سنتے جائیے چادریں لاؤ مقنع لاؤ برقعے لاؤ، چادریں آئیں اپنے ہاتھ سے مقنع پہنایا برقع پہنایا چادروں میں بیٹیوں کو لپیٹا جب چادریں لپیٹ چکے اب چوگرد طلا یہ بیٹیوں کے گرد علی پھرے فضہ نے کہا آقا کیا دیکھ رہے ہیں کہا فضہ یہ دیکھ رہا ہوں میری بیٹیوں کے جسم کا کوئی حصہ تو کھلا نہیں۔ جب اطمینان ہو گیا باہر دروازے پر آئے بنی ہاشم کے جوانوں کا مجمع لگا ہوا تھا علی نے بنی ہاشم کے جوانوں سے بات کی اور آواز دی اے حسن حسین بنی ہاشم کے جوانوں سے کہو ہوشیار ہو جائیں، بہنیں آرہی ہیں، حسن نے آواز دی اے عبد اللہ ابن جعفر، اے عون بن جعفر، اے مسلم بن عقیل، اے عون بن عقیل، اے موسیٰ بن عقیل، اے عبد اللہ بن عقیل سب باہر آ جاؤ کہ تمہاری شہزادیاں باہر آرہی ہیں۔ تاریخ لکھتی ہے کہ یہ سننا تھا کہ ستر تلواریں نیام سے نکلیں تلواروں کا بلند ہونا تھا کہ تلواروں کے سائے میں شہزادیاں آ گئیں، جوانان بنی ہاشم اپنی شہزادیوں کو لے کر اس شان سے قبر رسول کی طرف بڑھ رہے تھے، علی نے ذوالفقار نیام سے نکالی ہوئی تھی اور کاندھے پر رکھے ہوئے تھے، ایک منادی ندا دے رہا تھا کہ اے اہل محلہ یہ سواری فاطمہ کی بیٹیوں کی سواری ہے یہ نبی کی نواسیوں کی سواری ہے سب نے سنا، ابھی ابھی اندھیرا ہوا تھا اور دوکانوں کے چراغ ابھی ابھی جلے تھے، یہ سن کر لوگوں نے خوف سے دکانیں



بند کرنا شروع کر دیں جو جلدی میں اپنی دکان بند نہ کر سکا اس نے جلدی میں اپنا چراغ بجھا دیا، نگاہیں جھکا کر لوگ بازار سے نکل گئے، اس لئے کہ فاتح خیبر کی بیٹیاں آرہی ہیں نبیؐ کی نواسیاں اپنے نانا کی قبر پر جارہی ہیں تعظیم میں کوئی کمی نہ ہو ادب میں کوئی کمی نہ ہو، روضہ رسولؐ کے دروازے پر پہنچے تو علیؑ نے کہا میں احسن ذرا نانا کی قبر کے زائرؤں سے کہو کہ فاطمہؑ کی بیٹیاں، نبیؐ کی نواسیاں قبر رسولؐ کی زیارت کے لئے آئی ہیں روضہ کی روشنیاں بجھا دی گئیں قدیلیں گل ہوئیں تمام زائر نکل گئے، اے مدینے والو شہزادی کا بڑا احترام کیا ہاں سن! کسٹھ بھری تھا اور ناقہ پہ زینبؑ تھیں بال کھلے تھے اور پکار رہی تھیں اے نانا! اے بابا! یہ نیزے پر بھائی کا کٹنا ہوا سر ہے اور زینبؑ کا کھلا سر ہے۔

بار الہا اس عبادت کو قبول فرما۔ بار الہا ہمیں کوئی غم نہ دینا سوائے غم حسینؑ کے۔

ہم میں جو بیمار ہیں اُن کو شفا عطا فرما اور جو مر چکے ہیں اُن کی روحوں کو بخش دے۔ جو بے روزگار ہیں اُن کو روزی عطا فرما۔ امام زمانہؑ کا ظہور فرما، تعجیل فرما۔



چھٹی مجلس جنابِ اُم سلمیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے
عشرہ چہلم کی پانچ تقریریں کامل ہوئیں آج تقریر ششم ہے ”عورت اور
اسلام“ کے عنوان پر ہم مسلسل آپ کے سامنے مسائل تجزیہ، تبصرہ اور تحقیق پیش
کر رہے ہیں۔ یوں تو اس موضوع کو مختلف زاویوں سے تقسیم کیا جاسکتا ہے اور
تقسیم کیا جاسکتا تھا مثلاً اگر میں چاہتا تو رشتوں میں اس عنوان کو تلاش کرتا یہ
عورت ماں ہوتی ہے تو اسلام میں کیسی ہوتی ہے اسلام میں عورت بیوی ہوتی ہے تو
کیسی ہوتی ہے، اسلام میں بیٹی ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے اسلام میں عورت بہن
ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے لیکن میں نے رشتوں میں اپنے عنوان کو محدود نہیں کیا اس
لئے کہ اسلام میں جو مثالیں ملتی ہیں اور جو رشتے میں نے بتائے آپ کو اس میں
کچھ مثالیں کسی رشتے میں زیادہ ہیں کسی میں کم ہیں تو کہیں نہ کہیں پر تشکی آ جاتی
ہے اس لئے ہم نے آپ کے لئے یہ راستہ اپنایا کہ ہم علم رجال کی روشنی
میں شخصیات کی روشنی میں عورت اور اسلام کو دیکھیں اور مسلسل آپ خود اس چیز کو

سمجھتے جارہے ہوں گے کہ کن کس پہلو سے گفتگو آرہی ہے مسئلہ بڑا عجیب تھا اور اسلام آنے سے پہلے عرب میں عورت کا کوئی وقار نہیں تھا اور اسلام کا پہلا کام یہ تھا کہ معاشرے کی ایک طاقت اور صنفِ نساں کو کہ جس سے معاشرہ جتا ہے پہلے اس کے حقوق دلوا دے، اس کی عزت بڑھا دے اس کی عظمت بڑھا دے پھر تبلیغ کی بات کرے توجہ رکھیے گا اس لئے قدرت نے یہ انتظام کیا بہت ہی قیمتی جملہ دینے جارہا ہوں اور اس کو محفوظ رکھیے۔ ہمیشہ آپ کے لئے یادگار رہے گا قدرت نے یہ انتظام کیا کہ ہم تمہیں نبوت عطا کریں گے۔ جب تم نبوت کا اعلان کرو گے تو سب سے پہلے تمہاری نبوت کی تصدیق جو کرے گی وہ ایک عورت ہے کسی مرد نے تصدیق نہیں کی بتاؤ مسلمانو! تاریخ میں پیغمبر نے کس کو سب سے پہلے بتایا کہ میرے پاس ملک آیا تھا اور اگر اسلام کی عورت عظیم نہ ہوتی ارے میں آپ سے کیا بتاؤں موضوع چھڑ گیا شباب کا آغاز میں حالانکہ تمہید میں پہلے ذہن بنایا جاتا ہے لیکن اطمینان یہ ہے کہ پانچ دن کا بنا ہوا ذہن اور پانچ کی مبارک گنتی اب ہمیں ذہن بنانے کی ضرورت نہیں صلوٰۃ پڑھیے گا دیکھئے بیوی اور شوہر کا رشتہ بڑا نازک ہوتا ہے کیا اسلام اور کیا پوری دنیا مرد کی بات ماں ماں لے گی بیٹی ماں لے گی بہن ماں لے گی ضروری نہیں کہ بیوی ماں لے بہت توجہ رکھیے گا اور دوسری چیز یہ ہے آپ نے کوئی کام کیا ماں کہے گی بیٹا بہت اچھا کام کیا تم نے بہت اچھا کام کیا بیٹی کہے گی بابا آپ نے بہت اچھا کام کیا ٹھیک ہے نیک کام بہت اچھا کام کیا بہن کہے گی، بھائی آپ نے بڑا اچھا کام کیا لیکن جب بیوی سے آپ بتائیں گے کہ ہم نے یہ کام کیا ہے تو وہ سن تو لے گی لیکن آخر میں ایک جملہ کہہ دے گی کہ اس میں یہ کمی رہ گئی ہے ضرور کہے گی اب لطیفہ سن لیجئے ایک



بڑے پہنچے ہوئے سادھو مہاراج تھے بہت عبور حاصل تھا انہیں روحانیت پر ایک دن گھر میں آئے تو بیوی سے کہنے لگے تم نے ابھی کچھ آسمان پر دیکھا تھا کہا ہاں میں اپنے کام میں مصروف تھی دیکھا تو تھا بھئی تم نے دیکھا تھا کہ ایک آدمی ادھر سے ادھر اڑتا ہوا گیا تھا ہاں نظر تو گئی تھی کہ ایک آدمی اڑتا ہوا میرے صحن سے چلا جا رہا تھا وہ میں تھا وہ میں تھا جو ادھر سے اڑتا ہوا گیا کہا جب ہی تو میں کہوں کہ ٹیڑھے ٹیڑھے کیوں اڑ رہے تھے۔

صلوٰۃ پڑھئے گا۔ جب ہی تو میں کہوں کہ ٹیڑھے ٹیڑھے کیوں اڑ رہے تھے۔ یعنی کام سیدھا سادھا تھا اگر اسی کام کو کسی اور رشتے دار کو سنا تا تو سب کہتے کرشمہ ہے بیوی نے اس میں بھی عیب نکال دیا اڑے تو اڑتا تو آتا ہے مگر ٹیڑھے اڑے ہو یہ بیوی کہہ سکتی ہے مگر ماں نہیں کہے گی، بہن نہیں کہے گی یہ نفسیات ہے عورت کی یہ نفسیات ہے اسلام نے بتایا پیغمبر کامل ہوتا ہے اب جو بیوی ملے تو ایسی ملے جب وہ کہے کہ وحی آئی تھی، ملک آیا تھا تو بیوی یہ نہ کہے کہ جادو ہے نو نہ ہے سحر ہے صلوٰۃ پڑھئے۔ کیا انتخاب قدرت نے کیا انتخاب قدرت ہے، بنی ہاشم نے بہو نہیں ڈھونڈی ابو طالب نے لڑکی نہیں ڈھونڈی شادی عرب والوں نے نہیں کروائی یہ خدا کا انتخاب ہے، خدیجہ کا انتخاب خدا کا انتخاب ہے، اب اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ یہ سارے انتخابات خدا کے تھے یا مصلحتیں تھیں پیغمبرؐ کی اس لئے ہم کہتے ہیں کہ تصدیق کرنے والوں کو کیا کہتے ہیں مسلمان بڑے فخر سے کہتا ہے جس نے نبوت کی تصدیق کی اسے صدیق کہتے ہیں اور عورت اگر تصدیق کرے تو اسے کیا کہتے ہیں صدیقہ، ازواجِ نبیؐ میں صدیقہ کون ہے یہ لقب ادھر ادھر کیوں جا رہے ہیں بقول دیوی روپ کماری ہندو شاعرہ!

پڑی تھی لوٹ محمدؐ کے جب گھرانے میں

یہ سب خطاب لئے تھے اسی زمانے میں

صدیقہ طاہرہؓ ہیں بی بی خدیجہؓ، چادر اوڑھادی کہا میرے ساتھ ورقہ بن نوفل کے پاس چلے وہ توریت کے ماہر ہیں انجیل کے ماہر ہیں تو بے اختیار جناب خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی نے بھی کہا خدیجہؓ وہ ملک جو موسیٰؑ پر آیا تھا جو عیسیٰؑ پہ آیا تھا وہی ملک ان پر بھی آیا ہے تاریخ نے ورقہ کا نام کیوں نہ لیا۔ تیرھویں چودھویں، پچیسویں نمبر پر اسلام لانے والے اکڑ اکڑ کر پہلے دوسرے تیسرے چوتھے نمبر پر تاریخ میں آتے چلے گئے خدیجہؓ کے لئے کہا یہ عورت تھیں علیؑ بچے تھے راستہ صاف کیا لیکن ایک بات بنادیں جناب خدیجہؓ کا نام تاریخ میں نبوت کی گواہی میں کوئی مٹا نہیں سکتا اللہ نے یہ انتظام کیا کہ جب سرکارؐ پر نبوت کا بار ڈالا جائے تو ایک ہی بیوی ہو ایک ہی زوجہ ہو اور جب قرآن مکمل ہو رہا ہے اور بھی آئیں آتی رہیں لیکن اب اس لئے نہیں آئیں گی کہ سرکارؐ کا گھر بسوا لیں گھر بس چکا اس لئے نہیں آئیں کہ اولاد ہونا ہے اولاد ہو چکی، توجہ رکھیے گانہ گھر بسانا ہے نہ اولاد ہونا ہے اب شادیاں اس لئے کرنی ہیں کہ کائنات کو بتانا ہے کہ اتنی بیویاں ایک گھر میں آجائیں تو پیغمبرؐ عدل کیسے کرتا ہے، چونکہ اسلام نے چار کی اجازت دی تھی بتانا یہ تھا کہ چار میں عدل کو برقرار رکھنا ہے، تو مسلمان کہتا صاحب ایک میں عدل نہیں رہ پاتا تو دو میں کیا رہے گا اور جب دو میں ہم عدل نہیں کر سکتے تو چار میں کیا کریں گے اور ہوں ایسی تھی کہ عرب چاہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ حرم ہوں، زیادہ سے زیادہ شادیاں کریں، اسلام نے چار رکھیں پیغمبرؐ نے بتلایا چار میں عدل کرنا بہت آسان ہے میں تیرہ میں عدل کر رہا ہوں تیرہ میں عدل کر کے دکھایا پیغمبرؐ

نے کہ عدل کیسے کیا جاتا ہے، تیرہ ازواج کو ایک ساتھ کیسے رکھا جاتا ہے، آج انگریز مورخ کو پیغمبر پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ پوری فوج بیویوں کی جمع کردی اور اس کے ذیل میں جملے لکھتے ہیں انگریز مورخین کہ عورتوں کا شوقین تھا تمہارا پیغمبر، ہمارا پیغمبر عورتوں کا شوقین نہیں تھا غلط سمجھا ہے انگریز مورخ نے جملہ سن لیجئے اگر انگریز مورخ یہ جو سمجھتا ہے کہ وہ شوقین تھا تو تیرہ کی تیرہ جب بیاہ کر آئیں تو سولہ سترہ سے زیادہ کی نہ ہوتیں عورت ہمارا موضوع ہے یہ مسائل آئیں گے اس میں اتنی الجھن اور پریشانی آپ کو نہیں ہونا چاہئے کوئی تیس کی آئی کوئی پینتیس کی آئی کوئی چالیس کی آئی اور کوئی پچاس کی آئی اور جتنی آئیں اس میں صرف دو کنواری تھیں اور سب بیوہ تھیں، تاریخ کے ثبوت میں دوں گا کتاب کا حوالہ میں دوں گا مسلمانوں کی کتاب تاریخ کی تیسری بڑی کتاب جو ہے طبقات ابن سعد ہے، پہلی کتاب ہے تاریخ ابن ہشام اور اس کے بعد تیسرا نمبر طبقات کا ہے جو سلسلہ وار تاریخ ظہور میں آئی ہے وہ طبقات ابن سعد ہے اور اس کو اٹھا کر پڑھیے جتنی بیویاں آئیں صرف خدیجہ کنواری تھیں یا مار یہ قبیلہ کنواری تھیں وہ پہلی یہ آخری، پہلی بھی کنواری یہ آخری بھی کنواری وہ بھی باکرہ اور یہ بھی باکرہ نہ وہ بیوہ نہ یہ بیوہ نہ وہ سن دراز نہ یہ سن دراز تھیں، خدیجہ بی بی جب آئیں تو پچیس برس کی تھیں اور مار یہ جب آئیں سترہ برس کی ایک پچیس کی ایک سترہ کی درمیان میں جتنی آئیں کوئی تیس کی کوئی پینتیس کی کوئی اسی کی کچھ وہ ہیں جو بیوہ ہیں کچھ وہ ہیں جو طلاق شدہ ہیں اب میں گناتا جاتا ہوں، بعد خدیجہ پہلی شادی سودہ بنت زمعہ سے ہوئی یہ بیوہ تھیں، تیسری شادی جس عورت سے ہوئی وہ اسی برس کی تھیں، طلاق شدہ تھیں، طبقات ابن سعد دیکھئے اور ترجمہ ہو گیا ہے عربی

سے برنس روڈ نفیس اکیڈمی سے اس کی تمام جلدیں چھپ چکی ہیں اور کراچی کی ہر دکان پر موجود ہے، نام اس میں دیکھئے صفات میں بتا رہا ہوں، طبقات لکھتا ہے جبیر ابن مطعم سے شادی ہوئی تھی جبیر ابن مطعم نے طلاق دے دی تھی اتنی برس کی عمر تھی طلاق کے صدے سے ٹائیفائیڈ ہو گیا، سر کے بال جھڑ گئے آواز بھاری ہو گئی مردانہ آواز ہو گئی رشتہ نہیں مل رہا تھا دوست سے کہا تم کرو دوست نے ڈانٹ دیا آ کر پیغمبر سے شکایت کی تھی میں نے اپنے ساتھی سے کہا میری بیٹی سے شادی کر لو اس نے انکار کر دیا رسول اللہ نے کہا ہم کر لیں گے گھبراتے کیوں ہو پریشان کیوں ہو رہے ہو، بیاہ کر لے آئے، یہ تیسری شادی تھی، چوتھی شادی ام سلمیٰ سے ہوئی، پانچویں شادی جناب حفصہ چھٹی شادی زینب بنت خزیمہ، ام المساکین لقب ہے، ساتویں شادی زینب بنت جحش، آٹھویں شادی جویریہ بنت حارث، نویں شادی ریحانہ بنت شمعون، دسویں شادی میمونہ بنت حارث سے ہوئی، گیارہویں شادی ام حبیبہ سے ہوئی، اور بارہویں شادی صفیہ سے ہوئی اور تیرھویں بیوی ماریہ قبطیہ ہیں، دو بیویوں کو طلاق دے دی، اب یہ واپس کیوں گئیں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ایک ایسی یہودن مسلمان بن کر عقد میں آئی تو سجانے کے لئے دو بیویوں کے ساتھ بھیج دیا کہ میرے حجرے میں انہیں سجا کر بھیج دو جب چوٹی گوندھنے لگیں تو یہ کہتی جاتیں کہ پیغمبر کو ایک جملہ پسند ہے جانا تو یہ جملہ بار بار کہنا میں آپ کے لئے خدا سے پناہ مانگتی ہوں خدا سے پناہ مانگتی ہوں، اُس نے جا کر وہی دہرا دیا وہ بیچاری معصوم عورت سیاست کیا جانے، پیغمبر نے کہا آزاد کیا بعد میں پتہ چلا پیغمبر کو یہ سازش تھی اب ذرا سی پیغمبر کے گھر کی سازش بھی سن لیجئے جہاں چار جمع ہو جاتی ہیں اس گھر میں کیا قیامت آتی ہے کتنے قصے

بادشاہوں کے سنادوں نو ابوں کے سنادوں، آپ کے معاشرے کے سنادوں ارے دو میں قیامت آجاتی ہے یہاں تو تیرہ تھیں رسول اللہ کو عدل قائم رکھنا تھا، عجیب شادیاں تھیں، جنگ اُحد میں اُمّ سلمیٰ کے شوہر عبد اللہ مخزومی شہید ہو گئے اُن کی بیوی اُمّ سلمیٰ سے عقد کر لیا، بیوہ عورتوں کو پیغام دیا اُن سے عقد کر لیا یہاں تک کہ اُمّ حبیبہ سب سے بڑا اسلام کا دشمن ابوسفیان اس کی بیٹی اُمّ حبیبہ ہجرت کر کے حبش گئی وہاں شوہر مر گیا، نجاشی نے خط لکھا کہ اُمّ حبیبہ بیوہ ہو گئی پیغام بھیجا کہ میں شادی کرتا ہوں نجاشی نے اپنے خزانے سے مہر کی رقم عطا کر دی۔ عطیہ کر دیا بادشاہ نے اُمّ حبیبہ کو مدینے بھجوا دیا، غور نہیں کیا آپ نے، اسلام کا سب سے بڑا دشمن اس کے گھر کی بیٹی کو لا کر بتایا کہ اسلام اور عورت کے ذریعے دین کو کیسے بیلنس (Balance) کریں گے دیکھو ہر شادی کا ایک راز ہے خیر کو فتح کیا خیر کا سردار خنی بن اخطب یہودی سردار اس کی بیٹی گرفتار ہو کر قیدی بنا کر لائی گئی صفیہ اس کا نام ہے فوراً پیغمبر نے چادر ڈال دی عقد میں آ گئیں، کسی مسلمان سے کہتے تو وہ اس سے عقد کر لیتا لیکن یہودی سردار کی بیٹی خیر کے بعد پیغمبر کے عقد میں آ گئی صفیہ اُمّ المؤمنین بن گئیں، ہر شادی میں ایک راز ہے قدرت کا، صفیہ سے شادی اس لئے کی کہ یہودی خیر میں کس طرح مضبوط بن کر مقابل آئے دولت ان کے پاس زمین ان کے پاس خزانے ان کے پاس ہیں اگر یہ سازی زندگی لڑتے رہے اسلام کے مقابل تو بس جنگیں کرتے ہوئے پیغمبر کی زندگی گزر جاتی اس لئے یہودیوں کے سب سے بڑے سردار کی بیٹی کو بیاہ کر لائے یہودیوں کو سسرال بنادیا برادری کو سسر بنادیا، سالے بنادیئے یہودی سمجھ گئے بڑے سمجھ دار تھے صفیہ کی شادی ہو گئی تو پھر یہ سوچنے لگے اب داماد سے



نہیں لڑا جاتا اب داماد کا گھر نہیں اُجاڑا جاتا، بعد خیر پھر داماد سے لڑنے یہودی نہیں آیا، یہودی بڑا سمجھ دار تھا۔ داماد سے لڑنے نہیں آیا۔ وہ کون ہے جو داماد سے جنگ کرے۔ (نعرۂ حیدری، صلوة) داماد سے جنگ نہیں کرتے، بیٹی کا گھر اجاڑا نہیں کرتے بیٹی کے گھر کا خیال کرتے ہیں یہودیوں نے بتایا صفیہ سے شادی کا راز یہ تھا نجاشی نے کہا میں چاہتا ہوں اُم حبیبہ سے عقد ہو بڑے دھوم سے عقد ہوا اُم حبیبہ رخصت ہو کر رسولؐ کے گھر آ گئیں کس کی بیٹی ہے کل کفر کی بیٹی ہے کافروں کے سردار کی بیٹی ہے کیوں بیاہ کر لائے، تم کیا سمجھو گے خدا کی مصلحتیں کہ کیوں لے آئے تو بتا دیجئے پیغمبرؐ یہ اُم حبیبہ کو کیوں بیاہ کر لائے۔ صرف یہ بتانا ہے کہ عورت اگر کفر میں بھی پٹی ہو اور پیغمبرؐ کی اس پر چھاؤں بھی پڑ جائے تو اس کا کردار کھر جاتا ہے صرف یہ بتانا ہے کہ کفرستان کی پٹی ہندہ کی گود کی پٹی جگر خوارہ کی گود کی پٹی ہوئی عورت پیغمبرؐ کے گھر میں آتی ہے تو اپنے کردار کو کتنا بلند کرتی ہے، یہ بتانا ہے کہ پیغمبرؐ کی سرکش عورتوں کو صاحب کردار بناتی ہے یہ ہماری فتح ہے یہ اسلام کی فتح ہے دیکھو کفر و سرکش گھرانے کی عورت کو دیکھو آ گئیں اُم حبیبہ فتح مکہ کا موقع تھا ابوسفیان صلح نامہ پر گفتگو کرنے کے لئے مکہ سے مدینے آیا، سفارت کے عہدے پر آیا سب سے پہلے رُخ کیا اپنی بیٹی کے گھر کا باپ بیٹی کے گھر جا رہا تھا گھر میں داخل ہوا بیٹی نے باپ کو دیکھا سامنے بستر بچھا تھا پلنگ پر، باپ نے چاہا کہ اس پر بیٹھ جائے، بیٹی نے آواز دی خبردار بابا ابھی مت بیٹھنا، ابھی مت بیٹھنا تو جہر کھئے گا ابھی نہ بیٹھنا رک گیا ابوسفیان نے کہا کیا بات ہے، اُم حبیبہ آگے بڑھیں بستر کو الگ رکھا کہا کھڑے پلنگ پر بیٹھو غصہ سے دیکھا کہا یہ باپ کی عزت کی ہے تو نے بستر ہٹا دیا، چادر ہٹا دی اور کہتی ہے

کھرے پلنگ پر تو ہاتھ باندھ کر کہا کہ معاف کرنا یہ پیغمبر کا بستر ہے تم کا فر ہو، پیغمبر کی جگہ پر نہیں بیٹھ سکتے، جملہ اب دے رہا ہوں جملہ یہ ہے کہ اُمّ المؤمنین ہو تو ایسی ہو جو شوہر کی جگہ پر پیغمبر کی جگہ پر باپ کو نہ بیٹھنے دے۔ جو اپنے باپ کو نہ بیٹھنے دے جس نے اپنے باپ کو بھواد یا پیغمبر کی جگہ پر اس کو ہم کیا کہیں، اُمّ حبیبہؓ کا فر کی بیٹی ہیں لیکن کردار کی بہت بلند تھیں۔ جو پیغمبر کو سمجھ گئیں جو نبوت کو سمجھ گئیں تو کردار نبوت کو سمجھ گئیں بتانا یہ تھا کہ دیکھو اُمّ حبیبہؓ جیسی نبی آتی ہے، صفیہ جیسی بھی ہوتی ہے اور اُمّ سلمیٰ جیسی بھی آتی ہے تیس سال کی عمر تھی جب رسول اللہ کے گھر میں یہ آئیں تیس عام انجیل میں پیدا ہوئیں جس سال آپ کے مولا علیؓ پیدا ہوئے اسی سال یہ بھی پیدا ہوئیں ہم عصر ہیں ہم عمر ہیں تیس سال کی ہیں جب عقد میں آئیں اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد از دراج رسولؐ میں اگر کسی بی بی کو شریک مقصد رسالت قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ صرف اُمّ سلمہؓ ہیں۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر اصحاب رسولؐ میں کچھ اصحاب نے رسول اللہ کی رسالت میں شک کیا اور جب رسول اللہ نے احرام اتارنے کے لئے قربانی اور سر کے بال مونڈنے کا حکم دیا تو کسی نے حکم رسولؐ پر عمل نہیں کیا، رسول اللہ رنج و غم کے ساتھ اُمّ سلمہؓ کے پاس آئے، اُس وقت اُمّ سلمہؓ نے یہ مشورہ دیا کہ پہلے آپؐ بغیر کسی سے کچھ کہے قرآنی دین اور سر منڈائیں آپؐ کو دیکھ کر سب لوگ عمل کریں گے، رسول اللہؐ نے ایسا ہی کیا اور پھر تو سب نے سر منڈانا شروع کر دیئے، اُمّ سلمہؓ مکمل طور پر حضرت خدیجہؓ کی جانشین ثابت ہوئیں اور تصدیق رسالت کے بعد کبھی رسالت میں شک نہیں کیا، جب صحابہ رسالت میں شک کر

رہے تھے اُس وقت اُمّ سلمہ ایمان پر ثابت قدم رہ کر مشیرِ کار رسالت ثابت ہوئیں۔ اُمّ سلمہ نے دینِ اسلام کے لئے دو ہجرتیں کیں اور گھر سے بے گھر ہوئیں، عقیدہ توحید و رسالت میں ایمان کو مستحکم رکھا، بلکہ ولایتِ علیؑ پر بھی کامل یقین رکھتی تھیں اور اپنے دونوں بیٹوں کو محبتِ علیؑ کا درس دیا کرتی تھیں دونوں بیٹوں کو علیؑ پر سے قربان ہونے کے لئے جنگِ جمل میں بھیج دیا اور مولا علیؑ کو پیغام بھیجا کہ اگر شریعت میں حکم ہوتا کہ میں گھر سے باہر نکلوں تو خود آپ کے ساتھ جنگ میں چلتی اور آپ کی راہ میں شہید ہو جاتی۔ وَقَزَنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا

تَذَرْنَ جَنَ تَبَوُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (سورہ احزاب آیت ۳۳)

رسول اللہ کی ازواج کو اللہ یہ حکم دے چکا تھا کہ ”اے نبیؐ کی بیویاں اپنے گھروں میں قرار سے بیٹھی، رہو اور خبردار قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق مت گھر سے نکلو اور ادھر ادھر نہیں پھرو۔“

حضرت اُمّ سلمہؓ نے سورہ احزاب کی آیت پر مکمل عمل کیا اور کبھی گھر سے باہر نکل کر کوئی غیر شرعی کام نہیں کیا، حضرت اُمّ سلمہؓ نے دوسری ازواجِ رسولؐ کو بھی سمجھایا، حکمِ قرآن کے خلاف گھر سے نکلنا اللہ اور رسولؐ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ حضرت اُمّ سلمہؓ جس طرح قرآن کا احترام کرتی تھیں اُسی طرح اہلیت کا بھی احترام فرماتی تھیں، حضرت فاطمہؓ زہراؓ سے حقیقی ماں کی طرح محبت فرماتی تھیں اور ان کے دونوں بیٹوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے اُمّ سلمہؓ کو وہی اُلفت تھی جو ایک نانی کو ہونی چاہئے۔ حُسن و جمال میں اُمّ سلمہؓ سے زیادہ اس وقت موجودہ بیویوں میں کوئی ان کی مثال نہیں تھی تو شور ہو گیا بیویوں میں کہ سب سے زیادہ خوبصورت بیوی آرہی ہے ”طبقات ابن سعد“ پڑھیں یہ روایت آپ

کوئل جائے گی، سب نے تشویش ناک ہو کر کہا کہ ہماری قدر گھٹ جائے گی اُم سلمیٰ کے آتے ہی، ڈپٹی نذیر احمد لکھتے ہیں کہ دو پارٹیاں بن گئی تھیں نبی کی بیویوں میں، ان کی نظر میں تو پارٹیاں ہیں وہ پارٹیاں لکھتے ہیں ہم کچھ اور کہتے ہیں وضاحت کروں جنگ اُحد دو ہجری میں ہوئی رسول اسلام نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ایک لڑ رہا تھا ایک حصہ سے کہا کہ یہاں سے ہٹنا نہیں پہاڑ کے دہانے کے پاس کھڑے ہو جاؤ اس دڑے کے پاس کھڑے ہو جاؤ آندھی آئے طوفان آئے قیامت آئے، زلزلہ آئے، یہاں سے ہٹنا نہیں جنگ فتح ہو گئی جو دڑے پر کھڑے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ جنگ تو فتح ہو گئی وہ سارا مال غنیمت وہ سب حصہ لے جائیں گے وہ گروپ لے جائے گا چلو لو تو سب دوڑے جیسے ہی دوڑے خالد بن ولید تو تاک میں تھا لشکر لے کر ادھر سے داخل ہو گیا جیتی ہوئی جنگ ہار میں بدل گئی لڑائی جیت لی تھی وہ شکست میں تبدیل ہو گئی جیتی اُس گروہ نے ہروائی اس گروہ نے اُحد میں رسولؐ نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں بانٹ دیا تھا پہچان لو آج بھی دو ہی گروہوں میں مسلمان بنے ہوئے ہیں۔ بانٹ کر بتایا تھا تو بس معیار یہ بتایا تھا کہ ایک گروہ ہمارا کہنا مانتا ہے اور ایک ہمارے خلاف کرتا ہے۔ (نعرہ حیدری) تو گھر میں بھی دو گروہ بن گئے وہی اُحد والے گروہ تو وہ گروہ نہیں ہیں ان کی پہچان کیسے ہو کون سا گروہ کیا نظریہ رکھتا ہے تو قدرت نے بہت اچھا انتظام کیا تھا کیا ہوا ایک گروہ کی سربراہ اُم سلمیٰ ایک گروہ کی سربراہ گھر سے میدان تک والی خاتون تھیں، یہ کیسی باتیں کرتے ہو اب کیسے سمجھاؤں بچوں کو اور جوانوں کو کیسے بتاؤں کہاں سے کہاں تک سربراہی ہے دو گروہ ہیں تو اب پہچان کیسے ہو پہچان کروانی تھی کہ کون سا گروہ حق ہے، رسول اللہؐ پر وحی آئے حضر میں

آئے، سفر میں آئے، صحن مسجد میں آئے، غار میں آجائے، پہاڑ پر آجائے جہاں پیغمبرؐ ہوں ملک وحی لے کر دیں آئے، جہاں پیغمبر ہوں ملک دیں آئے لیکن قرآن میں ایک آیت ایسی ہے جہاں آپ ہیں وہاں نہیں آئے گی کہیں بھجوا دیا جائے گا انتظام کروایا جائے گا یہ آیت دی جائے گی۔ جائیے ام سلمیٰ کے گھر میں، یہ وہی گھر تھا جو ام سلمیٰ نے شادی کے وقت مولا علیؑ کو دے دیا تھا، جائیے چادر اوڑھ کر لیٹے، اب تطہیر آئے گی تطہیر اب ملے گی، پہلے اس بی بی کے گھر جائیے سربراہ کا تعارف ہو رہا ہے تطہیر کی آیت آئے تو ام سلمیٰ کے گھر میں آئے لیکن احتیاط کا یہ عالم ہے گھر میں ہیں حجرے میں ہیں چادر کا ایک خیمہ بنا لیجئے چادر کا خیمہ تیار کیجئے کسائے یمانی بہت بڑی چادر تھی شاہ یمن نے بھجوائی تھی، سیاہ چادر تھی اور سبز ریشم کے اس پر پھول تھے وہ چادر ایسی تھی کہ پیغمبر جب اوڑھ کر باہر نکلتے تھے تو لوگوں کے سینے پہ سانپ لوٹ جاتے تھے یعنی چادر اتنی قیمتی تھی، عجیب چادر تھی ایسی چادر تھی کہ پانچ جسم آجائیں اور چادر کی وسعت باقی رہے، نورانی چادر تھی اس چادر سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں وہ چادر اوڑھ کر اس چادر کا خیمہ عصمت بنایا تاکہ ام سلمیٰ کے گھر میں ایک اور پاک گھر بنے۔ ایک تو ام سلمیٰ کا پاک گھر اور اس میں ایک اور پاک گھر اور جب وہ گھر بن گیا اور سب اس گھر میں آگئے تو اب بی بی جو گھر کی مالک تھیں چادر کے کونے کو پکڑ کر اٹھایا میں بھی آ جاؤں اجازت ہے، رسول اللہؐ نے کہا ام سلمیٰ تم خیر پر ہو لیکن اس میں نہیں آ سکتیں توجہ نہیں کی بس بتانا یہ تھا کہ دو گروہوں میں ایک گروہ کی سربراہ ام سلمیٰ ہیں جو خیر پر ہیں اب اپوزٹ (Opposite) میں سوچ لیجئے شر کہاں ہے۔ (نعرہ حیدری، صلوة) تم خیر پر ہو تم خیر پر ہو کیا مطلب تم اپنے گروہ کی

سردار ہوتم بھی خیر پر تمہارا گروہ بھی خیر پر اب جو تمہارے مقابل ہو گا وہ خیر پر نہیں ہے بات صاف ہو گئی حدیث کساء اسی لئے پڑھتے ہیں تاکہ حق میں جو لوگ باطل کی ملاوٹ کرنا چاہتے ہیں انہیں ہم دور ہٹاتے رہیں جاؤ ہو جاؤ اور کم از کم ہمیں اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ حدیث کساء پر اعتراض، علی ولی اللہ پر اعتراض، علم پر اعتراض، تابوت پر اعتراض، ذوالجناح پر اعتراض، علم کے ہار پہ اعتراض، مجلس کے انداز پر اعتراض، تبراً پڑھنے پر اعتراض، تو اعتراض کرو اس لئے کرو تاکہ ہم پہچانیں تو کہ حق میں باطل تو نہیں مل رہا، چہرہ پہچان لیں آپ سب پہچان لیں پوری قوم پہچان لے، چہروں کو پہچان لو باطل کو آنے نہ دینا، سمجھ جاؤ یہ ہمارا نہیں ہے آگیا ہے کہیں سے آگیا ہے بھٹکتا ہوا پتہ نہیں کہاں سے چلا ہے کوفے سے نکلا ہے شام سے چلا ہے، دمشق سے نکلا ہے، بصرہ سے چلا ہے، جمل کا پٹا ہوا ہے، صفین کا پٹا ہوا ہے، نہروان کا پٹا ہے۔ (صلوٰۃ نعرہ حیدری) پہچان لو اسے پہچان لو یاد رکھنا خطابت ایک فن ہے تم آسان سمجھ رہے ہو، درمیان میں آگے آخر میں آگے بیچ میں آگے تم سمجھے مجلس سمجھ میں آگئی مجلس میں خطابت جتنی مشکل ہے اس سے زیادہ سنا مشکل ہے، سماعت بھی ایک فن ہے، اس لئے کہ مجلس تسلسل ہے معصومین کے بیانات کا اور جب حجرے میں اپنے اصحاب خاص کی فرمائش پر کہ مولا یہ بتا دیجئے تو مولا یہی کہا کرتے تھے ہر عہد کے امام یہ فرماتے تھے کہ ہم تمہیں حدیث سنارہے ہیں عوام میں نہ بتانا بازاری لوگوں کو نہ بتانا سب کو نہ بتانا ہماری حدیث کا بار بازاری نہیں اٹھا سکتا بازاری نہیں سمجھے گا اس کو نہ بتانا تو سنو ہم بھی پچیس برس سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری مجلس میں وہ آئے جو پڑھا لکھا ہو، جاہل نہیں ہم نہیں سنانا چاہتے جاہل کو ہم مجلس نہیں سنانا

چاہتے لوگ مجمع کو معیار سمجھتے ہیں ہم مجمع کو بھگاتے ہیں ہم مجمع سے کہتے ہیں جاؤ نکلو اس لئے کہ کسوٹی پر رکھ کر دیکھتے ہیں کہ کون حق پر ہے۔ پانچویں مجلس میں آگئے چھٹی مجلس میں آگئے سمجھ گئے موضوع سمجھ میں آ گیا نہیں دس دس برس بیس بیس برس ایک ذکر کو سننا پڑتا ہے تب مجلس سمجھ میں آتی ہے، مولانا کلب حسین کو سنا ہے، بیس برس بچپن سے لے کر جوانی تک مولانا ابن حسن نونہروی کو سنا ہے، مولانا محسن نواب اعلیٰ اللہ مقامہ کو سنا ہے ایک چھوٹے ذکر سے لے کر جو ہماری نظر میں چھوٹا نہیں تھا عظیم ذکر تک ہم نے کوئی مجلس ناغہ نہیں کی تب ہماری سمجھ میں مجلس سننے کا فن آیا پڑھنا تو الگ ہے پڑھنا الگ بتا دوں سننے کا طریقہ اور سلیقہ اتنی دیر میں آیا میں برس کے بعد سمجھ میں آنے لگا مجلس کیسے سنی جاتی ہے تم جمعہ جمعہ آٹھ دن امام بازوں میں گھس کر یہ سمجھتے ہو کہ مجلس سمجھ میں آگئی فرش پر بیٹھو ایک ایک لفظ غور سے سنو پھر ذکر سے وضاحت کرو یہاں برسوں ایک گھنٹہ پہلے امام بازوں میں پہنچتے تھے، اس کے بعد ذکر کا انتظار کرتے تھے پھر مجلس سے پہلے اس سے باتیں کرتے تھے مجلس کے بعد اس کے پاس بیٹھے رہتے تھے تب سمجھ میں آیا خطابت کسے کہتے ہیں۔ تم نے ذکر کو ذلیل سمجھ لیا اس کا مذاق اڑانے لگے۔ مجلس سمجھ میں آجائے گی مجلس سمجھنے کے لئے ایسا ہے میرے بھائی یہ جو مجلس ہوتی ہے یہ پتہ ہے کہ کونسی کلاس ہے امریکہ میں بھی واشنگٹن میں نیویارک میں بھی یہی بات کہی تھی لوگوں نے کہ مجلس میں سب بیان کرنا چاہیے فقہ بیان کرنا چاہئے، فروع، شرعی مسائل بیان کرنا چاہئے، پڑھائیے غسل جنابت میں نے کہا میں منبر حسین پر بے ادبیاں مت کیجئے جس فرش عزا پر فاطمہ بیٹھیں ہوں وہ اپنے بچے کا ذکر سننے آتی ہیں وہ اپنا ذکر سننے آتی ہیں یہ سارے

کام گھر میں مائیں اپنے بچوں کو دس سال کی عمر میں سکھا کر کامل کر دیتی ہیں۔ اگر تم نے یہ کہا بیس برس کی عمر میں کہ ہم کو زکوٰۃ کا مسئلہ نہیں معلوم کورے نکلے ہو گھر سے بنیاد کمزور ہے لاکھ سمجھایا جائے گا نہیں سمجھو گے۔ ایک دم میٹرک کا فارم بھرنے پہنچ گئے نہ پانچویں کتاب پڑھی نہ چھٹی کتاب پڑھی، نہ ساتویں کتاب پڑھی نہ آٹھویں کتاب پڑھی نہ نویں کتاب پڑھی میٹرک کا امتحان دیں گے تو تین تین سال فیل ہو گے بنیاد کمزور ہے جو میٹرک میں تین سال فیل ہو جائے وہ بی اے کا فارم بھر سکتا ہے، تو دنیا کی تعلیم میں تو یہ حال ہے ہم Ph.D کی کلاس لیتے ہیں اور آٹھویں کلاس کا لڑکا آ کر کہے کہ یوں نہیں یوں پڑھو Ph.D کی کلاس میں اب پانچویں کلاس کا لڑکا آ گیا اب مثال سمجھ لیجئے کالج میں جائے M.Sc کا پروفیسر فزکس پر لیکچر دے رہا ہے فزکس کی تصویر ایٹمی تصویر سمجھا رہا ہے۔ ساتویں کلاس کا لڑکا گیا بیٹھ گیا بعد میں کہنے لگا پروفیسر سے آپ انتہائی جاہل ہیں ایک لفظ ہماری سمجھ میں نہیں آیا یہ کیا آپ نے سمجھایا تو وہ یہی کہے گا بیٹا کیا تم M.Sc کے ہو کہا نہیں میں تو ساتویں میں پڑھتا ہوں تو کہا آپ گدھے ہیں آپ احمق ہیں آپ یہاں کیوں آ گئے ہیں ابھی تو برسوں ہیں آٹھ دس برس کے بعد یہ لیکچر سمجھ میں آئے گا۔ سنو جوانو! اگر یہ مجلسیں سمجھ میں نہیں آتیں تو آٹھ برس محنت کرو پھر سمجھ میں آئیں گی۔ (نعرۂ حیدری) خطابت ایک دم سمجھ میں نہیں آئے گی یہ Ph.D کی کلاسز ہیں یہ بچوں کی کلاسیں نہیں ہیں۔ جو تمہاری سمجھ میں آ جائیں اس کے لئے معرفت چاہئے، معرفت ایک دم نہیں پیدا ہوتی اس کے لئے علم چاہئے، حدیث کساء تو سمجھ لو غور سے معنی یاد کر لو فضائل آل محمد کا پہلا زینہ سمجھو پھر قرآن کی آیتیں سمجھ میں آئیں گی۔ اس کے بعد سمجھو گے پہلے حدیث

کسا سمجھو اسی لئے مائیں ہر جمعرات کو بچوں کو گھر میں جمع کر کے حدیث کساء سناتی ہیں اس کے بعد زیارت ہر شب جمعہ پڑھواتی ہیں وہ فضائل ہیں یہ مصائب ہیں یہ ابتدا ہے بچے کی زیارت سمجھے حدیث کساء سمجھے یہ دو چیزیں اگر نہ سمجھیں تو یہاں آنا بیکار ہے یہاں نہ آنا ہمیں سننے تو نہ آنا اور چاہے جہاں جانا ہم اوروں کے ذمہ دار نہیں ہم کو سننے وہ آئے جس کی سمجھ میں حدیث کساء آگئی ہو زیارت حسین جس کی سمجھ میں آگئی ہو نہیں بلاتے ہم ہاتھ جوڑتے ہیں جہلا نہ آئیں خدا کے لئے ہماری تقریر میں ہم کسی کو زحمت نہیں دیتے سنیں اور ایک غلط فہمی بھی دور کر لو کہ ہم غیر فرقوں کو کچھ نہیں سنانا چاہتے۔ ہم اپنے ذہنوں کو سنانا چاہتے ہیں ہم اپنے بھائیوں کو بتاتے ہیں بھائیوں کو اس لئے بتاتے ہیں انہیں سب معلوم ہے، حافظہ تازہ ہوتا رہے جوانوں کو اس لئے بتاتے ہیں کہ نئی معلومات ہوتی رہے بزرگوں کو اس لئے بتاتے ہیں کہ ضعیفی میں حافظہ کمزور ہونے لگتا ہے یاد کر کے پھر اسی وقت کی تازہ بات بچوں کو جا کر گھر میں بتادیں یہ ہے مجلس کا مقصد ہم کسی غیر کو نہیں سنانا چاہتے کہ کسی کو ہم تبلیغ کر رہے ہیں کسی کو جلا رہے ہیں، کسی کو تپا رہے ہیں ارے ہم تو چاہتے ہیں خدا کے لئے جب مجلس ہو تو ہر فرقہ اپنے کان بند کر لے، اس لئے کہ اس کا ثواب اتنا بڑا ہے کہ ذرا سے سننے پر جنت مل جاتی ہے، ہم نہیں چاہتے سب کو جنت ملے ہم اس لئے نہیں چاہتے میرے بھائی کہ اگر ہم نے چار باطل والوں کے کان میں یہ فضائل ڈال دیے تو بڑا ثواب ملے گا، نامہ اعمال میں لکھا جائے گا، اور یہ وہاں کہے گا ہم نے ذکر سن لیا تھا ملک کہے گا یہ تو جنت میں جائے گا، اس طرح کے لاکھوں پہنچیں گے۔ پیغمبر کہیں گے کہ ہم تو جگہ بک کر چکے علی والوں کے لئے یہ تم کہاں سے آئے پوچھا جائے گا تو کہے گا فلاں

مجلس پڑھ رہا تھا اس کی مجلس سن لی تھی تو اس کا ثواب ہے تو وہ پلٹ کر مجلس پڑھنے والے سے کہیں گے کیوں لائے بکنگ (booking) نہیں تھی تو کیوں لائے تو بجائے فضیلتیں ملنے کے مار پڑے گی ہم کو تو اس لئے ہم زیادہ لوگ نہیں لے جانا چاہتے جنت میں ہم پھیل پھیل کر رہیں گے زیادہ لوگوں کو گھسنے نہیں دیں گے۔ اس لئے ہم کسی کو نہیں سناتے کوئی نہ سنا کرے ہماری تقریر بالکل نہ سنا کرے اس لئے نہ سنے کہ ہم اپنے والوں کے لئے پڑھتے ہیں کوئی تبلیغ ہمیں نہیں کرنی ہے ہمیں بالکل تبلیغ نہیں چاہیے اس لئے کہ زہرائے کہہ دیا تھا فداک کے موقع پر کہ یہ کارواں قیامت تک شیطان کے پیچھے جائے گا ہم شہزادی کی بات کو کیوں غلط کریں شیطانوں کو کیوں بلائیں، کیوں بلائیں ہم شہزادی کے خلاف کام کریں ہمیں ضرورت نہیں ہے شیطانوں کی تو سنو وہاں گھر میں بھی یہی جنگ تھی ایک بار بعد پیغمبر مسجد میں شور ہوا اُم سلمیٰ نے اپنے بیٹے عمر بن ابوامیہ کو بلایا کہ بیٹا مسجد میں جاؤ جو ہو وہ آ کر بتا دینا۔ توجہ رکھیے گا، بیٹا آیا کہ کیا ہوا کہا کچھ نہیں خطبہ ہوا تقریر ہوئی بیعت ہوئی اس کے بعد وہ اپنے گھر گئے مجمع اپنے گھر گیا چپ ہو گئیں ساڑھے تین برس گزر گئے پھر شور ہوا جاؤ ذرا مسجد، مسجد جاؤ جو ہو وہ بتانا بیٹا آیا کہ کیا ہوا کہا کچھ نہیں خطبہ دیا لوگوں نے بیعت کی وہ اپنے گھر گئے مجمع اپنے گھر گیا۔ گیارہ برس گزر گئے گیارہ برس گزر گئے پھر شور ہوا کہا مسجد جاؤ جو ہو وہ بتانا۔ بیٹا گیا واپس آیا کیا ہوا کہا منبر پر زینے ختم ہو گئے تھے زمین پر بیٹھ کر خطبہ دیا پتہ نہیں آپ کا ذہن وہاں پہنچ رہا ہے کہ نہیں جہاں رسول بیٹھے، وہ چھوڑا زمین پر بیٹھ کر خطبہ دیا، دوسرا زینہ پھر تیسرا زینہ، تین ہی زینے کا منبر تھا تو اب جگہ نہیں تھی زمین پر بیٹھ کر خطبہ دیا، تو ادب تو کرنا تھا پہلے زینہ کو چھوڑنا تھا دوسرے کو تیسرے کو



کہا یہ ہوا خطبہ دیا لوگوں نے بیعت کی وہ اپنے گھر گئے لوگ اپنے گھر گئے چپ ہو گئیں تیرہ برس گزر گئے ایک بار شور ہوا مسجد میں بیعت ہو رہی ہے کہا بیٹا جاؤ جلدی جاؤ بیٹا گیا کہا جو وہ بتانا بیٹا آیا کہا کیا ہوا کہا مجمع بہت تھا علیؑ منبر پر تھے کہا کہاں تھے کہا سارے زینے چھوڑ کر وہاں بیٹھے تھے جہاں پیغمبرؐ بیٹھے تھے۔ کہا پھر کیا ہوا کہا لوگ ٹوٹنے لگے بیعت ہونے لگی۔ کہا پھر کیا ہوا کہا پھر میں آگے بڑھا جیسے ہی ہاتھ بڑھایا بیعت کے لئے علیؑ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا کہا جانا نہیں ٹھہرو یہاں رک جاؤ کہا پھر کیا ہوا کہا بیعت ہوئی مجمع گھر گیا منبر سے اترے میرا ہاتھ تھاما کہا میرے ساتھ اپنے گھر چلو تمہاری ماں سے کچھ بات کرنی ہے کہا پھر کیا ہوا کہا وہ دروازے پر ہیں تو جبر رکھے گا وہ دروازے پر ہیں یہ سننا تھا کہ خوشی کے مارے پردے کے پاس آئیں باہر سے علیؑ کی آواز آئی اُم سلمیٰؓ وقت وفات رسول اللہؐ نے جو کتبہ دیا تھا وہ مجھے دے دو کہہ گئے تھے کہ علیؑ جس دن بیعت لے کر خلیفہ ہوں یہ کتبہ علیؑ کو دے دینا کہا لاؤ اُم سلمیٰؓ وہ کتبہ دے دو، اُم سلمیٰؓ نے وہ کتبہ نکالا اور علیؑ کو دے دیا، یہ کتبہ جبریلؑ بحکم پروردگار لائے تھے، اس کتبے پر بارہ امام کے نام لکھے تھے، جناب اُم سلمیٰؓ نے بیٹے سے کہا خلافت اپنے اصلی مرکز پر آگئی، جاؤ حق کا ساتھ دو اور علیؑ کی نصرت کرو، عورت اور اسلام (نعرہٴ حیدری) عورتوں نے سمجھایا کہ صحیح دین کیا ہے، عورتوں نے بتایا کہ صحیح اسلام کیا ہے، یہ بیویاں تھیں پیغمبروں کے گھروں کی، پیغمبروں کے گھر کی بہنیں بھی عجیب تھیں تقریر ختم ہو گئی خاتمے پر پہنچ رہی ہے بس آگیا میں اپنی منزل پہ آج جن عظیم بہنوں کا ذکر ہے پانچ بہنیں اسلام میں ایسی گزریں ہیں جن کا جواب کائنات میں نہیں ملتا، کائنات میں جو تاریخ اسلام کی پہلی بہن گزری اس کا نام دنیا تھا وہ

یوسفؑ کی بہن تھیں اور ان بہنوں میں ہر بہن اپنے بھائی سے بچھڑی لیکن پانچ میں دو بہنیں ایسی تھیں کہ جن کے بھائی بچھڑ کر مل گئے تین ایسی تھیں جن کے بھائی بچھڑے تو واپس نہیں ملے بس جلدی جلدی سنتے جانیے اور عورت اور اسلام ہمارا موضوع ہے اب میں بہن کے موضوع پر آ گیا آگے ذکر آئے گا تفصیل کے ساتھ جب ہم بہن کے رشتے پر بولیں گے اور تقریر کریں گے یوسفؑ کی بہن بھائی کو بہت چاہتی تھی۔ جب عرصہ دراز کے بعد پچیس برس کے بعد یعقوبؑ بیٹے سے ملے قافلہ چلا گیا رہ بھائی ماں راحیل اور باپ تو بہن بھی قافلے میں تھی تاریخ میں یہ ہے کہ جب سامنا ہوا اور یوسفؑ نظر آنے لگے تو باپ نے سب سے پہلے بیٹی کو آگے کر دیا بھائی پہلے گلے نہیں ملے۔ باپ پہلے گلے نہیں ملا، بہن دوڑ کر بھائی سے لپٹ گئی یوسفؑ بہن کو لپٹا کر زار و قطار رونے لگے۔ بچھڑی بہن عرصے کے بعد ملی تھی عرصے کے بعد ملی تھی بھائی بہن کو چاہتا تھا بہن بھائی کو بہت چاہتی تھی تاریخ اسلام کی دوسری بہن ام کلثومؑ مریم ام کلثومؑ نہیں کھتم ہے مریم لقب ہے ام کلثومؑ کنیت ہے مادرِ مومنؑ نے صندوق میں بند کر کے (اس موضوع پر پوری تقریر کر چکا) نیل ندی کے حوالے کیا ماں گھر پر رک گئی لیکن بہن کی محبت بس ایسی تھی دریا کے کنارے کنارے چلی جدھر جدھر بھائی تھا اُدھر اُدھر بہن تھی بہت بے قرار تھی بہن پیٹ لگا کر آئی کہ بھائی کہاں گیا اور ایک دن آیا کہ موسیٰؑ بہن سے مل گئے بچھڑی ہوئی بہن اور بچھڑا ہوا بھائی دونوں کو قدرت نے ایک دن ملا دیا یہ تو ہو گئیں دو بہنیں جو بھائی سے بچھڑیں لیکن مل گئیں ان کے بچھڑے ہوئے بھائی مل گئے اور اب تین بہنیں اور ہیں، اسلام کی ایک بہن صفیہؑ ہیں اور ایک بھائی حمزہؑ ہیں، بھائی بھی ایسا بھائی جو طویل القامت تھا جوانی میں بے مثال تھا، شانے



بھرے ہوئے، سینہ چوڑا، ایسا شہسوار ایسا شجاع کہ پورا عرب کانپتا تھا جب وہ پیغمبر کو اپنے بھتیجے کو اپنی تلوار کے سایہ میں لئے ہوئے بہادر چچا میدانِ احد میں آیا تو لوگ لرز گئے یہ بہادر چچا احد میں شہید ہو گیا شہید ہو جانا شہادت تو شرف تھا لیکن اسلام کی تاریخ میں ظالموں نے یہ پہلا ظلم کیا کہ ظالم کی بیوی ہندہ جگر خوارہ نے خنجر نکال کر سینے کو چاک کیا جگر کو چبایا کانوں کو کاٹا، ناک کو کاٹا ہونٹوں کو کاٹا بس رونے کے لئے اتنا کافی ہے مجلس میں پڑھ چکا اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھنا رسول کو پتہ چلا چچا کے لاشے پر آئے چچا کو بہت چاہتے تھے اپنی رقت کو برداشت کیا لاش کی حالت دیکھی چاہتے تھے کہ پھوٹ پھوٹ کر روکیں اپنے آپ کو چچا کے لاشے پہ گرا دیا لیکن سنبالا اس لئے سنبالا کہ غل ہوا بہن بھائی کے لاشے پہ آرہی ہے صفیہؓ سہیلی ہوئی آئیں، ہائے میرا بھائی جناب صفیہؓ حمزہؓ کو بہت چاہتی تھیں، بھائی کو بہت چاہتی تھیں، رسولؐ نے سنا بہن آرہی ہے بھائی کے لاشے پہ آرہی ہے لاشہ کیسا ہے ارے بہن نہ دیکھ سکے گی جب میں نہ دیکھ سکا آواز دی اصحاب کو چادر ڈال دو صفیہؓ لاشہ نہ دیکھے اے رسولؐ اللہ بہن کی نگاہوں سے بھائی کے زخمی لاشے کو چھپا دیا ہاں ہاں ہونا یہی چاہئے تھا۔ صفیہؓ بھائی کا لاشہ دیکھتیں تو شاید دم توڑ دیتیں صفیہؓ روتی ہوئی آئیں لیکن فاطمہؓ زہراؓ نے بڑھ کر پھوپھی کو سنبھال لیا۔ پھوپھی کو سنبھالنے والی بھتیجی تھی اُس نے سنبھال لیا۔ صفیہؓ کو پیغمبرؐ اپنے ساتھ مدینہ لے گئے حمزہؓ کی لاش کو صفیہؓ کو دکھایا نہیں گیا، قبر بنا دی گئی، ہاں ایک بہن اور ہے جو بھائی کے لاشے کو نہ دیکھ سکی بھائی کو دم توڑتے نہ دیکھ سکی ہاں بھائی کی قبر بھی نہ دیکھ سکی، بہت چاہتی تھی بہن، بہن کا نام فاطمہؓ تھا جو معصومہؓ قم کے لقب سے مشہور ہوئیں، بھائی کا نام امام علیؓ رضاؓ تھا جب بھائی



مدینے سے رخصت ہونے لگا تو بار بار ہاتھ میں تسبیح لئے ہوئے بھائی پہ دعائیں دم کر رہی تھیں بھائی کبھی قبر نبیؐ پہ جاتا کبھی زہرا کی قبر پر جاتا بہن لپٹ لپٹ کر روتی بھائی چلنے لگا تو بہن پھر ایک بار لپٹ گئی کہ بھیا جلدی واپس آنا تمہارے بعد مدینہ سونا ہو جائے گا۔ سواری چلی گئی عرصہ گزر گیا بہن بے قرار ہوئی ان جہلوں کی قدر کرو گے جتنے بیٹے علیؑ کے تھے جتنی بیٹیاں علیؑ کی تھیں اتنے ہی بیٹے موسیٰ کاظمؑ کے تھے اتنی ہی بیٹیاں موسیٰ کاظمؑ کی تھیں فاطمہؑ اٹھارہ بھائیوں کی بہن تھیں کوئی اور بہن یاد آئی اٹھارہ بھائیوں والی، اس کے ذکر پہ تقریر تمام ہوگی۔ توجہ رکھیے گا اٹھارہ بھائیوں کی بہن تھیں کچھ بھائی خدمت میں تھے آئے بھائیوں سے کہا جعفرؑ سے کہا طاہرؑ سے کہا عبداللہؑ سے کہا مجھے لے چلو مجھے شہر طوس لے چلو مجھے ایران لے چلو اب میری قوت برداشت جواب دے چکی ہے عرصہ ہو گیا بھائی کو نہیں دیکھا تو بھائی بہن کو تلواروں کے سائے میں عماری میں پردے میں بٹھا کر لے کر چلے خدام ساتھ چلے کنیزیں ساتھ چلیں اہتمام سے بہن بھائی کی طرف چلی جیسے ہی قم شہر میں سواری پہنچی عماری کا پردہ ہلا دور سے دیکھا سیاہ پرچم دور تک نظر آ رہے ہیں، خیمہ لگایا گیا بہن کو اُس میں اتارنے کی تیاری تھی جب عماری قریب خیمہ کے آئی دیکھا سب سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں بی بی نے پوچھا کیا اس شہر کا بادشاہ مر گیا یہ کالے جھنڈے کیوں لگے ہیں یہ سب نے کالے کرتے کیوں پہنے ہیں انہیں کچھ نہیں بتایا کسی کی ہمت نہیں ہو رہی تھی قم کا سردار بھی آیا وہ بھی خاموش تھا کیا بتائے نہ بھائیوں کو کچھ پتہ چلا نہ خداموں کو کچھ معلوم ہوا نہ کنیزوں کو کچھ پتہ چلا، قتائیں لگائیں گئیں چادریں ڈالی گئیں معصومہ قم کو اس خیمہ میں اتارا گیا قم کی کئی سوسرداروں کی عورتوں نے سیاہ لباس میں ایک حلقہ



بنایا، ہاتھوں کو پکڑ لیا بال ان کے کھلے تھے، آنکھوں میں آنسو تھے شہزادی کو حلقہ میں لیا چاروں طرف حلقہ تھا، بی بی ایک ایک کا چہرہ دیکھتی کھلے بال دیکھتی آنکھوں میں آنسو دیکھتی، سیاہ لباس دیکھتی، ارے بتاؤ تو ہوا کیا ہے تم پر کیا گزری ایک بی بی آگے بڑھی ہاتھ باندھ کے کہا بی بی جس کے ملنے کے اشتیاق میں آپ آئی ہیں، وہ بھائی مر گیا۔ بس اب کیا پڑھوں وہ بھائی مر گیا یہ سننا تھا یہ سنتے ہی بہن بے ہوش ہو گئی ہوش میں نہیں آئی سترہ دن کے بعد بہن مر گئی بھائی پہ قربان ہو گئی اے معصومہ تم بھائی کی موت کی خبر سن کر بی بی زندہ نہ رہ سکیں یہ تاریخ اسلام کی مظلومہ بہن زینبؓ ہے قتل میں آرہی ہے لاشہ پڑا ہے زینبؓ آتی ہے تڑپتی ہوئی لاش اے نانا اے بابا یہ بھیا کالا لاشہ پڑا ہے ہائے امام رضا ہائے امام غریب۔



ساتویں مجلس

جناب خدیجہؓ اور جناب فاطمہ بنت اسدؓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے مسلسل مجالس کی وجہ سے آواز گرفتہ ہے۔ لیکن میں کوشش کروں گا اگر آپ نے ساتھ دیا تو مدد پروردگار سے تقریر ہو جائے گی۔ آج ساتویں تقریر ہے عشرہ چہلم کی ”عورت اور اسلام“ کے عنوان پر تین تقریریں اور عشرے کی باقی ہیں کل شب چہلم بعد مجلس علم و تابوت ذوالجناح اور زیارت برآمد ہوگی پرسوں چہلم کی مجلس اپنے صحیح وقت پہ شروع ہوگی اور آخری مجلس اکیس صفر کو اس عشرے کی انشاء اللہ ہوگی۔ ایک صلوٰۃ پڑھیں۔

ابھی جب میں عزا خانے کی طرف بڑھ رہا تھا تو سخن فتح پوری صاحب کے دو قطعے سن رہا تھا تو ذہن میں فکر ایک شعر سے پیدا ہوتی ہے اور شعر سند ہوتا ہے جس طرح صحیح بخاری کی حدیث استدلال میں سند ہوتی ہے اسی طرح ادب کی دنیا میں شعر سند ہوتا ہے تو وہ فکر و تدبر کے دروازے وا کرتا ہے تو ذہن میں ایک بات آئی کہ علم دین حاصل کرنے کے مراکز میں جامعہ ازہر مصر بھی ہے، قم بھی ہے اور نجف بھی ہے لکھنؤ بھی ہے۔ لیکن جسے ہم ذاکری کہتے ہیں اس کا کوئی مرکز نہیں ہے سیکھنے کا مرکز نہیں ہے اس کا ایک مرکز ہے ایک محور ہے وہ اگر پتہ چل جائے تو



کامل خطیب بنتا ہے اور اس کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے کہ اس فن میں کامل کون ہے جب اس کا عنوان سامنے آتا ہے عنوان سارا بھرم کھول دیتا ہے اس لئے کہ آج پورے پاکستان میں یہ مسئلہ ہے عشرے بہت ہیں مجلسیں بہت ہیں سواد مہینوں میں انبار ہیں لیکن خطیبوں کے پاس عنوان نہیں موضوع نہیں اس لئے نہیں کہ عنوان اگر وہ رکھیں جو پڑھے جارہے ہیں یا پڑھے جا چکے تو اس میں جدت کی تاب دتو اس نہیں قوتِ امکانی نہیں نیا راستہ ملتا نہیں اس لئے کہا کہ جو نہیں ہوتا وہ کر تو سب کہیں گے نیا ہے کچھ لوگوں نے مجالس میں منبر پر مسائل پڑھنا شروع کر دیئے ہیں بعض سامعین نے اب تک تحفۃ العوام سنی نہیں تھی گھر میں رکھی تھی پڑھنے کی فرصت نہیں تھی، یاد ہے نہیں اُس نے سنایا تو انہوں نے کہا نیا ہے، آیت اللہ خمینی صاحب اور آیت اللہ خوئی کا علیہ توضیح المسائل یاد نہیں اس نے فر فر رٹ کر سنائی کہا نیا ہے وقت کا تقاضا ہے عنوان نیا ہو گیا تو عنوان نیا ہو گیا اتنا بڑا سمندر ہے خطابت کا تیرا کی کافن سیکھا نہیں لہروں میں ڈوب گئے اب جو چلے تو کہا اب ڈوبے اور اب ڈوبے کاش ایک تنکا ہی نظر آ جاتا پھر تصور میں جو تنکا آیا وہ تنکا بھی خطابت کا موضوع بن سکتا ہے ایسے موضوعات جو غرق کر دیں۔ لہروں میں انسان جو کھو جائے وہ موضوعات منبر کے موضوعات نہیں اس لئے کہ منبر پر جانے سے پہلے یہ تو جائزہ لے لو کہ خطابت کتنی طرح کی ہوتی ہے اور کتنے موضوعات ذہن میں رکھے جائیں تب ایک تقریر ہوتی ہے خطابت اس لئے آسان نہیں کہ پہلا علم قرآن کا علم ہے اگر کوئی سمجھے کہ آیات رٹ کر ہم خطابت کر لیں گے تو اُس کے لئے آیات کا نزول بھی معلوم ہو، تاویل بھی معلوم ہو، تفسیر کا علم بھی رکھتا ہو، لفظیات کا علم بھی رکھتا ہو، رجال کا علم بھی رکھتا ہو، توحید کا علم بھی

رکھتا ہو، نبوت کا علم بھی رکھتا ہو، امامت کا علم بھی نظر میں ہو، قیامت کی آیات بھی معلوم ہوں، احکامات کی آیات بھی معلوم ہوں، علمِ قصص بھی معلوم ہو، یہ معلوم ہو آدمؑ کے لئے آیتیں کتنی ہیں، تین سو آیات موسیٰؑ کے لئے قرآن میں ہیں اُن پر بھی نظر ہو، ابراہیمؑ کے لئے آیتیں کتنی، شعیبؑ کے لئے کتنی داؤدؑ کے لئے کتنی سلیمانؑ کے لئے کتنی، عیسیٰؑ کے لئے کتنی، مریمؑ کے لئے کتنی، مادر موسیٰؑ کے لئے کتنی، یوسفؑ کے لئے کتنی، یعقوبؑ کے لئے کتنی، جب تک پورا علمِ تفسیر کا معلوم نہ ہو جب قرآن کا علم حاصل کر لیا تو علمِ حدیث میں پہنچے، علمِ حدیث میں پہنچے تو یہ معلوم ہوا حسن کونسی ہے ضعیف کونسی ہے قوی کونسی ہے معصوم کی کونسی ہے غیر معصوم کی کونسی ہے تابع کی کونسی ہے، تبع تابعین کی کونسی ہے، پہلے کی کونسی ہے، بعد کی کونسی ہے، خلفاء کی کونسی ہے، ازواج کی کونسی ہے، غلام کی کونسی ہے اصحاب و انصار کی کونسی ہے، مامون کی کونسی ہے، ہارون کی کونسی ہے، ابو حنیفہ نے کیا کہا، احمد بن حنبل نے کیا کہا شافعی نے کیا کہا، مالک نے کیا کہا راغب نے کیا کہا بخاری نے کیا کہا، مسلم نے کیا کہا، ترمذی نے کیا کہا جب حدیث سے نکلے تاریخ سامنے آگئی۔ (صلوٰۃ پڑھئے) تاریخ سامنے آئی تو اتنا بڑا جنگل نظر آیا کہ حیران ہو گئے کیا پڑھیں کیا سیکھیں اس لئے کہ ڈارون (Darwin) کی تھیوری (Theory) نظر آئی انسان کی تاریخ نظر آئی پتھر کے زمانے کی تاریخ اور ہے پہاڑوں کے زمانے کی تاریخ اور ہے لوہے کے زمانے کی تاریخ اور ہے انبیاء کی تاریخ اور ہے، نمرود کی تاریخ اور ہے، فرعون کی تاریخ اور ہے، شہداد کی تاریخ اور ہے ولیوں کی تاریخ اور ہے، آئمہ کی تاریخ اور ہے، ایشیاء کی تاریخ اور ہے، یورپ کی تاریخ اور ہے، امریکہ کی تاریخ اور

ہے، یونان کی تاریخ اور ہے، مصر کی تاریخ اور ہے، چین کی تاریخ اور ہے، روس کی تاریخ اور ہے، آسٹریلیا کی تاریخ اور ہے، تبت کی تاریخ اور ہے، رگنوں کی تاریخ اور ہے، ہندوستان کی تاریخ اور ہے سندھ کی تاریخ اور ہے پنجاب کی تاریخ اور ہے سرحد کی تاریخ اور ہے لڑکا کی تاریخ اور ہے، جزیروں کی تاریخ اور ہے، ناپوک کی تاریخ اور ہے، سمندروں کی تاریخ اور ہے جنگلوں کی تاریخ اور ہے اب جو آگے بڑھے حشرات الارض نظر آئے جانوروں کی تاریخ اور ہے اب جو جانوروں کی تاریخ کو دیکھا، تو اب نفسیات کا علم نکلا نفسیات جانوروں کی اور ہے شیر کی نفسیات اور ہے ہاتھی کی نفسیات اور ہے پرندوں کی نفسیات اور ہے نفسیات دیکھی تو اب عادات دیکھیں جب عادات دیکھیں جہلت دیکھی فطرت دیکھی شیر شکار کرتا ہے تو ادا اور ہے تراکی میں بیٹھتا ہے تو ادا اور ہے، گھاٹ پر بیٹھتا ہے تو ادا اور ہے بچوں کو لے کر آتا ہے تو ادا اور ہے، جب بارش میں آتا ہے تو ادا اور ہے، سوتا ہے تو ادا اور ہے کچھار میں جاتا ہے تو ادا اور ہے صلوٰۃ پڑھئے۔ اب توحید کا علم جو تلاش کیا تو اب یہ سوال پیدا ہوا کہ اللہ نے ہاتھی اتنا بڑا کیوں بنایا اس کو سونڈ کیوں دی، دانت اتنے بڑے کیوں دیئے، کان اتنے بڑے کیوں دیئے، آنکھیں اتنی چھوٹی کیوں دیں، اونٹ کی ٹانگیں لمبی کیوں رکھیں، گردن اتنی لمبی کیوں رکھی، شیر کے دانت کیوں دیئے، بچے کیوں دیئے اب ایک ایسا موضوع نکلا کہ جنگل میں کھو گئے تو گھبرا کر باہر نکلے اس سے اچھا تو انسانوں ہی میں رہنا تھا انسانوں میں آئے تو آریا تاریخ الگ نظر آئی جرمن کی تاریخ الگ نظر آئی سریانوں کی تاریخ الگ نظر آئی، ایرانیوں کی تاریخ الگ نظر آئی اب جو اس میں کھوئے تو لسانیات کی تفصیل نظر آئی، عبرانی زبان کیا، سریانی زبان کیا،

ڈچ زبان کیا، فرنیچ زبان کیا، جرمن زبان کیا، فارسی کیا، سنسکرت کیا، ہندی کیا اب جو علاقائی زبانوں میں آئے تو گجراتی کیا ہے، مارواڑی کیا ہے، مراٹھی کیا ہے، کشمیری کیا، سندھی کیا ہے، لسانیات میں کھو گئے تو لغت کا علم نکلا تو پتہ چلا لفظیات کیا ہیں محاورے کیا ہیں روزمرہ کیا ہے، آج کا ادب کیا ہے کل کا ادب کیا تھا، قدیم ادب کیا ہے، جدید ادب کیا ہے، ادب کی راہیں کیا ہیں، ادب کے زاویے کیا ہیں جب ادب کو دیکھا تو حیران ہوئے عربی کا ادب الگ ہے، فارسی ادب الگ ہے، ہندی ادب الگ ہے، سنسکرت ادب الگ ہے، ہر زبان کا ادب الگ الگ نظر آیا، ادب کے سمندر کو دیکھا تو پتہ چلا نثر اور ہے نظم اور ہے اب جو نظم کو دیکھا تو اس کی دنیا الگ ہے اس لئے کہ نظم میں محسوس اور ہے مسدس اور ہے، رباعی اور قطعہ اور ہے، غزل ہے، مثنوی ہے، قصیدہ ہے، مرثیہ اور ہے پہیلیاں اور ہیں، اب جو نثر کو دیکھا تو پتہ چلا تنقید اور ہے تحقیقی مقالہ اور ہے، انشائیہ اور ہے خطوط نگاری اور ہے، مضمون اور ہے، تحقیق اور ہے، اب جو کھوتے چلے گئے، گھبرا کر کہا کہ اٹھو یہاں سے چلو اور ایک صلوٰۃ بھیجو کہاں کہاں نظر رکھنا پڑتی ہے نفسیات پر نظر ہو، ادب پر نظر ہو، اس لئے کہ ادب سے جو راستے پھوٹتے ہیں، اُس میں علم عروض ہے علم عروض نہ ہو تو شاعری نہیں آتی، نثر میں اسلوب نہ ہو تو نثر نہیں آتی، اگر بولنے کا فن نہ ہو تو الفاظ کی سیٹنگ نہیں آتی، الفاظ کی سیٹنگ (Setting) نہ ہو تو گھڑا پا نہیں آتا گھڑا پا نہیں آتا تو زبان کھولنا بے کار ہے اس لئے کہ مولانا نے کہا جس نے زبان کھولی وہ بیچا ناگیا، کب بیچا نو گے (صلوٰۃ پڑھئے) فلسفے کی تاریخ اور ہے منطق کی تاریخ اور ہے، صرف ونحو کی تاریخ اور ہے اور اس میں بھی نفسیات کی شقیں اور ہیں فلسفے کی تاریخیں اور ہیں قدیم فلسفہ کیا تھا

جدید فلسفہ کیا ہے، یونان کا نظریہ کیا تھا مصر کا نظریہ کیا تھا عرب والوں نے کیا جدتیں کیں وہ فلسفہ جب آل محمدؐ کے پاس آیا تو آواز دی سارے دانشوروں نے فلسفہ تو اُس دن کامل ہوا جب علیؑ کے پاس پہنچا۔ یونان کے پاس بچہ تھا جب علیؑ کے پاس آیا تو جوان ہوا۔ (صلوٰۃ)

کہاں کہاں نظر ہو تو فنِ خطابت سمجھ میں آئے کل کی تقریر یاد ہے نا جب تک کہ ہمارا سننے والا ہمارے ذہن کے ہم آہنگ نہ ہو ہم کیسے بات کریں یہ کھلے ہوئے چہرے بتا رہے ہیں یہ یقین ہے کہ جو کہا جا رہا ہے اس میں یہ سب ہم آہنگ ہیں جو ہم آہنگ نہیں وہ بات سمجھتا نہیں جب سامع بات سمجھتا نہیں تو وہ الجھتا ہے، وہ الجھ جاتا ہے تو ایک ایسا مسئلہ پیدا ہوتا ہے جسے جہل کہتے ہیں جہل کے راستے سے ایک روشنی پھوٹی ہے اگر وہ گھٹنے ٹیک کر آئے تو علم آتا ہے اگر اکڑ کر آئے تو علم نہیں آتا۔ (صلوٰۃ) نہیں آتا اس لئے کہ اللہ نے نوع میں مخلوق کو تقسیم کر دیا، نوع انسانی میں مرد کا علم اور ہے عورت کا علم اور ہے اور عورتوں میں بھی تقسیم کر دیا فطرت نسوانی کو اور فطرت نسوانی کی شاخیں بنا کیں دانشوروں نے اور یہ بتایا کہ جو فطرت نسوانی ہے اس میں بہن کی فطرت اور ہے زوجہ کی فطرت اور ہے، بیٹی کی فطرت اور ہے، ماں کی فطرت اور ہے لیکن کائنات کے دانشوروں نے یہ فیصلہ کیا ان سب میں افضل ترین ماں ہے میں موضوع پر آ گیا آپ نے دیکھا دعوتِ فکر دے کر اپنے موضوع کے ربط پر کیسے آتے ہیں یہ بھی ایک علم ہے (صلوٰۃ پڑھئے گا) ربط لگا دینا یہ بھی ایک علم ہے اور اس کے مختلف طریقے ہیں مختلف انداز ہیں مختلف اسلوب ہیں ان پر بھی عبور ہونا چاہئے۔ دانشوروں نے فیصلہ کیا سب سے افضل ماں ہے اور ماں کی ممتا ہے بلند کیا



پروردگار نے ممتا کو آواز دی یہ ممتا ہے اس کے مقابل زرو جواہر پہنچ ہیں یہ ممتا ہے اس کے مقابل زمین کے خزانے گرد ہیں یہ تاج و تخت قدموں میں ہیں یہ ممتا ہے جسے دیکھ کر سورج کی روشنی ماند پڑ جائے، چاندنی پھیکی پڑ جائے، ستاروں میں چمک باقی نہ رہے اور آسمانوں کی بلندی سجدہ ریز ہو جائے، ملائکہ اس کی چوکھٹ پر سجدہ کریں انسان اس کی بارگاہ میں قدموں کے نیچے جنت تلاش کرتا پھرے یہ ممتا ہے، یہ ممتا ہے جو آدم کی توبہ سے بلند ہے، یہ ممتا ہے جو نوح کے رونے سے بلند ہے، یہ وہ ممتا ہے جو ابراہیمؑ کی وہ آتش جو گلزار بن گئی تھی ماں کی ممتا کے آگے وہ کچھ بھی نہیں، یہ ممتا ہے جس کے آگے موسیٰ کی توریت کچھ نہیں یہ ممتا ہے جس کے آگے عیسیٰؑ کی انجیل کچھ نہیں یہ ممتا ہے جس کے آگے نبوت نے بھی سر جھکایا ہے یہ ممتا ہے جس کے آگے امامت نے بھی سر جھکایا ہے، یہ ممتا ہے جس کے لئے پروردگار نے کہا ہماری اطاعت اس کے فوراً بعد ماں کی اطاعت (صلوٰۃ) جس کے مقابل کائنات کا کوئی جذبہ نہ آسکا کوئی تاثر اس کے مقابل نہ ٹھہر سکا ممتا ماں کی محبت کو کہتے ہیں اب انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہر ملک نے ہر مذہب نے ہر ملت نے ہر کتاب نے، ہر قلم نے یہ فیصلہ کیا دنیا میں بہت سی محبتیں ہیں، لیکن ماں کی محبت کے مقابل کوئی محبت نہیں آتی اس لئے کہ یہ نہ سمجھنا کہ صرف مسلمان ماں افضل ہے وہ یہودی ہو وہ عیسائی ہو وہ ہندو ہو وہ کافر ہو ماں ماں ہے تو اب پتہ چلا کہ ایک مذہب ہے ”ممتا“ سمجھ گئے نا آپ، ایک مذہب ہے ”ممتا“ جس کو قرآن میں لا کر رکھا ماں کی اطاعت فوراً اطاعت پروردگار کے بعد ہے ہر آیت جہاں اطاعت پروردگار وہاں ماں کا ذکر کیا بار بار ماں کا ذکر کیا اس کے بعد کہیں باپ کی اطاعت ہے پہلے ماں کی اطاعت کا حکم کیوں اس لئے کہ انسانی فطرت

کی پرورش کرنے والی عادتیں بنانے والی ذہن بنانے والی کردار بنانے والی گھر بنانے والی خاندان بنانے والی معاشرہ بنانے والی اور محلہ بنانے والی اور شہر بنانے والی اور ملک بنانے والی اور دنیا بنانے والی (ایک اور صلوٰۃ بلند آواز میں) ماں ہے۔

تو اکو بھیجا اس لئے کہ آدم کو زوج کی ضرورت ہے بلکہ آدم کو اولاد چاہئے اپنی اولاد کی تربیت کے لئے ایک ماں چاہئے اگر ماں سمجھ میں آجائے اس کی متا سمجھ میں آجائے گی۔ ایک بار روس کے دار الحکومت ماسکو میں سارے دانشور جمع ہوئے تمام افسانہ نگار جمع ہوئے اعلان کیا گیا کہ موضوع ایک دیا جائے گا افسانے لکھ کر لاؤ لیکن شرط یہ ہے مختصر افسانہ لکھنا ہے ایک صنف ہے افسانے کی ایک طویل افسانہ ہوتا ہے ایک مختصر افسانہ ہوتا ہے وہ مختصر افسانہ جسے پاکستان میں افسانچہ کہتے ہیں بے نکال لفظ ہے مختصر افسانہ بس ٹھیک ہے مختصر افسانہ لکھ کر لاؤ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ افسانے کی تکنیک میں جتنے تقاضے ہوتے ہیں سب پورے کئے جائیں اس کا آغاز ہو، اس کا انجام ہو، اس کا پلاٹ (Plot) ہو اس کی تکنیک ہو اس کا عنوان ہو اس کے کردار ہوں اس کا ہیرو ہو اس کی ہیروین ہو اور اس کا ایک کلائمکس (Climax) ہو اور انجام خوبصورت ہو لیکن چار سطروں کا افسانہ ہو جو سب سے اچھا لکھ کر لائے گا اسے سب سے بڑا پرائز (Prize) ملے گا سب آئے سب نے لکھا لیکن میکسم گورکی جو روس کا سب سے بڑا ناول نگار ہے وہ بھی ایک افسانہ لایا عنوان تھا ”ماں کا دل“ افسانہ اس نے پڑھایہ مختصر سا افسانہ ہے اس سے ماں سمجھ میں آئے گی اس سے متا سمجھ میں آئے گی۔ پانچ چیزیں اس کائنات کے روپ میں ایسی ہوتی ہیں کہ جسے مذہب نہیں سمجھتا تو



لا مذہب سمجھایا کرتے ہیں علم علم ہے اس لئے کہا تھا کہ چین میں بھی ہو تو چلے جانا وہاں کوئی مسلمان نہیں تھے سب کافر تھے، لیکن پیغمبر نے یہ بتلایا کہ علم کہیں بھی ہو کافر سے بھی لے لو، مشرک سے بھی ہر ایک سے لے لو علم علم ہے کہیں بھی ہو علم علم ہے، لیکن اب علم کی تاریخ یہ ہے کہ جہاں آل محمد ہیں وہاں علم ہے جہاں فکر آل محمد ہے اسے کامل علم کہتے ہیں اسی لئے چین والی حدیث کے حقیقی معنی ”سین“ ہیں، ”سین“ نجف کا قدیم نام ہے۔

اب اس افسانے میں بھی آپ کو ذکر آل محمد نظر آئے گا اس کی چھاؤں میں لکھا گیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ عظیم افسانہ نہ لکھا جاتا وہ کہتا ہے ”سورج ڈھل رہا تھا عنوان ”ماں کا دل“ اب دیکھیں تکنیک بھی ہے اسلوب بھی ہے آغاز بھی ہے انجام بھی ہے منظر بھی ہے ہیرو بھی ہے ہیروئن بھی ہے اور کلائمکس بھی ہے اور کیسا افسانہ ہے چند سطروں کا افسانہ اور کیسے سمجھا دیا وہ کہتا ہے افسانہ میرا شروع ہوا ”ماں کا دل“

”سورج ڈھل رہا تھا، آفتاب غروب ہو رہا تھا، سائے بڑھ رہے تھے ایک چمن کے کنارے ایک نوجوان لڑکا نظر آ رہا تھا، اس کے ساتھ ایک جوان لڑکی بھی کھڑی تھی دونوں میں گفتگو ہو رہی تھی لڑکی نے لڑکے سے کہا میں تمہاری محبت کا یقین کروں گی کہ تم مجھ سے عشق کرتے ہو جب تم اپنی ماں کا دل لے آؤ اگر تم اپنی ماں کا دل لائے تو میں سمجھوں گی کہ تم مجھ سے سچی محبت کرتے ہو، اس نے کہا یہاں سے جانا نہ میں جاتا ہوں اور آ کر تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تم سے سچا عشق کرتا ہوں گھر چلا صحن میں پہنچا، حجرے میں پہنچا دیکھا ماں آرام سے سو رہی ہے جیسے کوئی فرشتہ سو رہا ہو، جیسے چہرے کی معصومیت ہے ممتا کھلی جا رہی ہے، ممتا

پھوٹی آرہی ہے، کمر سے خنجر نکالا ماں کے سینے میں مارا، سینے کو چیرا دل کو نکالا لے کر خوشی خوشی چلا، محبوبہ کو پیش کروں گا ابھی دروازہ پر پہنچا تھا، لو افسانہ ختم ہو گیا، ابھی دروازے پہ پہنچا ٹھوکر لگی منہ کے بل گرا گرا تھا کہ اس دل سے آواز آئی بیٹا میرے لعل چوٹ تو نہیں آئی، میرے لعل چوٹ تو نہیں آئی، بیٹا غنڈہ ہو جب بھی ماں محبت کرتی ہے، بیٹا بد معاش ہو جب بھی محبت کرتی ہے، بیٹا بد کردار ہو جب بھی محبت کرتی ہے اور اگر بیٹا مر جائے تو مرتے مرتے بیٹے کو بھولتی نہیں یہ ہے ممتا یہ ہے ممتا ہر آن تڑپ جاتی ہے دھوپ میں دیکھا تڑپ گئی کسی تکلیف میں دیکھا تڑپ گئی، ممتا سے بلند کوئی محبت نہیں کوئی جذبہ نہیں اگر ممتا سمجھ میں آگئی تو یہ بھی سمجھ لو کہ ماں ماں ہے بیٹا کسی کا سامنے آجائے ممتا چھلک جاتی ہے اگر یہ جملے سمجھ میں آگئے تو تقریر میں آگے بڑھ جاؤں، ماں ماں ہے، بیٹا کھیلتا ہوا کسی کا بھی آجائے ممتا چھلکنے لگتی ہے، ماں وہی ماں ہے جو کسی بھی بیٹے کو دیکھے تو کہے ہر ماں کا بیٹا میرا بیٹا، تیس ہزار بیٹوں کو کٹوانے والی کیسی سخت ہوگی (نعرہ حیدری) صلوة پڑھئے!

آئی اسلام کی ماں سمجھ میں آئی کہاں اسلام کہے ماں کے پیروں کے نیچے جنت ہے، جنت تلاش کرتے کرتے ایک اُونٹ پر قربانیاں ہوتی گئیں، مہار پکڑے ہوئے آگے بڑھتے رہے، گردنیں کٹاتے گئے، حاصل ماں کے پیروں کی جنت نہ ملی اس لئے نہ ملی کہ مصنوعی ماں کے پیروں کے نیچے جنت کہاں ملتی ہے، جنت کیسے ملتی، تلاش میں جنت کے تھے لیکن جنت ملتی تو کیسے ملتی۔ اس لئے کہ حدیث سمجھ میں نہ آئی حدیث اس لئے سمجھ میں نہ آئی کہ یہ حدیث رسولؐ نے نہیں بیان کی یہ حدیث علیؑ نے نہیں بیان کی یہ حدیث حسنؑ نے نہیں بیان کی توجہ

رکھے گا، یہ حدیث فاطمہؓ نے نہیں بیان کی یہ حدیث حسینؑ کی حدیث ہے، حسینؑ نے کہا کہ ماں کے پیروں کے نیچے جنت ہے۔ اگر رسولؐ کہہ دیتے تو آج دنیا پکار رہی ہوتی کہ ہر ہندو ماں کے پیروں کے نیچے بھی جنت ہے ایک یہودی ماں کے پیروں کے نیچے بھی جنت ہے ایک عیسائی ماں کے پیروں کے نیچے بھی جنت ہے تو یزید یہ کہتا میری ماں میمون کے پیروں کے نیچے بھی جنت ہے میں نے پیر چھولنے ہیں میں نے جنت لے لی اس لئے قدرت نے یہ قول حسینؑ سے کہلوا دیا کہ دیکھو ہر ماں کے پیروں کے نیچے جنت نہیں ہوتی جو ماں میری ماں کی پیروی کرے اس ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے، صلوة۔ وہ ماں جو فاطمہؓ کی تاسی میں اپنی متا کو پروان چڑھائے اس ماں کے پیروں کے نیچے جنت ہوتی ہے تو جنت کو ادھر ادھر نہ تلاش کرو، زہراؑ کی پیروی میں تلاش کرو اور وہ متا جو زہراؑ کے علوم میں زہراؑ کے کردار کی چھاؤں میں پروان چڑھے وہ متا ابھی سمجھ میں آجائے گی، توجہ رکھیے گا اس لئے کسی پیغمبرؐ نے اپنی بیٹی کو اپنی ماں نہیں کہا یہ کائنات کی واحد مثال ہے کہ نبیؐ نے کہا ”اُمّ ایہما“ اپنے باپ کی ماں کیا مطلب اُمّ کے معنی ہیں بنیاد مرکز وہ ماں جو نبوت کی بانی ہوگی عصمت کی بانی ہوگی ہیں بلکہ فاطمہؓ کو دیکھو اور سمجھو نبیؐ کی ماں ایسی ہوتی ہے آمنہ کے ایمان اور کفر کی بحث نہ کرنا ایسی ماں جیسی فاطمہؓ ہیں نبیؐ کو جو پالے گا وہ ہم پلہ فاطمہؓ ہوگا پتہ نہیں آپ کا ذہن وہاں تک پہنچا کہ نہیں پہنچا توجہ رکھیے گا اللہ نے نبیؐ کو بیٹے دیئے واپس لے لیے قاسم جیسا بیٹا دیا چند مہینوں میں وفات پا گیا عبد اللہ جیسا بیٹا ملا وفات پا گیا، طاہر جیسا بیٹا دیا وفات پا گیا طیب جیسا بیٹا دیا وفات پا گیا چند مہینے گزرتے تھے اور حجون میں جا کر بیٹے کی قبر بناتے تھے، واپس آ جاتے تھے یہ پیغمبرؐ تھے یہ

باپ تھا صبر کر سکتا تھا اس کا کام تھا تبلیغ کرنا، یہ رحمت تھا یہ صابر تھا لیکن ماں کیا کرے خدیجہؓ سے پوچھو کہ ابھی بیٹا آتا تھا مستانا مکمل رہ جاتی تھی کہ بیٹا واپس چلا جاتا تھا متا کی آگ بجھی نہیں آلِ رضا کا کلام سنا ہے نا وہ مصرعہ یاد ہے نا کہ گود کی گرمی :-

ابھی کلیجے میں اک آگ سی لگی ہوگی

ابھی تو گود کی گرمی نہ کم ہوئی ہوگی

یہ علم ہے یہ علم ہے جو متا کے علم کو سمجھتا ہے وہ شعر شعر کی نفسیات کو سمجھے گا۔

گود میں گرمی ہوتی ہے، بچہ ماں کی گود سے چھن جائے تو برسوں گرمی نہیں جاتی، جگر جلتا رہتا ہے سینہ جلتا رہتا ہے تو اب چھین کیسے ملتا ہے، کسی ماں سے پوچھو اس کی متا سے پوچھو، ہم بتاتے ہیں نفسیات کی روشنی میں کہ اس کی آگ کیسے ٹھنڈی ہوتی ہے ابھی قاسمؓ نے وفات پائی تھی کہ خدیجہؓ بی بی کی متا کی گود میں آگ بڑھنے لگی، دوسرا بیٹا آیا ٹھنڈک پڑ گئی، ابھی پال نہ پائیں تھیں کہ وہ بھی وفات پا گیا، پھر تیسرا بیٹا آیا ابھی گود کی گرمی کم نہ ہوئی تھی کہ وہ بھی وفات پا گیا، چوتھا بیٹا پیدا ہوا کچھ دنوں کے بعد وہ بھی وفات پا گیا، اب کیا ہوتا، توجہ رکھیے گا ایک ہی مکان تھا ادھر تھا ایک حجرہ ادھر تھا آٹھ سائے دونوں حجرے تھے، بیچ میں صحن ایک ہی تھا ادھر عبداللہؓ رہتے تھے ادھر ابوطالبؓ رہتے تھے عبداللہؓ کے بعد اس حجرے میں محمدؐ رہنے لگے اسی حجرے میں خدیجہؓ بیاہ کر آئیں جس میں ابوطالبؓ رہتے تھے ابوطالبؓ کی زوجہ فاطمہ بنت اسد رہتی تھیں ان کے چھوٹے چھوٹے بچے رہتے تھے جس سال محمدؐ کا چوتھا بیٹا عبداللہؓ پیدا ہوا اسی سال تین عام الفیل میں فاطمہ بنت اسدؓ کی گود میں چوتھا بچہ آیا جس کا نام علیؑ رکھا گیا، بھی توجہ رکھیے گا کسی ماں کا بیٹا مر جائے تو ماں ڈرتی ہے وہاں بچے کو نہیں لے جاتی

کہ بدشگونئی نہ ہو جائے وہ ماں کتنی غظیم ہوگی جو خالی گود سے نہ ڈرے بچے کے مرنے سے نہ ڈرے چوتھے بچے کو دفن کر کے پیغمبر آئے نہ خدیجہ تڑپ رہی تھیں نہ زمین پر بیٹھی رو رہی تھیں، پیغمبر گھر میں آئے رونے کی صدا نہ سنی پریشانی کی آواز نہ سنی اب حیران ہو کر حجرے میں آئے سوچ رہے تھے کہ گودی گرمی کو کیسے کم کروں گا خدیجہ کو کیسے سمجھاؤں گا چار بیٹے مر چکے لیکن اب جو گھر میں قدم رکھا دیکھا خدیجہ کی گود میں ایک بچہ بیٹھا ہے، گودی گرمی کی محبت کو اس متا کو فاطمہ بنت اسد نے سمجھ لیا تھا ایک بار خدیجہ کی گود میں ایک چھوٹے سے بچے علی کو ڈال دیا۔ (نعرہ حیدری، ایک اور صلواۃ پڑھیں) علی کو خدیجہ کی گود میں ڈال دیا گودی گرمی کم ہو گئی علی گود میں آگئے پھر کوئی بیٹا خدیجہ کو پروردگار نے نہیں دیا۔ پانچواں بیٹا کوئی خدیجہ کے پیدا نہ ہوا، پندرہ سال کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ خدیجہ نے اطمینان سے علی کو اپنی گود میں پالا یہاں تک کہ علی کو پندرہ سال پر وادان چڑھایا۔ محمدؐ نے گود نہیں لیا تھا خدیجہ کی متا نے اس گودی نے آواز دی، پندرہ برس کے بعد پھر بیٹی جمیدہ ہوئی تو دنیا سے جاتے جاتے کہا، علی کو میں نے پالا ہے گود میں پالا ہے، تیامت تک میرا فرزند رہے، داماد بنا لیتا، خدیجہ کی وصیت تھی نسل کو چلتا تھا خدیجہ جان رہی تھیں کہ فاطمہ کی اولاد علی کی اولاد، خدیجہ کی اولاد کہلائے گی۔ ماں ہو تو ایسی جو نسل کا انتظام کر جائے وہ ماں کیسی جو نسلوں کو کٹوا جائے۔ (نعرہ حیدری)

ماں وہ ماں ہے جو متا کی نفسیات کو سمجھ جو نفسیات کو سمجھے تو میں پوچھوں تاریخ سے پوچھو خدیجہ کو یہ متا کا شعور کس نے عطا کیا، خدیجہ نے یہ شعور کس سے سیکھا، گھر میں جب بہو آتی ہے تو بزرگوں سے پوچھتی ہے پہلے حالات کیا تھے گھر کی

بزرگ عورتیں بہو کو سب سمجھا دیتی ہیں تاکہ گھر سمجھ میں آجائے خدیجہؓ نے آتے ہی عبدالمطلبؓ کی بیٹیوں سے پوچھا کہ میرے شوہر کی ماں بچپن میں مر گئی تھی، محمدؐ کو کس ماں نے پالا تو ہر بی بی نے کہا فاطمہؓ بنت اسد نے پالا، متا کا تسلسل سمجھ میں آیا آمنہؓ کے لعل کو پالا تھا اس لئے خدیجہؓ متا کو سمجھ گئیں۔

فاطمہؓ بنت اسدؓ نے سرکارِ دو عالم کی پرورش میں جس محبت و شفقت سے حصہ لیا اُس کا ثبوت تاریخ میں موجود ہے، ایک دن مولیٰ علیؑ آنکھوں میں آنسو لئے خدمتِ رسولؐ میں آئے، رسول اللہؐ نے پوچھا کیا بات ہے علیؑ خدا تمہیں کسی غم میں نہ رُلائے کہا مادرِ گرامی کی وفات ہو گئی چار ہجری جنگِ احزاب کے بعد حضرت فاطمہؓ بنت اسدؓ کی وفات ہوئی، ایسی خوش قسمت بی بی چار بیٹیوں کو پروان چڑھتے دیکھا طالب کو جو ان کیا، جعفرؓ کو جو ان کیا، عقیل کو جو ان کیا علیؑ کو جو ان کیا اولادِ عقیل کو دیکھا، عقیل کے گیارہ بیٹوں، گیارہ بیٹیوں کو دیکھا پوتوں کو دیکھا نواسوں کو دیکھا جعفر طیلدؓ کی جوانی دیکھی جعفر طیارؓ کی اولاد کو دیکھا، عبد اللہ ابن جعفرؓ کو دیکھا عون بن جعفرؓ کو دیکھا، اسماء بنت عمیس جیسی بہو دیکھی فاطمہؓ جیسی بہو بیاہ کر لائیں جو عصمت کا مرکز ہے حسن کو دیکھا حسین کو گود میں کھلایا، پوتوں کو گود میں کھلایا، چار ہجری میں وفات پائی ایسی بی بی جس نے اپنے پورے گھر کو مثلِ چمن شاداب دیکھا، پھولوں کو کھلتے دیکھا پتیوں کو بڑھتے دیکھا کلیوں کو چمکتے اور مسکراتے دیکھا ایسا بھرا گھر انا چھوڑ کر بھرے گھر آنے سے چلیں اور سب سے بڑھ کر جو سب سے پہلا بیٹا پالا تھا جس کا نام محمدؐ تھا وہ نبوت کو ساری کائنات پر چھا کر مدینے کو فوج کر کے سارے عرب پر حکومت کر رہا تھا تب دنیا سے چلیں اور ہونے والا امام کہہ رہا تھا ماں میری مر گئی بے اختیار پیغمبرؐ کی آنکھیں چھلک

گئیں اور یہ کہتے ہوئے چلے علیؑ یہ تمہاری ماں نہیں یہ میری ماں مرگئی پیغمبرؐ نے اپنی زبان سے کہا علیؑ تمہاری ماں نہیں میری ماں مرگئی علیؑ ہم آپ چلیں گے غسل ہم دیں گے کفن ہم پہنائیں گے، بھی توجہ رکھیے گا ایک اور چیز پیش کر رہا ہوں تحقیق اور قیمتی چیزیں ہیں۔ ہم آپ غسل دیں گے، ہم آپ کفن پہنائیں گے، تاریخ نبوت میں تاریخ امامت میں یہ ہے کہ معصوم کو معصوم غسل دیتا ہے، معصوم کو معصوم کفن پہناتا ہے، معصوم کو معصوم قبر میں اتارتا ہے پوری تاریخ ہے علیؑ کو قبر میں حسنؑ اور حسینؑ نے اتارا حسنؑ کو قبر میں حسینؑ نے اتارا حسینؑ کو قبر میں چوتھے امامؑ نے اتارا، یہ تسلسل ہے فاطمہؑ کو علیؑ نے قبر میں اتارا محمدؑ کو علیؑ نے قبر میں اتارا معصوم کی میت کو غیر معصوم ہاتھ نہیں لگا سکتا، قبر میں نہیں اتار سکتا ہے رسولؐ نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا، اپنے ہاتھ سے کفن پہنایا، اپنے ہاتھ سے قبر میں اتارا تو معصومہ تھیں فاطمہ بنت اسد۔ فاطمہ بنت اسد کا جنازہ چلا تو اب کاندھادینے والوں کا اتنا مجمع کہ رسولؐ بار بار چاہتا ہے کہ کاندھادے لوگ حیران ہیں کہ اور ایک بار نماز جنازہ شروع ہوئی ستر بکیریں کہیں قبر میں اترے اپنے ہاتھ سے قبر کی اینٹوں کو نکالا، کنکریوں کو ہٹایا، قبر میں کافی دیر لیٹے رہے اور قبر سے یہ کہہ رہے تھے میری ماں آرہی ہے، فشار نہ ہونے پائے، میری ماں آرہی ہے، میری ماں آرہی ہے، جب دفن کر کے چلنے لگے سرھانے کھڑے ہوئے کچھ سنتے رہے، سنتے رہے پھر ایک بار کہا کہہ دیجئے علیؑ علیؑ واپس آگئے اصحاب بار بار سوال پر سوال کرتے ہیں کہ یا رسولؐ اللہ کاندھادینے میں آپ کو مشکل کیوں تھی، کہا کئی کروڑ فرشتوں کا اثر دھام تھا ہر ملک چاہتا تھا کہ فاطمہ بنت اسد کے جنازے کو ہم کاندھادیں۔ مجمع بہت تھا کہا اتنی بکیریں کیوں کہیں، اتنی صفیں تھیں کہ ستر بکیریں



کہنا پڑیں تاکہ ہر ملک نماز جنازہ میں شریک ہو جائے کہا قبر میں کیوں اترے کہا قبر میں اس لئے اتراکہ ایک دن، میں بیان کر رہا تھا کہ کوئی مرے قبر فشار دیتی ہے، جب مردے کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر کی دونوں دیواریں مردے کو دبانا شروع کرتی ہیں مردہ چننا شروع کرتا ہے، یہ میں بیان کر رہا تھا میں گھر میں آیا میں نے اسی خطبہ میں یہ بھی کہا تھا، محشر میں جب سب آئیں گے تو لباس جسم پر نہیں ہوں گے، برہنہ آئیں گے تو جب میں گھر پہنچا تو میری ماں نے کہا تھا بیٹا میں تو لرز گئی تھم نے قبر کا فشار بتایا تم نے محشر کا منظر بتایا تو بے اختیار میں نے ماں سے کہا بھی جملہ بڑے کام کا ہے پیغمبر کا اور سن لیجئے درود کی چھاؤں میں، رسول اللہ فرماتے ہیں ”میں نے کہا اے مادر گرامی یہ پیغام امت کے لئے تھا آپ میری آل میں ہیں۔“ (نعرۂ حیدری)

اب خاندان محمدؐ اور ہے امت اور ہے امت کے لئے پیغام اور ہے، ضروری نہیں کہ جو امت کو سنایا گیا ہو اس کے ہم بھی پابند ہو جائیں ہم پابند نہیں ہیں، امت کے احکامات میں ہم پابند نہیں تو پتہ چلا کہ احکامات میں امت عمل کرے اس لئے کہ امتی جائے تو یہ کہہ کر سلام کرے یا رسول اللہ آپ پر سلام اور اولاد والا جائے جو رسول کی اولاد ہو وہ یہ کہے یا جدہ آپ پر سلام امت میں اور گھر والوں میں فرق ہے اس فرق کو دنیا سمجھے اتنا نہ گرائے اپنے آپ کو امتی بنالے۔ اپنے آپ کو امتی نہ بناؤ گھر والا بناؤ اور ایسا گھر والا بناؤ کہ سمجھ میں آئیں یہ باتیں اور یہ باتیں اس وقت سمجھ میں آئیں گی جب معرفت پیدا ہو جائے گی معرفت پیدا ہوتی ہے جیسی تو رسولؐ کہتا ہے اے سلمان تم میرے اہل بیت میں شامل ہو، ایسی معرفت کہ سلمان کی طرح تم بھی شامل ہو جاؤ، معرفت میں تو مشکل نہیں ہے،

معرفت کب آئے گی، معرفتِ علوم آلِ محمدؐ سے آتی ہے، کردار آلِ محمدؐ بیان کرنے سے آتی ہے، معرفتِ فضائلِ علیؑ سے آتی ہے، رسول اللہؐ فرماتے ہیں میں نے کہا مادرِ گرامی یہ حکمِ اُمت کے لئے ہے، کہا بیٹا پھر کہا آپ کے لئے قبر میں میں خود اتروں گا اور قبر سے کہہ دوں گا یہ میری ماں ہے جس نے مجھے پالا ہے اور اے مادرِ گرامی میں اپنی عبا کا کفن آپ کو پہناؤں گا جب آپ محشر میں آئیں گی تو میرے لباس میں آئیں گی۔ پیغمبرؐ کے لباس میں آئیں گی۔ رسول اللہؐ سے پوچھا گیا آپ نے سر ہانے کھڑے ہو کر یہ کیوں کہا کہ کہہ دیجئے علیؑ، کہا پوچھا تھا ملک نے چچی سے سوالات، تیرا ب کون ہے، میری ماں بنے جواب دے دیا اُس نے پوچھا تیرا قبلہ کیا ہے میری ماں نے جواب دے دیا اُس نے پوچھا تیرا نبی کون ہے میری ماں نے جواب دے دیا، جب ملک نے پوچھا تیرا امام کون ہے، تو میری چچی یہ سوچ رہی تھیں کہ اپنے بیٹے کا نام لے دوں متا سمجھ میں آئی، متا سمجھ میں آئی ماں یہ کیسے کہے کہ میرا بیٹا میرا امام ہے کہیں خود نمائی نہ ہو جائے انا کا اقرار نہ ہو جائے کہیں غرور نہ آئے ایسی ماں جس کا بیٹا امام ہے ولایتِ علیؑ کا سوال قبر میں ہر ایک سے ہوتا ہے، فاطمہ بنتِ اسد اور ہے اُمت اور ہے لیکن یہ جواب سب کو دینا ہے فاطمہ بنتِ اسد نے بھی جواب دیا تھا تو قدرت نے انتظام کیا کہ نبیؐ پکار کر کہے کہ کہہ دیجئے آپ کا بیٹا علیؑ آپ کا بیٹا علیؑ امام ہے تو علیؑ اپنی ماں کا بھی امام ہے۔ صلوة۔ ہاں کہہ دیجئے ایسی ماں جو پیغمبرؐ کی بھی ماں ہے، علیؑ پیغمبرؐ کی ماں کا بھی امام ہے، اب سمجھ میں آیا ”عورت اور اسلام“، عورت عقائد کو مستحکم بناتی ہے اور اس موضوع نے عقائد کے خزانے لٹائے ہیں موضوع تو سمجھو موضوع تو پر کھو کھو کتابِ اخزانہ ہے یہ اب سمجھ میں آیا ہوگا کہ متا کیا ہے ماں کیا ہے، تقریر کا

رخ مڑ گیا اور کل یہیں سے ربط لگ جائے گا تقریر کا تسلسل قائم رہے گا توجہ رکھیے گایہ جملے بہت کام کے ہیں:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (الشوری، آیت ۲۳)

قدرت نے عقیدے کو سمیٹا اسلام کے عقیدے کو سمیٹ کر ایک نکتہ بنایا، اس کا نام رکھا مودت محبت بھی عربی ہے عشق بھی عربی لفظ ہے لیکن ایک نیا لفظ لایا پروردگار، کہنا اے نبی کیسے ان مسلمانوں سے کہ قربی ہے مودت کرو محبت نہیں، عشق نہیں، ولا نہیں حُب نہیں مودت کرو۔ پتہ چلا کہ یہ رشتہ کون سا ہے مودت کا جو عشق سے بھی بلند ہے جو محبت سے بھی بلند ہے جو ولادت سے بھی بلند ہے جو حُب سے بھی بلند ہے، لیکن تو نے تو کہا کہ ماں کی متاسب سے بلند ہے تو نے تو یہ کہا ماں کی محبت سب سے بلند ہے، بس پروردگار یہ بتلا دے کہ اگر مودت اور ماں کی محبت مقابل آجائے تو دونوں چیزوں میں بلند کیا ہے یہ فیصلہ ہو جائے تو مودت بھی سمجھ میں آجائے ماں کی متاسبی سمجھ میں آجائے قدرت نے کہا ہاں ہاں اگر سوال طلب کرتے ہو تو ہم نے کہا ہے کائنات میں محبت کے رشتوں میں متاسب سے بلند ہے۔ لیکن اگر مودت سے نکرار ہے ہو تو ہم تم کو ایک ماحول دین گے تاکہ تم سمجھ لینا کہ ماں کی متاسبی ہی ہے یا مودت بڑی ہے۔ تو سنو ماں کی متاسبی بڑھ کر کچھ نہیں ہے اس لئے پروردگار نے کر بلا میں نو ماؤں کو جمع کیا ایسی نو مائیں جو فخر باجرہ تھیں، فخر سارہ تھیں، فخر مریم تھیں، ایک اُمّ الیٰ تھیں ایک اُمّ رباب تھیں ایک زحیب تھیں، ایک اُمّ کلثوم تھیں، ایک لبابہ تھیں ایک رقیہ تھیں، ایک وہب کلثی کی ماں تھیں ایک مسلم ابن عوسجہ کی زوجہ تھیں، ایک اُمّ فروہ امام حسن کی زوجہ تھیں ان نو ماؤں کو اکٹھا کیا اور کہا دیکھو دیکھو متا بلند ہے

یا مودت بلند ہے مودت کا مرکز ہم نے کربلا میں حسینؑ کو بنایا اب کربلا میں حسینؑ مودت ہیں اب اگر متاسب سے بڑی شے ہے تو ماں متا ایسی شے ہے جو لٹایا نہیں کرتی اسے بچایا کرتی ہے متا سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ اب وہ چیز بڑی ہوگی جس چیز پر متا کو صدقے کر دیا جائے۔ (نعرۂ حیدری) اب دیکھو! نو ماؤں نے متا کی دولت حسینؑ پر لٹا دی۔ مودت اسے کہتے ہیں جس پر متا کو صدقے کیا جاتا ہے۔ فیصلہ ہو گیا بات سمجھ میں ہر پڑھے لکھے کے آگئی ہوگی اور شاید ہمارے جوان اس بات کو بھی بھول نہ سکیں کہ مودت اس کو کہتے ہیں جس پر سے کائنات کی سب سے بڑی محبت کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ اب ذرا آؤ ان نو ماؤں سے پوچھو تو کہ کیسے متا کو قربان کیا ہے قربان کرنے کی شان کیا تھی، پروردگار بھی جھومنے لگا اس لئے کہ ملائکہ یہ جان رہے تھے کہ جب پروردگار عالم نے جبریلؑ سے کہا یہ منظر سمجھ لیجئے یہ منظر سمجھ لیجئے ملائکہ کو حکم دیا گیا تھا عاشور کے دن ہر آن عرش سے زمین کی طرف پرواز کرتے رہو اور خدمت حسینؑ میں بارگاہ حسینؑ میں جاتے رہو ہر آن یہ پوچھتے رہو کہ کیا چاہتے ہو حسینؑ، کیا چاہتے ہو حسینؑ، اسے جبریلؑ امین لجامِ فرس کو پکڑے ہوئے خدمت میں حاضر رہنا قدموں کے پاس رہنا، حسینؑ کے اشارے کو دیکھتے رہنا وہ اگر کہہ دے زمین پھٹ جائے وہ اگر کہہ دے عرش گر جائے، وہ کہہ دے تو فرات کا پانی یہاں آ جائے، وہ کہہ دے تو آفتاب آگ برسانے لگے وہ کہہ دے تو چاند ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے وہ کہہ دے تو ستارے ٹوٹ جائیں اشارے پر نظر رہے اور دیکھو جبریلؑ امین آج حسینؑ کی جنگ ہم ملاحظہ کریں گے اور کربلا کی ہر ماں کی محبت کو ہم اپنی نظروں کے سامنے رکھے ہوئے ہیں ایسی مائیں جن کی متا کو پروردگار توحید کی نظر میں تول رہا تھا۔ (نعرۂ

صلوٰۃ، نعرہ، حیدری) ایسی مائیں کیسی مائیں یہ تھوڑی کہا تھا آقا نے جاؤ قربان ہو جاؤ، نہیں مسلم کی زوجہ رقیہؓ نے بچوں کو سجا کر بھیج دیا لاشے آئے تو تڑپ کر زینبؓ نے اپنے بچوں کو آواز دی مسلم کے بچوں کے لاشے آگئے تم اب تک نہیں گئے تم نے اب تک اپنی جان کو نثار نہیں کیا۔ سجدہ شکر جب کروں گی جب لاشے آجائیں گے، یہ ہے متا جو موڈت پہ قربان ہو جائے، سنتے جاپیے، وہ ماں جو آلہ محمدؐ کی موڈت کی چھاؤں میں بچے کو پال رہی ہو اس ماں کا کیا کہنا لیکن وہ مائیں جو ابھی ابھی آئی تھیں، جو گھر میں پٹی نہیں تھیں، کربلا میں اُن کا بھی وہی جذبہ ہو گیا جو عباسؓ کی زوجہ کی متا کا جذبہ تھا، وہی اُم فروہؓ والا جذبہ متا کا موڈت کے لئے پیدا ہو گیا وہ ماں کیسی ماں ہے تقریر کے آخر میں سینے، مسلم ابن عوجہؓ کی زوجہ خیمہ میں لاشہ آیا مسلم ابن عوجہؓ کا، حسینؓ ابھی درخیمہ پر لاشہ لائے تھے ایک بار نظر گئی خیمہ کا پردہ الٹ کر ایک بچہ خیمہ سے باہر آیا تلوار اتنی بڑی تھی کمر میں کہ زمین پر خط دے رہی تھی بچے کا رُخ مقتل کی جانب تھا میدان جنگ کی طرف تھا تلوار کے قبضے پر بچے کا ہاتھ تھا، امام حسینؓ نے کہا عباسؓ یہ بچہ کون ہے دیکھو یہ برستے تیروں میں جا رہا ہے، دوڑو اور اسے بچاؤ عباسؓ گئے بچے کو گود میں اٹھایا لیکن بچہ پھل رہا تھا مچلتے ہوئے بچے کو حسینؓ کی خدمت میں لائے، کس کے بیٹے ہو، کہا جس کا لاشہ آپ کے قدموں میں پڑا ہے، کہا مسلم ابن عوجہؓ کے بیٹے ہو کہا ہاں آقا میں ان کا بیٹا ہوں کہا کہاں جا رہے تھے باپ کی نصرت کرنے جا رہا تھا، آپ پر سے اپنی جان کو نثار کرنے جا رہا تھا، کہا بیٹا تیری ماں کے لئے تیرے باپ کا غم کافی ہے بیٹا، کہا اسی ماں نے تو کمر میں تلوار لگا کر بھیجا ہے کہ جا قربان ہو جا ایسی تھی ماں بس تقریر خاتمے پر پہنچ گئی گریہ کر لیا آپ نے آج اٹھارہ



تاریخ صفر کی ہو گئی کل شب چہلم ہے، بس اب یہ رخصت ہے آپ سے امام مظلوم کی، ماتم کے دن ایک ایک کر کے تمام ہوتے جا رہے ہیں، آخر میں ایک ماں کا ذکر اور سن لیجئے یہ ماں بڑی عجیب ماں تھی اس لئے کہ ماں اپنے بیٹے کو جوان کرتی ہے پروان چڑھاتی ہے لیکن ایسی ماں جس کا بیٹا پروان نہیں چڑھا اس لئے کہ جب مدینے سے چلی تھی تو بیباکل اٹھارہ دن کا تھا جب چھ مہینے کا سفر تمام ہوا تو عاشور کے دن اس کا بچہ چھ مہینے کا ہو گیا لیکن جب مدینے سے چلی تھی تو آغوش میں دو بچے لے کر چلی تھی ایک چار سال کی بچی سکینہ تھی ایک بچہ چھ مہینے کا تھا، اس ماں کا نام ام رباب ہے عجیب ماں ہے جس کی قربانی سب سے آخر میں گئی، لیکن کس شان سے قربانی کو سجا کر بھیجا اور جب قربانی کو آقا کی گود میں دیا تو ذرہ بہ انتظار میں کھڑی ہو گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جیسے ابراہیم کی قربانی فدا ہونے سے بچ گئی ذبح ہونے سے بچ گئی اگر میرا صغیر بچہ گیا تو محشر میں ام فروہ کے ساتھ کیسے آؤں گی۔ میں زینب کے ساتھ کیسے آؤں گی۔ میرا مرتبہ میرا وتبہ ام فروہ کے برابر کیسے ہوگا۔ شاید دعا مانگ رہی ہوں پروردگار زباب کی قربانی کو زود نہ کرنا، پروردگار میری قربانی بہت چھوٹی ہے لیکن یارب میں کچھ نہیں رکھتی ایک بیٹی رکھتی ہوں بس یہی ہدیہ ہے میں نے بھیج دیا۔ آقا واپس آ گئے زباب بچہ سمجھیں بچے کو پانی پلا لانے حسین نے آواز دی زباب تو میری امانت ہے کچھ دیر کے لئے ہاتھوں پر لئے لو اب جو گودی میں بچہ آیا تو دیکھا قربانی قبول ہو گئی قربانی قبول ہو گئی۔ بس زباب پھر روئی نہیں پھر کسی نے زباب کو روئے نہیں دیکھا لیکن زباب نے یہ سوچا گودی گرمی کم نہیں ہوئی سکینہ کو بار بار سینے سے لپٹا لیتی تھیں۔ ارے میری بچی میرے ساتھ ہے، زباب کی ممتا کے لئے ایک ڈھارس تھی لیکن جب



قید سے آزاد ہو کر زنداں سے سب نکلے تو زینبؓ نے دیکھا، ربابؓ نظر نہیں آتیں، ربابؓ دکھائی نہیں دیتیں، شام کی عورتوں نے کہا زنداں کے در پر ایک بی بی بیٹھی ہے، چھوٹ چھوٹ کر روتی ہے زینبؓ چلیں دیکھا ربابؓ ہیں، شانے پر ہاتھ رکھا کہا بھابی گھر چلو بھابی کر بلا چلو کہا شہزادی مدینے سے چلی تھی دو یادگاریں ساتھ تھیں ایک کر بلا میں سو گیا ایک بچی تھی وہ زنداں میں اکیلی ہے، شہزادی ربابؓ کو یہیں چھوڑ دو میری بچی اندھیرے زنداں میں ہے، اے شہزادی کون شمع جلائے گا، میری بچی کی قبر پر کون چراغ جلائے گا ہائے سکینہؓ، ہائے سکینہؓ۔

بارالہ ان آنسوؤں پر اپنی رحمت نازل فرما ان آنسوؤں کو زہراؓ کے رومال میں جگہ دے، بارالہ ہمیں کوئی غم نہ دینا سوائے غم حسینؑ کے، واسطہ محمدؐ و آل محمدؑ کا ہم میں سے جو مر گئے ان کو بخش دے، بے روزگاروں کو روزگار عطا فرما، پروردگار جو ہم میں بیمار ہیں انہیں بیمار کر بلا کے صدقے میں شفاءِ کاملہ عطا فرما، پروردگار جو زیارت مقاماتِ مقدسہ کرنا چاہتے ہیں انہیں زیارت کا شرف عطا فرما، امام زمانہؑ کے ظہور میں تعجیل فرما۔



آٹھویں مجلس

جناب زینبؑ اور جناب اُم کلثومؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے

عشرہ چہلم کی آٹھویں تقریر آپ حضرات سماعت فرما رہے ہیں ”عورت اور اسلام“ یہاں کی تقریروں کا عنوان ہے۔ آواز گرفتہ ہے طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے شدید نزلہ ہے بہر حال اگر آپ ساتھ دیں روز کی طرح تو انشاء اللہ یہ تقریر بھی آپ کی سماعت کے لئے ہدیہ ہوگی۔ (ایک صلوٰۃ پڑھئے گا)

عورت لسانی دنیا کی بانی ہے لسانیات عورت سے متعلق ہیں تقریر میں عرض کر چکا اسی لئے کہتے ہیں مادری زبان، زبان دنیا کے کسی بھی ملک کی زبان ہودہ زبانیں ماں کا عطیہ ہیں، ماؤں نے زبانیں بنائیں، عورتوں نے خاص طور سے زبانوں کو ترقی عطا کی، عورتوں کی احسان مند ہے اُردو زبان، دونوں ہی تانیث ہیں، اُردو کو عورت نے سجایا سنوارا بنایا کون سی عورت جس نے اُردو بنائی ہندوستان کی عورت یا جن صوبوں کو دعویٰ ہے کہ اُردو ہمارے یہاں پیدا ہوئی سندھ، پنجاب، حیدرآباد (دکن)، شمالی ہند یا اودھ کہاں کی عورت نے اُردو بنائی تو کسی علاقے میں نہ عورت محدود ہے نہ ہماری زبان محدود ہے اس لئے کہ جن عورتوں نے اُردو بنائی وہ کنیزان فاطمہؑ اور علیؑ تھیں اس لئے زبان آغاز سے ہی

طاہر و اطہر ہی اتنی پاکیزہ زبان کہ اس میں بازاری لفظوں کی بھرمار نہ ہو سکی۔ کسی زبان میں اتنا لفظوں کو پرکھا نہیں گیا جتنا اردو میں پرکھا گیا، اتنا نکھار پیدا ہوا کہ ایک ایک لفظ بغیر تحقیق کے لغت میں درج نہیں کیا جاتا تھا، محاورے ضرب الامثال جن سے مل کر زبان بنتی ہے لفظ سے زبان نہیں بنتی بلکہ اس میں روزمرہ شامل ہوتا ہے کہاتیں شامل ہوتیں ہیں، ضرب الامثال شامل ہوتی ہیں۔ اشعار، نثر کے ٹکڑے شامل ہوتے ہیں لیکن جس روٹ (Route) سے بھی لفظ آیا فکر کر بلا، فکر علیٰ لئے بغیر نہ آیا یہ بڑی عجیب بات ہے کوئی محاورہ کوئی کہات فکر سے خالی نظر نہیں آتی، سوچنا پڑتا ہے کہ وہ عورت جو عشق علیٰ میں ڈوبی تھی اور جو حبِ حسینؑ میں زندگی گزار رہی تھی وہ عورت زبان بنا رہی تھی اس کی نظر میں اسلام کی تاریخ تھی وہ اسلام کی عورت تھی، وہ کسی بھی شہر کی ہوصوبے کی ہو، فکر تمام عورتوں کی ایک تھی، محاورہ کہیں سے بھی چلا ہو منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ لغت میں درج ہو گیا۔ تمبید ہے وقت اس پر صرف نہیں کرنا، تھوڑا سا تعارف پیش کرنا ہے آگے بڑھ جانا ہے کل کی تقریر سے ہم کو مسلسل ہونا ہے لیکن اس پہ ذرا سا غور کیجئے گا۔ جتنی بھی لغات ہیں بازار میں اردو کی ان کا مطالعہ صرف ایک نظر سے اس لئے کیجئے عورتوں نے جو محاورے دیئے جو کہاتیں دیں اس میں فکرِ آلِ محمدؐ کیسے آ رہی ہے حرف ”ب“ میں ایک لفظ آپ تلاش کریں ”بی بی“ اردو کی ہر لغت میں لفظ موجود ہے، عورت نے یہ لفظ اردو زبان کو دیا۔ ہر لغت نویس یہ لکھتا ہے کہ عورتیں اپنی زبان میں بی بی صرف جناب فاطمہؑ کو کہتی ہیں۔ (صلوٰۃ) ہر لغت میں آپ کو درج ملے گا، غیاث الغات ہو نور الغات ہو، امیر مینائی کی لغت ہو جعفر علی خاں اثر کی لغت ہو، لغت کشوری ہو لغت فیروز کی ہو، جس لغت کو آپ اٹھائیں گے بی بی کے معنی



یہی لکھے ہیں۔ یعنی تمام عورتیں جناب فاطمہؓ کو یہ لفظ ادا کر کے پکارتی ہیں اب اس کے بعد بی بی کے محاورے شروع ہوتے ہیں، جیسے لغت کا طریقہ ہے بی بی اس کے بعد محاورے ضرب الامثال روزمرہ اس لفظ کے مطابق ایک لغت کا طریقہ ہے جن لوگوں نے مطالعہ نہیں کیا لغت کا ان کو سمجھا دیں مثال کے طور پر لفظ آنکھ ہے، الف آنکھ سے متعلق جتنی کہاوتیں جتنے محاورے جتنے روزمرہ ہیں وہ سب درج ہوتے جائیں گے۔ آنکھ اٹھانا، آنکھ دکھانا، آنکھ بچانا، آنکھیں بچھانا، اب یہ جتنے مصدر آتے ہیں وہ سب درج ہوتے جائیں گے، ان کے معنی لکھے جائیں گے یہ ہے لغت کا طریقہ لفظ بی بی کی تفصیل آپ دیکھتے جائیں اور اس کے بعد بی بی کی نیاز، بی بی کی کہانی، بی بی کا کوٹہ، بی بی کی صحتک، اب یہاں پر لغت رکی اب یہاں سے پھر دوسرا سلسلہ شروع ہوا صحتک، صحتک کے معنی، صحتک سے اٹھا دیا جانا یہ لغت میں درج ہے فکر دیکھ رہے ہیں آپ یعنی چل رہے ہیں محاورے تبرا بھی ہے تو لا بھی ہے یہ لغت ہے اردو لغت ہے اگر آپ کہیں میں تاریخ پڑھ رہا ہوں حدیث پڑھ رہا ہوں نہیں کچھ بھی نہیں پڑھ رہا میں تو محاورے کہاوتیں اور ضرب الامثال اور روزمرہ سنا رہا ہوں ”تین میں نہ تیرہ میں ستلی کی گرہ میں“ عورتوں کا محاورہ ہے، تین میں نہ تیرہ میں ستلی کی گرہ میں کہاں سے آیا محاورہ اور کیسے آ گیا، اب یہ عورت کی فکر تھی کہ چلتے پھرتے جب وہ بات کہے کہ نہ ادھر نہ ادھر تو محاورہ یہ آیا کہ نہ تین میں نہ تیرہ میں ستلی کی گرہ میں تو ایک ایسا ہے جس کا شمار نہ تین میں ہے نہ تیرہ میں ہے، نہ تین میں ہے نہ تیرہ میں ہے اور دعویٰ دار ہے خلافت کا اس کا نام ہے معاویہ یہ ستلی کی گرہ میں یہ دیکھئے محاورہ عورت کی زبان اور یہ اردو اور یہ لغت ایک لفظ ہے عجیب بات ہے کہ سندھ میں بھی بڑا مشہور ہے اور

اُردو میں بھی یہ لفظ مختلف جگہوں پر استعمال ہوتا ہے اور سندھی زبان میں تو ایک گیت بھی ہے ”اوجالو“ مشہور گیت ہے اُردو لغت میں مشہور محاورہ ہے، ”بھس میں چنگاری ڈال بی جمالو الگ کھڑی“ جمالو کہاں سے آیا جمل سے آیا جمل کے معنی اُونٹ ہیں کہ اُونٹ پر بیٹھی وہ جمالو آگ لگا کر الگ کھڑی ہے، تو مسلمانوں کے گروہ نے تماشا دیکھا۔ صلوٰۃ، بھس میں چنگاری ڈال بی جمالو الگ کھڑی جمالو جمل سے ہے، عورت نہ ہوتی تو لغت میں جمل کی تاریخ نہ لکھاتی، اس جنگ کی بنیاد اسلام میں عورت نے رکھی، عورت نے طے کیا ہماری صنف کو اس منزل تک پہنچا دیا تو سبھی قیامت تک ہر زبان سے لفظ جمالو بازار میں نہ آجائے، بازار میں آنے کا شوق تھا تو اب لفظ کا سکھ چلے گا دیکھ رہے ہیں آپ ابھی جب میں چل رہا تھا گھر سے تو انہی محاورات کو دیکھنے کے لئے عورتوں کی لغت اٹھائی تھی لیکن اتفاق سے یہ محاورے نہ دیکھ پایا میں جو فہن میں تھے جنہیں میں روائے (Revise) کرنا چاہتا تھا اچانک جو صفحہ کھلا تو ایک اور محاورہ آج مجھے معلوم ہوا جو پہلے میری نظر سے نہیں گزرا تھا، جب کوئی عورت رسوائی پر آمادہ ہوتی ہے تو یہ محاورا بولتی ہے ”کالی ہانڈی سر پر رکھ لی“ کہاں سے لائی ہے عورت یہ محاورا، عربی میں ”حنتمہ“ کے معنی ہیں ”کالی ہانڈی“ میرے بچے میرے جوان سمجھے نہیں ”حنتمہ“ کیا ہے یہ سخن صاحب سے پوچھے گا ”حنتمہ“ کیا ہے ”حنتمہ“ ابو جہل کے گھر کی ایک کنیز ہے اور صحرا میں اُونٹ چراتے ہوئے ایک حبشی غلام سے اس کا تعلق ہوا تو خطاب جیسا بیٹا پیدا ہوا، خطاب کا بیٹا کون، کالی ہانڈی سر پر رکھ لی محاورے نے شجرہ بتا دیا جس کا شجرہ کالی ہانڈی سے مل رہا ہو ایسے آدمی کو علیٰ اپنی بیٹی ام کلثوم کیسے دے سکتا تھا ایک بازاری عورت کا پوتا، کیا

علیؑ کو شجرے نہیں معلوم تھے، ارے بنی ہاشم کو تو ہر ایک کے شجرے یاد تھے اور اس طرح یاد تھے عورت ہو مرد ہو یا بچہ چہرہ دیکھا آنکھیں دیکھیں، شجرہ بتا دیا، مولائے کائنات علی ابن ابی طالبؑ اور ختمی مرتبتؑ (صلوٰۃ) کی سگی چچا زاد بہن اُروئی بنت حارث بن عبدالمطلبؑ ایک کتاب ہے ”بلاغت الحسین“ امام حسینؑ کے اقوال، تقریریں اس میں ہیں پڑھنے والی کتاب ہے، اسی طرح عربی زبان میں ایک اور کتاب ہے جو نجف سے شائع ہوئی ہے ”بلاغت النساء“ عورتوں کے خطبے عورتوں کے اشعار عورتوں کے مکالمے، عورتوں کی تقریریں ایک جگہ جمع کی گئیں ہیں (صلوٰۃ) ان میں مختلف نام ہیں۔ ورقہ بنت عدی ہیں ام الخیر ہیں، حزا بنت حلیمہ سعدیہ ہیں شاید ذکر آ جائے کنیزان علیؑ کا، ان میں ایک بی بی ہیں جن کا نام اُروئی بنت حارث، حارث عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور ان کی بیٹی یہ ہیں، حضورؐ سے بھی بڑی ہیں اور ظاہر ہے علیؑ سے تو بڑی ہوں گی جب علیؑ کی شہادت ہو گئی تو یہ ساری عورتیں جو علیؑ کی صحابیات تھیں معاویہ نے اپنے سپاہی بھیج بھیج کر تلاش کر کے سب کو گرفتار کروایا اور کہا دربار میں لاؤ جب اُروئی آئیں دیکھیں بات کہاں سے میں نے شروع کی شجرہ مرد کا ہو یا عورت کا بنی ہاشم کے گھر کی عورت یا مرد عورت کے لئے زیادہ اطمینان اور فطری موقع ملتا ہے اس لئے کہ مرد اگر بعض موقع پر کچھ کہے تو مقابل میں کوئی آ جائے گا۔ صنف نسواں زبان کھولتی ہے تو مرد ڈرتا ہے، لا جواب ہو جاتا ہے عورت کی حکمت کے آگے، اب یہ عورت کی فطرت نسوانی ہے اور اگر فطرت نسوانی کو دیکھنا ہے تو کتاب دیکھئے کتاب کا نام ہے ”فطرت نسواں“ پڑھیے اس کو تو عورت کی فطرت سمجھ میں آئے گی۔ عورت کی فطرت ہے کہ جب اسے چھیڑا جائے گا تو وہ سارے پول کھول کر



رکھ دیتی ہے میں اس کا ذمہ دار نہیں عورت کی زبان ہے میں نقل کر رہا ہوں، اُروئی کو دربار میں بلا لیا کہا اُروئی تمہاری تمکنت وہی ہے اب بھی وہ تقریر تمہیں یاد ہے جو تم نے صفین کے میدان میں کی تھی، اُروئی نے کہا نہیں مجھے نہیں یاد، کہا سناؤ کہا میں قلم کا غزلے کر جنگ میں نہیں بیٹھی تھی وہ تو دل کی آواز تھی پتہ چلا خطابت میں تیاری نہیں ہوتی دل کی آواز ہوتی ہے، علی کی بہن بول رہی ہے، معاویہ نے کہا ہمیں وہ منظر یاد ہے کالے حاشیہ کی چادر اُڑھی تھی اور تم نے دو شملے کے سرے کا ندھے پر لٹکائے تھے ہاتھ میں تمہارے نیزہ تھا تم اونٹ پر کھڑی ہوئی تقریر کر رہی تھیں چالیس ہزار کا جمع تمہاری تقریر سن رہا تھا آج بھی ہمیں لفظ بہ لفظ یاد ہے۔ وہ تقریر مجھے سناؤ، اُروئی بنہ حارث نے کہا جنگ کا میدان ہو، علیؑ کا لشکر ہو، میرا مولانا آفتاب کی طرح طلوع کرے میں ناقے پر آؤں تو تقریر سناؤں اس منظر کے بغیر میں تقریر نہیں سنا سکتی، معاویہ نے کہا میں سنا تا ہوں میں سنا تا ہوں معاویہ نے پوری بلیغ تقریر اُروئی کی سنائی، عمر عاص بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا خالہ اب تک تمہاری اکڑ نہ گئی جب کہ علیؑ دنیا میں نہ رہے اُروئی نے کہا یہ اکڑ تو رہے گی قبر تک محشر تک اس کو کوئی چھین نہیں سکتا، علیؑ کا چاہنے والا ہر دور میں اکڑتا ہے، اُس کی اکڑ نہیں چھینی جاسکتی اور بڑے میاں تم کیوں بولے بات تو تمہارے حاکم سے ہے تم ہو کس گنتی میں اور کس شمار میں ہو اس لئے کہ تمہارا شجرہ نسب کیا ہے، جب تم پیدا ہوئے تھے تو چچہ آدمی آئے تھے اور ہر ایک کہتا تھا میرا بیٹا ہے (نعرۂ حیدری! صلوة) عمر عاص تیرے باپ کا نام حکم ہے مگر تو حکم کا بیٹا نہیں ہے میں بتا سکتی ہوں تو کس کا بیٹا ہے تو سفیان بن حارث کندہ کا بیٹا ہے اس لئے کہ جس طرح وہ چھوٹے قد کا تھا اسی طرح تو بھی ٹٹو ہے اگر اپنی آنکھوں کے



رنگ کو پوچھنا چاہتا ہے تو اس رنگ کی آنکھوں کا ایک غلام میں نے منی میں دیکھا تھا، تیری ماں جب حج میں جاتی تھی تو کبھی اس نے حج نہیں کیا، منی میں حبشی غلام ڈھونڈتی پھرتی تھی، اُروئی بن حارث بنت عبدالمطلب بھرنے دربار میں معاویہ کے سامنے بڑا ظالم ہے بڑا جابر ہے، مروان بول پڑا کہا بولنا مت مروان ایک شاخ کا شجرہ کھول دیا تو بھی اسی شاخ میں آتا ہے۔ معاویہ بولا خالہ کیا آج تم میرے سارے وزیروں اور مشیروں کا حشر کر دو گی کہا تو بول کر دیکھ لے کہا میرا خاندان تو بہت عالی ہے ہمارے خاندان کی سخاوت بہت مشہور ہے، حسن و جمال بہت مشہور ہے کہا ہاں حسن و جمال مشہور ہے جب ہی تو تیری ماں ہندہ جگر خوارہ نے وحشی غلام سے کہا تھا کہ اگر حمزہ کو قتل کر دے تو شوہر کی موجودگی میں تیرے ساتھ سوجاؤں گی یہ ہے یزید کی دادی یہ ہے معاویہ کی ماں، کون شجرہ کھول رہا ہے علی کی بہن بھرے ہوئے دربار میں تقریر کر رہی ہیں، محاورے مکالمے عورت کے آتے ہیں، اردو زبان میں اس لئے کہ اردو ایک ایسی زبان ہے کہ جو لشکری زبان ہے لیکن ڈھونڈ ڈالنے آپ کو کوئی ایسا محاورہ نہیں ملے گا جو اہل بیت کے خلاف ہو، بلی بی کی جھاڑو پھرے، جھاڑو کسی اور کی نظر نہیں آئی۔ اس لئے کہ اگر ہوگی بھی تو اس جھاڑو میں اتنی طاقت نہیں ہوگی کہ صفایا کر دے دیکھئے گارسومات عزاداری، رسمیں رسمیں، عزاداری سب عورتوں کی سجاوٹ ہے، کھسیانی بلی کھبا نوچے،، بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا،، چھینکا بچے سمجھ لیں یعنی سے بچانے کے لئے دودھ چھینکے میں چھت پر لٹکا دیا جاتا تھا ٹوٹ گئی ہانڈی دودھ گر گیا، بلی بھاگ پڑی، بھاگ کے معنی قسمت کے ہیں، بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا، بلی کی قسمت سے دودھ گرا وہ تھی انتظار میں محاورہ کہاں سے آیا اور ایک اور محاورہ ایک

لفظ ہے وہ محاورہ ایک لفظ ہے چھوٹا سا کٹی ناک کٹی اور یہ بلی سے لیا گیا ہے بلی کا چہرہ دیکھا ہوگا آپ نے اب کئی کا نقشہ آپ کی نظر میں آ گیا ہوگا۔ ابو ہریرہ کا چہرہ بالکل بلی کی طرح تھا ابو ہریرہ یعنی بلی کا باپ، ہریرہ عربی میں بلی کو کہتے ہیں دونوں محاورے یوں آئے کہ بلی کے بھاگوں چھیکا ٹوٹا، حدیثیں تو سناتے ہی تھے یہ حدیث، یہ حدیث یہ حدیث ایک بار اعلان ہو گیا شام سے جتنی چاہو گھڑلو، ان کے لئے، ان کے لئے اور انبازلے کر آؤ کہتے ہیں کہ چادر میں باندھ کر کے جاتی تھیں شام کی طرف جو گئیں وہ چٹنا جاتا تھا وہ سارے ہاؤں بلی کے بھاگوں چھیکا ٹوٹا کیا ہے ہماری اردو زبان اور کیسے ہماری لغت تبرا کرتی ہے زبان زبان آدمی کی روکیں گے نا اردو کی زبان آپ نہیں روک سکتے۔ وہ نہیں رکتی وہ نہیں رکے گی، وہ اس لئے نہیں رکتی اگر آج اردو اس طرح نہ بول رہی ہوتی تو آج ربندی کی کتاب اردو میں لکھی جاتی، جملے تک آپ پہنچے نہیں اردو نے اس طرح حصار کیا ہے فضائل آل محمد کا وقار آل محمد کا کہ کسی کی مجال نہیں کہ اردو میں کوئی ایسی کتاب لکھ سکے جیسی انگلش میں رشدی نے لکھی اور جتنی بھی کتابیں لکھی گئیں رسولؐ سے متعلق کتاب میں نے دیکھی ہے اور ازواج نبیؐ کے بارے میں جو کچھ اس نے لکھا وہ حیران کن ہے یہ نئی چیز نہیں ہے اس سے پہلے رنگیلا رسولؐ بھی لکھی گئی تھی لیکن یہ عجیب بات ہے رنگیلا رسولؐ بھی لکھی گئی، شیطانی آیات بھی لکھی گئی لیکن رسولؐ کے گھرانے کے آگے کوئی مصنف نہیں بڑھ سکا، جملہ دے رہا ہوں تیرہ بیویاں رسولؐ کی تھیں، قرآن کے تین سورے نور، سورہ احزاب اور سورہ تحریم یہ کہتے ہیں آئے دن حجروں سے لڑنے کی آوازیں آتی تھیں نان و نفقہ پر لڑائی راتوں کے بٹنے پر لڑائی ہر دن کسی نہ کسی بیوی کا باپ اپنی بیٹی کی

پٹائی کرنے آتا تھا یہ بیٹھے ہیں دیکھیے علی اکبر شاہ صاحب ان کی کتابیں ذرا پڑھئے ابھی ”شیخ سقیفہ“ ان کی نئی کتاب آئی ہے اس میں پڑھئے کہ کس باپ نے رسولؐ کے سامنے اپنی بیٹی کو تھپڑ لگائے، آئے دن پھر حجروں سے لڑنے کی آوازیں، ایک جملہ دے رہا ہوں تیرہ رسولؐ کی بیویاں تھیں اور تیرہ ہی علیؑ کی بیویاں تھیں، کسی حجرے سے نہ کبھی لڑنے کی نہ فساد کی آواز آئی، (نعرہ حیدری) کیوں آ جاتی، اگر ایک بھی آواز آتی تو (نعوذ باللہ) آج رنگیلا علیؑ بھی لکھی جاتی، آج تک کوئی رنگیلا علیؑ کتاب نہیں لکھ سکا حالانکہ تیرہ بیویاں علیؑ کی بھی ہیں پتہ چلا کہ عورت گھر میں لائی جاتی ہے ماں بنانے کے لئے رسولؐ کے ہاں جو آئیں، اولاد ہوئی نہیں بچے پالنے نہیں پڑے کوئی کام ہی نہیں تھا دن بھر کیا کرتیں دل گھبراتا تھا آسپیلی لڑیں، آپڑوں لڑیں، آہن لڑیں تو کیا ہوگا نہ بچے پالنے پڑ رہے ہیں نہ دودھ پلانا پڑ رہا ہے کوئی کام ہی نہیں ہے کریں کیا شوہر کے پیچھے پڑی ہیں علیؑ نے بتایا کہ وہاں تو مصلحت تھی کہ بیٹا نہیں دیں گے بیٹا اس لئے نہیں دیں گے نیاز فتح پوری نگار کے ایڈیٹر بھوپال میں ایک دوست ان کے آئے کہا شادی کو بہت دن ہو گئے کوئی بچہ نہیں ہوا آپ کے یہاں، کہا کیا کریں میں شیعہ ہوں اور بیوی کا عقیدہ دوسرا ہے روز لڑائی رہتی ہے کہا کیا لڑائی رہتی ہے کہا میں کہتا ہوں کہ بیٹا ہوگا تو میں اپنے مذہب پر چلاؤں گا وہ کہتی ہے نہیں میں اپنے مذہب پر چلاؤں گی نیاز کہنے لگے اب آپ کے ہاں بیٹا نہیں ہوگا اب نہیں ہوگا کہا کیوں نہیں ہوگا کہا یہی لڑائی رسولؐ کے گھر میں رہتی تھی رسولؐ کہتے تھے میں شیعہ بناؤں گا، وہ کہتی تھیں کہ نہیں میں اپنے مذہب پر چلاؤں گی اللہ نے کہا ہم دیں گے نہیں ہم دیں گے نہیں پتہ چلا کہ اس لئے اللہ نے نہیں دیا کہ تیرہ مذہب گھر میں بن چکے تھے

اور ہر ماں چاہتی تھی کہ میرے مذہب پر چلے، تیرہ فرقے تو رسولؐ کے گھر میں بن جاتے تم ایک اہل بیتؑ کا فرقہ لئے بیٹھے رو رہے ہو کہ اولادِ رسولؐ کا ایک فرقہ بن گیا ہمارا بن تو گیا اور وہ بھی اولادِ رسولؐ کے واسطے سے بنا دنیا نہ بنا سکی۔ بھی بہت عجیب فکر پر لے جا رہا ہوں آپ کو مامون رشید سے اس کے مشیر نے رات کی تنہائی میں پوچھا کہا کیا عباسی شہزادوں کی کمی تھی امیروں اور رئیسوں کی عرب میں کہ تو نے اپنی سب سے زیادہ پیاری بیٹی ام حبیبہ کی شادی امام علی رضاؑ سے کر دی کیوں کی مامون رشید کہنے لگا (توجہ رکھئے گا)۔ مامون رشید کہنے لگا صرف ایک تمنا ایک خواہش رکھتا ہوں اس لئے شادی کی ہے کہا کیا خواہش ہے کہا بیٹا جو ہو وہ اولادِ رسولؐ ہو گا اولادِ رسولؐ مجھے نانا کہہ کر پکارے گی بھی آپ کا ذہن وہاں تک پہنچ جانا چاہئے اب رسولؐ کی کوئی خواہش نہیں تھی عرب والے بیٹی دے کر یہ چاہتے تھے کہ رسولؐ کی اولاد ہمیں نانا کہہ کر پکارے حسرت رہ گئی۔ (نعرۂ حیدری) حسرت رہ گئی نانا نہیں کہا کسی نے نانا نہیں کہا لیکن دیکھئے اولادِ رسولؐ بھی کتنی سخی ہے آپ بھی کتنے سخی ہیں آپ نے کہیں پڑھ لیا کہ عرب کے بڑے بڑے لوگوں کو بزرگوں کو شوق تھا کہ نانا بن جائیں تو ایک بھیک درِ رسولؐ سے مانگی تھی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ بھیک نہ ملے ہم نے نانا کہا ہمیشہ نانا ہی کہتے ہیں بلکہ نانا ڈے بھی مناتے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

ہمارے نانا ہمارے ہی نانا ہیں اور کسی کے نانا نہیں ہیں تو ہم اپنے نانا کا ذکر نہ کریں۔ رسولؐ تو حسن و حسینؑ کے نانا ہیں۔ تو ہم سب ساداتِ حسن و حسینؑ کے پوتے ہو گئے رسولؐ زادے ہو گئے، رسول اللہؐ کے خسر ہمارے نانا ہیں، نانا تو یہی ہیں، کتنے نواسے ہیں اور عجیب بات ہے کہ نواسوں نے نوازا خوب، یہ تو

نواسوں نے نواز اے شکر کیجئے کہ نواسوں نے نواز اے تاریخ میں تو بیٹوں نے نواز اے بات ساری ماں کی ہے جہاں ماں کی فکر آگئی وہاں ناناؤں کو بھی پہچان لیا ہم نے داداؤں کو بھی پہچان لیا ہم نے بیچ میں عورت ہے اگر عورت نہ ہوتی تو شجرے نہ پہچانے جاتے، اللہ نے ارادہ کیا رسولؐ کی ازواج کو بیٹا نہیں دیں گے اولاد نہیں دیں گے کیوں دیں بیٹا اگر دے دیا اگر نبی جیسا نہیں ہے تو نبوت کی توہین کہ کم تر ہے بیٹا، نبی سے کتر ہے بیٹا تو افضلیت کیا ہوئی نبی سے کم تر ہے بیٹا، اگر فضیلت بڑھادی تو نبوت کی توہین، برابر اگر رکھ دیا تو نبوت کی توہین، راجہ دستر تھ کی چار بیویاں تھیں بڑی بیوی کو شلیا سے رام تھے کیکئی سے بھرت تھے، جن کے نام پر بھارت ہے، تیسری بیوی ستمرا سے لکھن تھے، چار بیٹے تھے، تین بیویاں تھیں، ایک دن رتھ چلا جا رہا تھا جس پر راجہ بیٹھے ہوئے تھے رامائن میں پورا قصہ ان کا لکھا ہے، ایک کیل جس سے پہیہ لگا ہوا تھا رتھ کا، وہ کیل گر گئی پہیہ ٹوٹنے والا تھا رتھ کا، کھائی میں گر جاتے، کیکئی ادھر سے جا رہی تھی کہ اُس نے اپنا انگوٹھا سوراخ میں رکھ دیا۔ رتھ رک گیا، کہا کون، کہا کیکئی آپ کی بیوی، تم نے ہماری جان بچائی مانگو جو کچھ مانگنا چاہتی ہو کہا جب موقع آئے گا مانگ لیں گے۔ زبان آپ دے دیجئے زبان دینا رسم بھی ہے محاورہ بھی ہے، زبان دے دی جب گدی نشینی تخت نشینی کا وقت آیا تو بڑے بیٹے رام کو تخت دے رہے تھے آگئی کیکئی کہا آپ نے ایک وعدہ کیا تھا آج مانگتی ہوں تین باتیں آپ نے کہی تھیں میں مانگتی ہوں، کہا مانگو کہا میرا بیٹا بھرت ہندوستان کا راجہ بنے گا، زبان دی تھی کہا بڑا بیٹا آپ کا رام چودہ برس جنگل میں بن باس کے لئے چلا جائے شہر میں نہیں رہ سکتا۔ مجبور ہو گئے راجہ بیٹے کو بھیجنا پڑا۔



سوتیلی ماں نے رام کو حکومت کی گدڑی پر بیٹھنے نہیں دیا اگر ایک شخص کے کئی بیویاں ہوتی ہیں اور ہر بیوی سے بیٹا ہو تو سوتیلی ماں اپنے اپنے بیٹے کے لئے وراثت کا جھگڑا اٹھاتی ہیں، اللہ نے رسول کو ہر بیوی سے ایک ایک بیٹا دیا ہوتا تو فساد برپا ہو جاتا۔ اس لئے اللہ نے اپنے محبوب کو ایک بیٹی عطا کی تاکہ وراثت پر جھگڑا نہ ہو، بیٹی رحمت ہوتی ہے اللہ نے آپ کو چونکہ رحمت العالمین بنایا ہے اس لئے بیٹی عطا کی۔ (صلوٰۃ) بیٹی عطا کی گئی بیٹا نہیں دیا گیا، اب میں کہہ چکا گو دیوں کی ذمہ داری آغوش کی ذمہ داری پروردگار نہیں لینا چاہتا تھا۔ کنعان کی مثال موجود تھی اس لئے بیٹا نہیں دیا گیا۔ یہاں نسل چلے رسول کی تو رحمت پر چلے، اولاد فاطمہ کائنات کے لئے رحمت بن گئیں، مقصد اولاد ہے اولاد دو بیویوں سے دی یا خدیجہ سے دی یا ماریہ قبطیہ سے دی، درمیان میں کسی سے نہ دی ضرورت کیا تھی کہ آخری بیوی کو بیٹا دیا جائے اور اٹھارہ مہینے کا بیٹا واپس لے لیا جائے، کیا مصلحت تھی پروردگاری، پروردگار نے خدیجہ سے چار بیٹے دیئے ایک بیٹی اس کے بعد شادی پر شادی یہ بھی ایک زوجہ کی آواز آگئی ہم کیا کریں ہم کیا کریں یہ بوڑھا ہو گیا ہم بانجھ نہیں ہیں یہ بوڑھا ہو گیا الفاظ نہیں ہیں کہ تاریخ کے مسائل کھول کر بیان کر سکوں حالانکہ بہت کام کی چیزیں ہیں اور سب آپ کو معلوم رہنا چاہئے، الزام لگا، قدرت نے آواز دی لو آخری عمر میں وفات سے ایک سال پہلے آخری بیوی سے بیٹا دیتے ہیں اب بتاؤ یا پہلی سے دیا یا آخری سے دیا، جیسا پہلی شادی کے وقت رسول جوان تھا آج بھی جوان ہے۔ یہ رسول ہے نبوت پر شک نہ کرو، اللہ چاہتا تو ہر بیوی سے بیٹا دیتا، رسول اللہ نے اپنے جد کے نام ابراہیمؑ پہ اپنے بیٹے کا نام ابراہیمؑ رکھا ہے کتاب ایک بازار میں بک رہی ہے



جنگ جمل کے متعلق اور ایک عیسائی مورخ عمر ابوالنصر کی لکھی ہوئی ہے اور اس کا ترجمہ ابھی لاہور سے شائع ہوا ہے اس میں ایک واقعہ درج ہے کہ جنگ جمل کیوں ہوئی وہ کہتا ہے کہ عورت کا انتقام بڑا خطرناک ہوتا ہے وہ انتقام لے کر رہتی ہے۔ اس کے ذیل میں اس نے یہ واقعہ لکھا ہے، میں بھی آپ کو سنائے دیتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ جب رسول کا بیٹا ابراہیمؑ پیدا ہوا تو علیؑ نے پورے مدینے میں چراغاں کروا دیا۔ علیؑ نے مدینے کا ہر گھر جو ادیا دعوت کا اہتمام کیا مدینے والوں سے کہا آؤ اور دعوت کھاؤ دعوت ذوالعشیرہ کے بعد اور خود علیؑ کے ویسے کے بعد نکلے اور مدینے میں یہ تیسری سب سے بڑی دعوت تھی۔

بھوکے مسلمان ٹوٹ پڑے، اصحاب صفہ جن کے حالات آپ پڑھتے رہتے ہیں۔ اصحاب صفہ صبح بخاری میں ہے اتنے بھوکے تھے کہ جعفر طیار اگر باہر آجاتے تو سب پیچھے لگ جاتے تھے اس لئے کہ جعفرؓ سے زیادہ سخی انسان پیدا نہیں ہوا، سوائے آل محمدؐ کے تو صحیح مسلم اور صحیح بخاری دونوں میں یہ روایت ہے ابوہریرہ کہتے ہیں ہم سب جعفرؓ کے پیچھے پیچھے اُن کے گھر تک جاتے تھے، جعفرؓ گھر میں جاتے تھے ہم سب بھوکے دروازے پہ کھڑے رہتے تھے جعفرؓ جاتے تھے شہد کی مشک لاد کر لاتے تھے مشک کا دہانہ کھول دیتے تھے ہم شہد دہانے سے پیتے، ہم سب ایک دوسرے کو دھکا دے کر شہد پیتے تھے، جعفرؓ دہانہ بند نہیں کرتے تھے، مشک خالی ہو جاتی تھی پھر بھی ہمارا پیٹ نہیں بھرتا تھا، جعفرؓ عاجز آجاتے تھے مشک پھینک کر چلے جاتے تھے ہم خنجر نکال کر مشک کو چاک کرتے تھے ہم سب گر کر مشک کے ہڑے کو زبان سے چانتے تھے۔ (نعرہ حیدری)

اسی لئے زہراؑ نے فدک کے خطبے میں کہا تھا کوڑے خانے سے مردہ مرغی اٹھا



کر کھانے والو تم ہم سے یہ کہہ رہے ہو کہ فذک ہمارا نہیں ہے تم پھر پچھلے دین پر جا رہے ہو، زہراؑ نے پچھلا دین یاد دلوایا اتنے فقیر اتنے بھوکے اصحاب صفہ غور کر رہے ہیں آپ ٹوٹ پڑے دعوت میں حضرت علیؑ نے جب رسول اللہ کے بیٹے کی ولادت پر جشن منایا تو مسجد نبوی کے ایک حجرے سے آواز آئی ہاں سمجھ گئی چونکہ میرے اولاد نہیں ہے اس لئے علیؑ نے چراغاں کروایا ہے مجھے جلانے کے لئے، مورخ عیسائی ہے، جان کر کتاب کا نام نہیں لے رہا ہوں اس میں نام آ گیا ہے کتاب میں نام آ گیا ہے ”علیؑ اور جمل“ نام لیں گے نہیں ہم کتاب دیکھئے گا ٹائٹل پیج (Title Page) پر نام لکھا ہے بیس روپیہ کی کتاب ہے لے کر پڑھیے گا۔ ہمیں جلا رہے ہیں علیؑ، ظاہر ہے عورت کی بات کا بھی کوئی جواب ہوتا ہے لیکن اگر حکیم ہو تو وہی عورت کو جواب دے سکتا ہے اگر حکیم نہ ہو تو ہر آدمی سپروہتھیار ڈال دیتا ہے، عورت کی زبان کے آگے علی حکیم تھے آواز دی غلط نہی ہوئی ہے تم کو ہم کیوں تم کو جلائیں گے ہم کیوں تم کو جلائیں گے ہمارا تو ذہن بھی اس طرف نہیں گیا۔ ہم نے تو چراغاں اس لئے کروایا جملہ سنیے کا امامت کی زبان کا، فصیح و بلیغ جملہ ہے ہم نے تو اس لئے خوشیاں منائیں ہم نے تو اس لئے چراغاں کیا ہم نے اس لئے دعوت کی کہ جب ہمارے یہاں سب سے پہلا بیٹا حسن پیدا ہوا تھا تو رسولؐ نے خوشیاں منائی تھیں چراغاں کروایا تھا۔ دعوت دی تھی، احسان کا بدلہ احسان ہے، (نعرہ حیدری) کیونکہ میرے گھر جب بیٹا ہوا تھا تو رسولؐ نے خوشیاں منائی تھیں۔ اب رسولؐ کے گھر بیٹا ہوا تو میں خوشی نہیں مناؤں گا تو کون منائے گا ہو گئی بات یہ تو ایک عیسائی مورخ کہتا ہے، یہ واقعہ جمل کی بنیاد بن گیا اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اللہ نے رسولؐ کو ماریہ قبطیہ سے بیٹا

کیوں دیا اور نام رسولؐ نے ابراہیمؑ کیوں رکھا، اسماعیلؑ نام کیوں نہیں رکھا، اسحاقؑ نام کیوں نہ رکھ دیا ابراہیمؑ نام کیوں رکھا اس لئے کہ اسلام کا پہلا امام ہے ابراہیمؑ، امامت کا آغاز ہو رہا ہے ابراہیمؑ سے یہ حدیث بھی ایک اُمّ المؤمنین سے ہے مختلف کتابوں میں ہے کہ نبیؐ فرماتے تھے اگر ابراہیمؑ زندہ رہ جاتے تو صدیق نبیؐ ہوتے اب یہ ذہن میں رکھئے گا کہ اگر نبیؐ جاتا بیٹا تو نبیؐ بنتا تو حدیث جب یہ ہے تو سخن صاحب توجہ رہے مولانا ذوالفقار صاحب توجہ رہے اگر یہ حدیث ہے اور اسی گھرانے کی حدیث ہے کہ ابراہیمؑ بچتے تو نبیؐ ہوتے، تو وہ حدیث جھوٹی ہو گئی کہ اگر میرے بعد نبیؐ ہوتا تو یہ ہوتا (نعرۂ حیدری) تو اب ماں کی بات مان لو یا بیٹے کی بات مان لو کہ یہ نبیؐ ہوتے یہ نبیؐ ہوتے جو خلافت نہ کر سکے وہ نبیؐ ہوتے یہ سوچیں آپ جو فقہ نہ سنا سکیں وہ نبیؐ ہوتے فضلہ نے بیوہ ہونے کے بعد دربار خلافت میں آ کر کہہ دیا نکاح اس لئے نہیں کر رہی ہوں کہ میرے عدت کے دن ابھی پورے نہیں ہوئے، علیؑ کے گھر کی کنیز ہے، بنی عدی کے قبیلہ کے ایک جاہل انسان سے زیادہ فقہ جانتی ہے، تخت پہ بیٹھے ہیں تعریف کنیز کی کر رہے ہیں فقہ نہیں آتی کتاب یہ بھی آچکی علی اکبر شاہ صاحب کی اس موضوع پر بھی دونوں کتابیں پڑھنے والی ہیں، مزید اس کتاب میں تیسری کتاب بھی آ رہی ہے، تو ایک فکر یہ بھی ہے ضروری ہے اس لئے ضروری ہے جو کام یہ کر رہے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ جو خوف دماغوں میں بٹھایا گیا ہے یہ خوف نہیں تو اور کیا کہ چند لوگ یہ لکھیں کہ اُمّ کلثومؓ کا عقد خلیفہ وقت سے ہو گیا تھا اس کا جواب معذرت نہیں اس کا جواب یہی ہے جو ہم کہتے ہیں جو یہ کتاب میں لکھتے ہیں یاد رکھو یہ مہلت ہے مہلت ہے تم بنی امیہ کے عہد میں نہیں ہو بنی عباسؑ کے عہد میں نہیں ہو اب تم آزاد ہو۔ فکر کی



آزادی، ذکر کی آزادی ہے حقائق کہو تم نہ کہو گے تو عورتوں کی زبان کہے گی۔ ڈر جاؤ گے تو شرماؤ گے تو جہاں تمہارے قدم رک گئے کر فیو میں وہاں عورت کے قدم بڑھ گئے تم نے مجلس، عشرے بند کئے عورت نے نہیں بند کئے کرنا شرم کر فیو میں عزاداری بند ہوتی ہے مجلس بند ہوتی ہیں یہ نیتا شاکر اچی میں دیکھا ہے ہم نے آج کے دن پچھلے سال کر فیو لگا تھا اٹھارہ صفر کو عشرے کی تین مجلس باقی تھیں ہم نے تین مجلس پڑھ کر کر فیو میں عشرہ پڑھا ایسا کر فیو کہ چورے شہر میں کر فیو تھا نیت ہونی چاہئے، اب یہ دوسری بات ہے کر فیو لگا تھا نافذ نہ ہو سکا جس دن ہمارا عشرہ شروع ہوا کر فیو ہٹ گیا نیت نیت ہے۔ پتہ چلا یہ حسد تھا علی نے کہا نہیں ایسا نہیں ہے، میرے بیٹے کی ولادت پر رسولؐ نے خوشی منائی تھی اس لئے میں خوشی منا رہا ہوں، لیکن علیؑ نے یہ بتا دیا کہ اب دیکھو قدرت نے نہیں چاہا کہ دو بیویوں کے علاوہ کسی سے بیٹا ہو، دیا تھوڑے دن کے لئے دیا اور لے لیا ابتدائی چار بیٹے چند مہینے حیات رہے، سب سے زیادہ عمر ابراہیمؑ کی ہوئی کب پیدا ہوئے آٹھ ہجری کے آخر میں نو ہجری پورا گزر اوس ہجری کو وفات پائی، پتہ ہے کب وفات پائی ذی الحج کے مہینے میں اٹھائیس ذی الحج کو وفات پائی تو جر کھئے گامیں وہیں ہوں، اپنے موضوع پر اللہ نے کیوں ابراہیمؑ کو پیدا کیا اور کیوں لے لیا اٹھائیس ذی الحج کو دس ہجری میں وفات ہوئی چوبیس ذی الحج دس ہجری کو مباہلہ ہوا مہینے میں آیت یہ آئی تھی اَبْنَاءُ نَا وَ اَبْنَاءُ کُمْ اپنے بیٹوں کو لاؤ رسولؐ کا بیٹا تھا بیٹا اس لئے دیا گیا کہ رسولؐ کا بیٹا اور ہوتا ہے زہراؑ کا بیٹا اور ہوتا ہے اَبْنَاءُ نَا وَ اَبْنَاءُ کُمْ بیٹا تھا بیٹا نہیں لے گئے، اَبْنَاءُ نَا میں حسینؑ کو لے گئے حسنؑ کو لے گئے بتایا کہ پاکیزہ بیوی کا بیٹا سہی مگر نسل میں حسنؑ و حسینؑ ہیں، اگر مل



بھی جاتے تو کس شمار میں ہوتے تم چار بیٹیوں کو لیے بیٹھے ہو کہ چار بیٹیاں بنا دو بیویوں سے مل جاتے تو نسل میں نہ ہوتے۔ نہ کہ تین بیٹیوں سے ملتے تو نسل رسولؐ بن جاتی بہت جھوم جھوم کر کہتا ہے وہ جو آپؐ کا خطیب ہے، مولانا بلغ الدین آج کل جس کی زبان بند ہو گئی کہتا ہے ہر بیٹی سے اولاد تھی اور ایک حدیث بیان کرتا ہے کتابوں کے حوالے سے ایک نواسہ رسولؐ کا تھا علیؑ زینب کا بیٹا جب رسولؐ نماز میں جاتے تھے وہ پشت پہ چڑھ جاتا تھا اور جب تک بچہ پشت پر چڑھا رہتا تھا اُس وقت تک رسولؐ سجدے میں رہتے تھے، کاش ہر بیوی سے بیٹا دے دیتا تو ہم دیکھتے کتنے پشت رسولؐ پر آئے اور اب اس کا جواب سن لو ایک دن رسولؐ شاہراہ پہ جا رہے ہیں مدینے کے مسلمانوں کے بچوں نے دیکھا رسولؐ آ رہے ہیں کھیل چھوڑا چھوٹے چھوٹے رسولؐ کے پیچھے دوڑے رسولؐ کو گھیر لیا رسولؐ زمین پر بیٹھ گئے کہا کیا بات ہے بچو! کہا یا رسول اللہؐ آپ حسنؑ اور حسینؑ کو روز کا ندھے پر چڑھاتے ہیں آج ہم باری باری آپ کے کا ندھے پر چڑھیں گے۔ عادل ہے ہمارا رسولؐ جملہ بڑے کام کا ہے ایک بار رسولؐ نے جیب سے چند کھجوریں نکالیں اور کہا بچو! کھجوریں کھاؤ گے یا کا ندھے پر چڑھو گے بچوں نے کہا کھجوریں، کھائیں گے ایک ایک کھجور بانٹ دی اور اس کے بعد مسکرا کر چلے آئے۔ جو بچے پشت کی عظمت اور کھجور میں فرق نہ سمجھیں وہ کا ندھے پر نہیں ہوتے۔ (نعرہ حیدری)

وہ دوش پر نہیں آئے دوش پر وہ بچے آئے جو دوش کی عظمت پہچانتے تھے تب آئے وہ دوش پر اور ایسے ہی نہیں آ گئے زلفیں ہاتھ میں ہیں گویا نبوت کی باگ ڈور بچوں کو دے دی جدھر چاہیں چلا لیں نبوت کو اگر بیٹا ہوتا بھی تو نبوت کو



نہیں چلا سکتا تھا، قدرت دیکھ رہی تھی جب تک زہرا کی عظمت شامل نہیں ہوگی نبی کا کام کوئی اولاد میں کر نہیں سکے گا اس لئے نواسے دیئے رسول اللہ بیٹے کو بہت چاہتے تھے علیؑ پر تو الزام لگ گیا رسولؐ نے کیا کیا رسولؐ نے اس سے بڑا کام کیا۔ رسول اللہ کے بیٹے ابراہیمؑ کی ولادت پر علیؑ نے تو صرف چراغاں کروا دیا تھا، رسولؐ نے اس سے بڑا کام کیا پتہ ہے آپ کو رسول اللہ کا بیٹا ابراہیمؑ جب بڑا ہوا ایک سال کا تو کاندھے پر بٹھا کر نکلتے اور باری باری تیرہ کے تیرہ حجروں سے بچے کو دکھاتے ہوئے جاتے ہر کتاب نے لکھا ہے باری باری سب کے حجرے میں بچے کو کاندھے پر بٹھا کے جاتے تھے، یہ کیا کیا رسول اللہ نے یہ کیوں کیا رسول اللہ نے اب ہم سے کہتے ہو تبرّا پڑھ دیا یہ کیا پڑھ دیا، تبرّا تو خود رسولؐ کرتا ہے رسولؐ نے کیا تبرّا اس سے بڑا تبرّا کیا ہوگا جو رسولؐ نے کیا ہے کاندھے پر بٹھا کر ایک ایک حجرے میں باری باری جاتے ہیں جلا رہے ہیں، جلا رہے ہیں جلانے کا نام ہی تو تبرّا ہے۔ رسولؐ کی رسالت میں ہم کیا کریں اللہ کے یہاں بھی یہی ہے تَبَّتْ يَدَايِیْ لَہٖ وَتَبَّتْ ثَوْبِیْ تیرے ہاتھ جو فکرِ خدا ہی فکرِ نبوت، وہی فکرِ امامت، وہی فکرِ کردار تم ہمارے تسلسل کو توڑنا چاہتے ہو تم فروغِ دین کی ایک فرع کو ختم کرنا چاہتے ہو پہلی نماز آخری تبرّادونوں، ہم پہلے نہ نماز قبول اس کے بغیر اس کے بغیر نہ روزہ قبول اس کے بغیر نہ تولا قبول اس کے بغیر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پہلے تبرّا ہے پھر تولا لَا فَخْرَ إِلَّا عَلٰی لَا سِیْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ پہلے تبرّا ہے پھر تولا ہے۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی ط

(سورہ الشوریٰ آیت ۲۳)



پہلے تیرا پھر تو لایہ فکر آدم نے دی ہے پہلا آدمی پہلا انسان آدم ہے سب سے پہلے تیرا اور تو لا کا بانی پہلا آدمی پہلا انسان آدم ہے۔ آدم کی اولاد آدمی ہے جو آدمی ہو گا وہ سنت آدم پر ضرور عمل کرے گا، جب آدم آئے ہاتھ کی لاش پر قابیل قتل کر کے جارہا تھا چاہئے تو یہ تھا کہ فطرت پدری کا تقاضا تھا زخمی بیٹے کا سر اٹھا کر چہرے کا خون صاف کرتے سر زانو پر رکھتے پہلے ایسا نہیں کیا بیٹے کی طرف نہیں گئے قابیل کی طرف دیکھا جا قیامت تک تجھ پر خدا کی لعنت ہو، تو قتل کا بانی بن گیا اب ہر قتل تیرے نامہ اعمال میں بھی لکھا جائے گا، پھر جا کر بیٹے ہاتھ کا ماتم کیا پتہ چلا کہ پہلے یزیدیت مردہ باد پھر حسینیت زندہ باد صلوٰۃ پڑھئے گا۔ (نعرہ حیدری) پہلی عورت وزیراعظم بے نظیر ہیں، جب سعودی عرب کے ایئر پورٹ پر پہنچیں تو مجمعے میں یزید مردہ باد کے نعرے لگائے گئے، سعودی عرب میں ذرا کہہ کر تو دیکھو، اسی ایئر پورٹ پر مجمع نے کہا یزیدیت مردہ باد حسینیت زندہ باد، کھلے عام کر بلا گئی زیارت کی اس نے یہ اچھی باتیں نظر نہیں آ رہی ہیں لوگوں کو اس لئے ہم نے ”عورت اور اسلام“ موضوع رکھا ہے تاکہ آؤ اور اس موضوع کو سنو اس لئے کہ اعلان بہت لوگ بڑھ بڑھ کے کرتے ہیں کہ ہم بے نظیر کی وزارت پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں، بیمار لوگ مناظرہ نہیں کر پاتے مولوی نے کہا کہاں کرو گے، ٹی وی پر کرو گے، کوئی جواب نہیں آیا ہم نے ایک عشرہ پڑھ دیا بے نظیر کی مدد کے لئے میرا کوئی اس عورت سے واسطہ نہیں ہے لیکن صرف اس لئے کہ وہ محب اہل بیت ہے میں نے دس تقریریں ”عورت اور اسلام“ کے موضوع پر کی ہیں بعد میں یہ دس تقریریں پیپلز پارٹی کے ایک صاحب نے فرمایا میں وزیراعظم کو بھجوا دوں گا۔



علیؑ نے بتایا ہمیں اولاد چاہئے اسی لئے جملہ کہا تھا بھائی عقیلؑ ایسی عورت چاہتا ہوں جس سے بہادر بیٹا پیدا ہو، اب سمجھ اسی لئے عورت کی نسل دیکھی جاتی ہے، اولاد کا مستقبل بیوی کی نسل میں پوشیدہ ہے۔ بہادر قبیلہ کی ہو تو علیؑ نے انتظام کیا خولہ بنت جعفرؓ سے محمد حنفیہؓ جیسا بیٹا، لیلیٰ بنت مسعود دارمہ سے محمد بن علیؑ جیسا بیٹا، ام سعید سے یحییٰ جیسا بیٹا، اسماء بنت عمیس سے عون بن علیؑ جیسا بیٹا، عرض کریں گے تفصیل سے انشاء اللہ، لیکن علیؑ کی ہر اولاد نے اپنے سے کہیں زیادہ اولاد فاطمہؑ کو سمجھا اس لئے کہ بیٹے تو امام تھے بیٹیاں بھی اپنی تمام بہنوں سے بڑی تھیں، اس لئے جناب زینبؑ کا لقب تھا ثانی زہراء۔ ہر علیؑ کی زوجہ ادب کرتی تھی شہزادی کا، گھر کا کوئی مسئلہ ہو کسی بی بی کو اختیار نہیں تھا کہ بغیر شہزادی کی اجازت کے وہ کام ہو جائے اٹھارہ بیٹے اٹھارہ بیٹیاں، تیرہ بیویاں، کنبہ بہت بڑا تھا علیؑ کا لیکن تمام عورتوں کی سردار بعد زہراءؑ مدینے میں زینبؑ تھیں علیؑ کی بیٹی تھیں علیؑ جنگ جمل لڑنے گئے ہوئے تھے مدینہ خالی تھا سارے مسلمان چلے گئے تھے مدینے میں صرف عورتیں تھیں پتہ چلا نبیؐ کی ایک بیوی نے اپنے گھر پر گانے کا انتظام کیا ہے تاکہ وہ گیت گائے جائیں جو میدان جنگ کے رزمیہ گیت ہوتے ہیں، اُن کی مدد کے لئے جوڑنے لگی ہیں دو ہی بیویوں کا ذکر ہے جن کا ذکر سورہ تحریم میں ہے ایک مدینے میں رہ گئی تھی ایک چلی گئی تھی جو رہ گئی تھی اُس نے اپنے گھر پہ ڈھول رکھوایا، کتاب کے حوالے کی ضرورت نہیں جائیں گے اسٹال پر آپ ”مظلومہ مکر بلا“ کتاب رکھی ہے اس میں اصل حوالہ دیکھ لیجئے گا بازار میں بک رہی ہے دوسرا ایڈیشن چھپ چکا ہے ایک بار جناب زینبؑ کو پتہ چلا مدینہ میں وقت کے خلیفہ کی بیٹی ہیں چادر اوڑھی، چہرے پہ نقاب ڈالی کینزوں کے حلقے

میں شہزادی زینبؓ سیدھی اس گھر پر پہنچیں گھر میں داخل ہوئیں عورتیں دیکھتے ہی سر جھکا کر بیٹھ گئیں خاموشی چھا گئی سناٹا ہو گیا جب شہزادی نے چہرے سے نقاب ہٹائی سب سمجھ گئے علیؑ کی بیٹی آگئی اب علیؑ کی بیٹی نے بولنا شروع کیا سنیں گے جملے یزید کے دربار کا خطبہ تو بہت بعد کا ہے یہ شجاعت دیکھئے کہا کہ تم لوگ جب تک ہمارے نانا زندہ تھے ان کو اذیت دیتی رہیں، اب ہمارے باپ کو اذیت دے رہی ہو، نبی کو اذیت دے چکیں اب امام کو اذیت دے رہی ہو تمہاری مثال تو خدا نے نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں جیسی بیان کر دی، تمہاری مثال تو مصر کی عورتوں جیسی ہے جنہوں نے یوسفؑ کو گھیرا تھا جناب زینبؓ زبان عصمت سے فرماتی ہیں تم ہم سے کہتے ہو کیا پڑھتے ہیں شہزادیوں سے پوچھو آئمہ سے پوچھو یہ فکر معصوم سے پوچھو، علیؑ یہ تبرا ہونے والا تھا جناب زینبؓ نے رکوا دیا۔ شجاع بیٹی تھی اس لئے علیؑ زینبؓ کو بہت چاہتے تھے معلوم تھا کہ یہ بیٹی اسلام کے لئے کیا کارنامہ کرے گی زینبؓ بحیثیت بیٹی، بحیثیت ماں، بحیثیت بیوی عبداللہ ابن جعفرؑ کی زوجہ سخی ترین مدینے کا انسان جعفر طیارؓ کا بیٹا حضرت زینبؓ کی تیرہ برس کی عمر میں شادی ہوئی دونوں بہنوں کی شادی ساتھ ہوئی جناب زینبؓ جناب ام کلثومؓ یہ بارہ سال کی ہیں وہ تیرہ سال کی ہیں ایک ہی سال بیاہ کر ایک ہی گھر میں گئیں جناب زینبؓ کی شادی عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے ہوئی جناب کلثومؓ کی شادی ان کے چھوٹے بھائی عونؓ بن جعفر طیارؓ سے ہوئی کسی اور غیر گھر میں علیؑ کی کوئی بیٹی نہیں گئی چچا کے بیٹے سے بیاہی گئیں اور چچا کے گھر بیاہ کر گئیں موزخ نے اپنی طرف سے لکھ دیا کہ ام کلثومؓ بیوہ تھیں ام کلثومؓ کے شوہر عونؓ بن جعفرؓ کر بلا میں شہید ہوئے وہ بیوہ نہیں تھیں اور نہ لا ولد تھیں رسولؐ کے گھرانے کی اولاد لا ولد

نہیں ہو سکتی رسولؐ کے گھرانے کی اولاد بانجھ نہیں ہو سکتی جہاں سورہ کوثر ہو وہاں اولاد کا سلسلہ رکتا نہیں اب کبھی اُم کلثومؓ کو لا ولد نہ کہنا، نہ بیوہ کہنا اُم کلثومؓ کا بیٹا قاسمؓ تھا زینبؓ کی بیٹی کلثومؓ تھی، اس لئے جناب زینبؓ کی کنیت بھی اُم کلثومؓ تھی۔ جناب زینبؓ کی بیٹی سے قاسمؓ کی شادی ہوئی کر بلا کے واقعے سے چھ مہینے پہلے اس لئے ایک افسانہ اور یہاں گڑھ لیا گیا اور یہ افسانہ اس لئے بنا تھا کہ یہ حقیقت ہے تاریخ کی معاویہ نے یزید کا پیغام بھجوایا تھا عبداللہ ابن جعفرؓ کے پاس کہ اپنی بیٹی کی یزید سے شادی کر دو، عبداللہؓ نے امام حسینؓ کو بتلایا کہ معاویہ نے یزید کے لئے میری بیٹی کا پیغام دیا ہے اسی دن امام حسینؓ نے اپنی بھانجی عبداللہؓ اور حضرت زینبؓ کی بیٹی کا عقد اپنے بھانجے اُم کلثومؓ کے بیٹے قاسم بن عون بن جعفر طیار سے کر دیا اور کہا جواب لکھ دیجئے بنی ہاشم کی بیٹیاں غیر گھرانے میں نہیں جاتیں حسینؓ نے جواب لکھوایا، اب نہیں گئیں تو پھر کبھی نہیں گئیں، ہم نے تو کبھی تبرا نہیں پڑھا ہم کیوں تبرا پڑھیں گے ہمیں کیا ضرورت ہے تبرا پڑھنے کی اس لئے کہ جو رسولؐ کہہ رہے ہیں وہ بیان کرتے ہیں جو اللہ کہہ رہا ہے وہ بیان کر دیتے ہیں جو معصومین کہتے ہیں وہ بیان کر دیتے ہیں جناب زینبؓ بیاہ کر اپنے چچا کے گھر گئیں۔ چچا کے گھر گئیں رخصت ہو کر راوی کہتا ہے گھر کی کنیز کہتی ہے تین دن ہو گئے شہزادی زینبؓ روتی رہیں، رونا نہیں رکا۔ ہر ایک نے کہا زینبؓ یہ دن ہر ایک کے لئے آتا ہے کہ بیٹی بیاہ کر شوہر کے گھر جاتی ہے اتارو نے کا کیا سبب ہے، کہا اس لئے نہیں روتی کہ باپ کا گھر چھوٹ گیا آج تیرا دن ہے کہ میں نے اپنے بھائی حسینؓ کا چہرہ نہیں دیکھا، بھائی کو اطلاع ہو گئی، بہن کو لینے آ گیا بھائی بار بار یہ کہتا تھا زینبؓ جب سے ماں اس دنیا سے اٹھ گئیں اُس دن سے ہم



تمہیں ثانی زہرا سمجھتے ہیں،

میراثیں کہتے ہیں:-

فرمایا جب سے اٹھ گئیں زہرائے باکرم

اُس دن سے تم کو ماں کی جگہ جانتے ہیں ہم

یہی وجہ تھی کہ جب حسینؑ مدینے سے چلنے لگے تو عورتوں کا انتظام زینبؑ کے سپرد تھا مردوں کا انتظام عباسؑ کے سپرد تھا زینبؑ سے حسینؑ نے کہا جس کو چاہو اس کو لے جاؤ، اگر حسینؑ چاہتے تو زینبؑ سے کہہ سکتے تھے کہ فہرست میں اُم سلمیٰؓ کا نام بھی لکھ لو، نقشہ کیا ہوتا ہے کربلا کا، اگر اُم المومنینؑ کربلا میں آتیں تو آج مسلمانوں کی تاریخ لکھتی یزیدؑ نے اُم المومنینؑ سے لڑائی کی تھی حسینؑ کا رشتہ مضبوط ہو جاتا لشکر میں مضبوطی ہو جاتی، حسینؑ کا مقصد پورا ہو جاتا کہ اُم المومنینؑ ادھر تھیں یزیدؑ ادھر تھا، حسینؑ رسولؐ کی بیوی کو گھر سے باہر نہیں لائے، مدینے میں روک دیا فکر امام دیکھی ایک علیؑ کی بیوی بھی زندہ ہیں، ایک رسولؐ کی بیوی بھی زندہ ہیں امامت کی زوجہ کو بھی گھر میں رکھا کہ اُم البنینؑ آپؐ بھی نہیں جائیں گی، اُم سلمیٰؓ آپؐ بھی نہیں جائیں گی۔ بہن کو لے کر چلے ازواج کو لے کر چلے اُم لیلیٰؓ تم چلو اُم ربابؓ تم چلو، بیوہ حسنؑ اُم فروہؓ تم چلو، زینبؓ تم چلو، اُم کلثومؓ تم چلو، حسینؑ کا کرم دیکھا ضعیف نانی، ضعیف ماں کو نہیں لے گئے حرمت برقرار رکھی۔ نبوت کے گھرانے کی اور امامت کے گھرانے کی۔ زینبؓ تمہارا بڑا کام ہے زینبؓ تم چلو کئے میں عماری آگئی عبد اللہ ابن عباسؑ آگئے راستہ روک لیا کہا حسینؑ ابن علیؑ تمہیں ہم جانے نہیں دیں گے کہا نہیں اللہ نے یہ چاہا ہے کہ ہم اُس کی راہ میں شہید ہو جائیں تم روک نہیں سکتے۔ کہا اچھا اگر جارہے ہیں تو گھر کی



عورتوں کو نہ لے جائیے۔ ابھی حسین جواب نہ دے پائے تھے کہ عماری کا پردہ ہلنے لگا چوب عماری پر کسی نے ہاتھ مارا کہا عبد اللہ ابن عباسؓ اچھا بھائی کو مشورہ دیتے ہو، بھائی بہن میں جدائی ڈالنا چاہتے ہو، بھائی سے بہن کو جدا کرنا چاہتے ہو، بھائی کے ساتھ بہن جی ہے بھائی کے ساتھ بہن مرے گی۔ روایت بڑی مستند ہے جناب مولانا سبط حسن علی اللہ مقامہ خطیب اعظم پڑھ رہے تھے کہ ایسے میں کسی نے سوال کیا کہ جب زینبؓ نے کہا تھا بہن بھائی کے ساتھ جیے گی بھائی کے ساتھ مرے گی تو پھر عصر عاشور کو حسینؑ تو شہید ہو گئے بہن تو بیچ گئی زبان عصمت کا جملہ یہ ہے بھائی کے ساتھ مرے گی، بے اختیار کہا احکام فقہ میں دیکھو فقہ پڑھو تو ایسے پڑھو جیسے مولانا سبط حسن پڑھتے تھے یہ ہے طریقہ کر بلا کی فکر کی چھاؤں میں فقہ سناؤ تو سمجھ میں آئے گی۔ کہا احکام ذبیحہ میں دیکھو اونٹ خر کیا جاتا ہے اور گائے ذبح کی جاتی ہے لیکن مچھلی کا ذبح کرنا نہیں ہے مچھلی کا ذبیحہ یہ ہے پانی سے نکلی ذبح ہو گئی حلال ہو گئی مچھلی کا ذبیحہ یہی ہے کہ مچھلی پانی سے الگ ہو گئی گو یا مر گئی اس کی موت واقع ہو گئی عصر عاشور کو حسینؑ ذبح ہو گئے زینبؓ کی زندگی چادر میں پردے میں تھی زینبؓ کا پردہ عصر عاشور کو چھنا زینبؓ مر گئی مولانا سبط حسن صاحب علی اللہ مقامہ اللہ ان پر رحمتیں نازل کرے کہ زینبؓ کی چادر کی عظمت اس طرح بتائی کہ زینبؓ کی زندگی چادر تھی، چادر چھن گئی، چادر چھن گئی زینبؓ کی چادر چھن گئی لیکن یہ یاد رکھنا کہ بنی ہاشم کی عورتیں یاد رکھیں یاد رکھیں آپ لوگ جو مناظر کھینچتے ہیں بے ادبی کرتے ہیں بنی ہاشم کی عورتیں کیونکہ سب عورتوں میں افضل ترین تھیں عرب میں اس لئے عرب کی ہر عورت ایک چادر اوڑھتی تھی بنی ہاشم کے گھرانے کی عورتیں دو چادریں اوڑھتی تھیں ایک اندر کی چادر ایک



باہر کی چادر، باہر کی چادر چھین لی اندر کی چادر چھین نہیں سکے جسے آج دوپٹہ کہتے ہیں وہ نہیں چھین سکے۔

جس دن چھیننے قیامت آ جاتی زمین پھٹ جاتی آسمان گر جاتا اب مصائب سنبھل کر پڑھنا ایک چادر چھنی تھی جو سر پر پردے کی چادر ہے وہ چھنی تھی جو جسم کی پردے کی چادر تھی اسے ہاتھ نہیں لگا سکے اسے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکا زینبؓ کا جلال زینبؓ کا وقار جس کا محافظ خود خدا تھا، فاتح خیر کی بیٹی تھی، فاتح خیر کی بیٹی تھی فاتح بدر و حنین کی بیٹی تھی، یہ شجاعت تو تھی کہ ناتے پر تھیں چادر چھن گئی تھی بال کھل گئے تھے بھائی کا لاشہ سامنے تھا بیٹوں کا لاشہ سامنے تھا بھتیجیوں کے لاشے سامنے تھے لیکن نظر کہاں تھی تقریر بس ایک رُخ پر آ رہی ہے اور میں خاتمے پہ پہنچ رہا ہوں توجہ رکھئے گا نظر کہاں تھی بھائی کے لاشے پہ نظر نہیں تھی علی اکبرؓ کے لاشے پہ نظر نہیں تھی، قاسمؓ کے لاشے پہ نظر نہیں تھی نظر کہاں تھی، نظر بیمار بھتیجے کے چہرے پر تھی امامت کی حفاظت پیش نظر ہے زینبؓ نے کہا کہ بیٹا خدا را سنبھالو اپنے کو چہرہ زرد کیوں ہو گیا، چہرہ متغیر کیوں ہو گیا، گھبرا کیوں رہے ہو بیٹا پھوپھی تمہارے قریب ہے بیٹا، سید سجادؓ نے فرمایا پھوپھی اماں آپ نے دیکھا لشکر والوں نے اپنے کشتوں کو دفن کر دیا میرا بابا بے غسل و کفن ہے، جناب زینبؓ کے جملے سنو گے تاریخی جملے ہیں زینبؓ عورت ہیں کر بلا کی عظیم عورت تاریخ بناتی ہیں اسلام کی اور ایسے تاریخ بناتی ہیں آواز دیتی ہیں گھبراؤ نہیں میرے لعل گھبراؤ نہیں میرے لعل تم چھوٹے تھے جب میرا باپ دنیا سے گیا تو جاتے جاتے مجھے راز کی باتیں بتاتی تھیں میرے باپ نے مجھ سے کہا تھا زینبؓ تیرے بھائی کا لاشہ کئی دن تک بے غسل و کفن پڑا رہے گا لیکن زینبؓ گھبرانا نہیں وہاں قبریں بنیں گی



چار دیواری بنے گی اور روئے بنیں گے اور قیامت تک زائر آئیں گے اور حسین کی قبر کا طواف کریں گے۔ میں دیکھ رہی ہوں بیٹا میرے بابا کا کہنا پورا ہو گا پھر یہاں زائر آئیں گے گھبراؤ نہیں بیٹا پھر حضرت زینبؓ کو فے کے بازار میں آگئیں بھتیجے کے چہرے پر نظر ہے دربار ابن زیاد میں بھتیجے کے چہرے پر نظر ہے دربار یزید میں جہاں بھتیجا خطبہ دے رہا تھا زینبؓ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔ آج امامت بول رہی ہے جب پھوپھی نے خطبہ شروع کیا تو بھتیجا پھوپھی کا چہرہ دیکھ رہا تھا کہا اے عالمہ غیر معلمہ کسی نے آپ کو نہیں سکھایا، لیکن آپ عالمہ ہیں، بھتیجا پھوپھی کا تعارف کروا رہا تھا پھوپھی امامت کا تعارف کر داری تھی لو تقریر کا رخ مڑ گیا، وہ دن آ گیا قید خانے سے قیدی چھوٹ گئے اہل حرم آزاد ہو گئے آج شب چہلم ہے قید خانے سے قیدی چھوٹ گئے پانچ چھ منٹ کی زحمت ہے اس کے بعد ایک جلوس آئے گا آپ اس کی زیارت کریں گے۔ آپ ماتم کریں گے یہاں بھی شمیمیں آئیں گی آج شب چہلم ہے دل بھر کر رو لیجئے ایک بار چوتھے امام نے آ کر کہا پھوپھی اماں یزید نے ہمیں آزاد کر دیا اس نے پوچھا ہے کہ مدینے جائیں گے یا کہیں اور کا ارادہ ہے، ثانی زہراؓ نے کہا کہیں جانے کا ارادہ نہیں اس لئے کہ ابھی تو اپنے بھائی کو رو نہیں سکی ابھی میں نے اپنے بھائی کا ماتم نہیں کیا ابھی میں نے صفِ عزائیں بچھائی، یزید سے کہو ایک مکان خالی کر دے ایک مکان خالی کر دے، مکان خالی کیا گیا زینب قید خانے سے نکل کر اس مکان میں آگئیں شام کی عورتیں آگئیں زینبؓ کو گھیر لیا اب توجہ رکھیے گا ایک بار کہا یزید سے کہہ دو لوٹا ہوا سامان واپس کرے ہمارا جو سامان لوٹا ہے واپس کر دے، شہیدوں کے سروں کو واپس کرے لوٹا ہوا سامان آ گیا تقریر کے آخری

جملے ہیں توجہ رکھیے گا، سامان آگیا، سب چیزیں ہناتی گئیں، ایک جلی ہوئی مسند تھی اس مسند کو اٹھالیا حسین کی مسند تھی مسند کو چوما آنکھوں سے لگایا سینے سے لگا کر ایک بلند مقام پر بچھا دیا، اسی لئے امام باڑے کو شہ نشین کہتے ہیں جو بلند جگہ ہوشہ کے بیٹھنے کی جگہ ہوا سے شہ نشین کہتے ہیں ایک بلند مقام پر شہ نشین بنائی اس پر مسند بچھائی ہاتھ جوڑ کر بھتیجے کے سامنے آئیں بھتیجے سے کہا بیٹا میرے ساتھ آؤ میرے ساتھ آؤ بھتیجا آیا کہا بیٹا ذرا اس مسند پر بیٹھ جاؤ بھتیجے نے کہا پھو بھی اماں آپ چاہتی کیا ہیں کہا بیٹا عصر عاشور کو تیرا باپ مارا گیا مجھ کو تعزیت دینی تھی، میرے ہاتھ نو بندھ گئے تھے تعزیت نہ دے سکی بیٹا باپ کا پرسہ لوزینب تجھے پرسہ دیتی ہے، تو یتیم ہو گیا، تیرا باپ مارا گیا، ہائے حسین ہائے زہرا، ہائے کربلا کے اسیر، اے کربلا کے قیدیو!

نویں مجلس

خواتین اودھ اور نور جہاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے
 عشرہ جہلم کی نویں تقریر ”عورت اور اسلام“ کے نام پر آپ سماعت فرما
 رہے ہیں کل عشرے کی آخری تقریر الوداعی ہوگی عنوان ہمارا واضح ہو چکا
 وضاحتیں ہو چکیں بعض بزرگوں اور دوستوں کے خیالات و فکر کی روشنی میں عنوان
 پورا ہو گیا کل کی مجلس میں بلحاظ تسلسل یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ عنوان کا حق ادا کیا گیا
 لیکن میرے نظریے کے مطابق جیسا کہ میں نے کسی اور تقریر میں کہا تھا کہ کم
 سے کم یہ موضوع بیس تقریریں اور طلب کر رہا ہے اور کبھی موقع ملا تو عرض کریں
 گے اس لئے کہ جو رہ گیا اور اس موضوع میں نہیں آسکا وہ چند لمحوں کے لئے وہ ہم
 سنادیں جو ہم نہیں پڑھ سکے۔ ختمی مرتبت کے گھرانے کی عظیم خواتین خاص طور پر
 آپ کی والدہ گرامی حضرت آمنہؓ پر پوری تقریر کرنی تھی لیکن موقعہ نہیں ملا اسی
 طرح حضورؐ کی تین ایسی پھوپھیاں ہیں جناب عائکہؓ جناب صفیہؓ، جناب عروہؓ
 جن کا ذکر ہم کرنا چاہتے تھے لیکن نہیں کر سکے اسی طرح حضرت ابوطالبؓ کی دو
 بیٹیاں جناب ام ہانیؓ اور جناب جمانہؓ جو کہ بلا میں بھی موجود تھیں ان دو کا ذکر ہم
 نہیں کر پائے اس کے علاوہ ہم صحابیات میں اور کنیزوں میں بہت سی خواتین کا



ذکر نہیں کر سکے مثال کے طور پر ہم نے حضرت فضہؓ کا ذکر کیا لیکن دو کنیزیں اور شہزادی کے گھر میں تھیں ایک جناب اُم ایمن اور ایک اسماء انصاریہ ان کی بھی خدمات ہیں اور یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ کتابوں میں لکھتے ہوئے علماء غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں خاص طور پر ہمارے شیعہ علماء نام اگر ملتا جلتا ہوتا ہے تو وہ بغیر سوچے سمجھے لکھ دیتے ہیں کہ بچوں کی ولادت کے وقت جو اسماء اور جو بچہ کو گود میں لیتی ہے اور دایہ بنتی ہے حسن و حسینؑ کی وہ اسماء انصاریہ ہے ہمارے علماء اسماء بنت عمیسؑ ان کو کہہ دیتے ہیں حالانکہ اسماء بنت عمیسؑ جعفر طیارؑ کی زوجہ ہیں اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی سگی چچی ہیں ان کو بھی کنیز بنادینا بغیر سوچے سمجھے گھر کی خاتون ہیں بزرگ ہیں اور حضورؐ کی قریبی رشتے دار بھی ہیں وہ حضورؐ کی رشتے کی بہن بھی ہوتی ہیں، انھیال کی طرف سے، لوگ کہتے ہیں اسماء نے یہ کیا اسماء نے وہ کیا وہ اسماء کنیز ہے جو انصار ان مدینہ میں سے ایک سردار کی بیٹی ہے جو کنیزی میں دی گئی تھی اب ہم نہ اس اسماء پر تقریر کر پائے نہ اسماء بنت عمیسؑ پر تقریر کر پائے، جو رہ گیا وہ سناتا جا رہا ہوں امیر المومنینؑ کی ازواج میں شہزادی کو نمینؑ پر تقریر ہوگئی جبکہ کم از کم پانچ تقریریں شہزادیؑ پر کرنا چاہئے تھیں یہ بھی رہ گیا۔ اس کے بعد جو دوسری شادی مولائے کائنات کی ہوئی وہ خولہ بنت جعفر سے ہوئی اور یہ بھی ایک مسئلہ ہے اگر شاید ذکر ابھی کہیں سے نکل آیا تو عرض کر دوں گا ان کے حالات مجھے یاد پڑتا ہے چھ یا سات سال پہلے ”قائد خان حسینؑ کا انجام“ پڑھتے ہوئے میں نے اسماء بنت عمیسؑ اور خولہ بنت جعفرؑ کا ذکر کیا تھا وہ ریکارڈ (Record) موجود ہے۔ اس کے علاوہ لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ جنگ جمل میں مولائے کائنات کی زوجہ بنیں ان کا ذکر نہیں کر سکے اس کے



علاوہ اُم حبیبؓ اور اُم سعیدؓ بھی مولائے کائنات کی ازواج میں شامل ہیں اس کے بعد جو چیزیں ختمی مرتبتؓ اور مولائے کائنات کے عہد کے بعد آتی ہیں امام حسنؑ کی سات بیویاں اور بڑا اہم مسئلہ تھا یہ کہ آپؐ کی شادیوں کے بارے میں مؤرخین اور انگریز مورخوں نے بھی اور ہمارے مسلمانوں نے بھی سات سو سے لے کر سات ہزار عقد لکھے ہیں لیکن میں جہاں تک پہنچا اس میں تمام بحث ہے دو تین تقریریں کیں کہ جس میں یہ بتایا تھا کہ امام حسنؑ پہ یہ الزام کیوں لگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سات بیویاں ہیں امام حسنؑ کی یا سات سو یا سات ہزار تو آٹھ سو کیوں نہ ہوئیں۔ آٹھ ہزار کیوں نہ ہوئیں، پتہ چلا نقطے جتنے چاہو بڑھا دو اور لگا دو شہزادے پہ الزام یہ بھی ایک موضوع ہے کبھی عرض کریں گے انشاء اللہ اگر زندگی رہی اس کے بعد امام حسینؑ کی ازواج کا باب ہے جو مختصر ہے، مگر بہت خوبصورت ہے اس لئے کہ ایک تاریخ کے مطابق تین بیویاں تھیں ایک تاریخ کے مطابق چار بیویاں تھیں جناب شہر باٹو سے پہلی شادی ہوئی جناب اُم ایلیٰ سے دوسری شادی تھی اس کے بعد جناب اُم ربابؓ اس کے بعد جناب اُم جعفرؓ۔ کوئی پانچویں بی بی آپؐ کی نہیں ہے، اس کے بعد چوتھے امام اور پانچویں امام کی ازواج اور یہاں تک کہ زجر جس خاتون تک ازواج امام میں ایک پورا موضوع ہے، یہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کے بعد ہر امام کے گھر کی کنیزیں ہیں ان کی خدمات ہیں ہم وہ بھی بیان نہیں کر سکے اس کے علاوہ جیسا کہ کل ذکر آیا تھا کتاب ”بلاغت النساء“ کا اس میں تقریباً ڈیڑھ سو ایسی کنیزانِ علیؑ کا ذکر ہے جو شاعرات تھیں خطیبہ تھیں فصاحت و بلاغت میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں ان کا بھی ہم ذکر نہیں کر سکے بس ایک کا ذکر کیا تھا آپؐ دیکھیں کہ یہ ایک گھنٹہ کتنا کافی

ہوتا ہے ہمارے لئے لیکن بہر حال بہت قیمتی وقت ہوتا ہے بہت کچھ اس میں ہم کوشش کر کے لے آتے ہیں ان چیزوں کو اب یہ سارے باب تمام ہو جائیں یعنی نرجس خاتون تک ہم پہنچ جائیں جہاں امامت کا سلسلہ رک رہا ہے وہاں تک کی خواتین کا تذکرہ ہم کر لیں اس کے بعد ایک دور آتا ہے کہ وہ عورتیں جو محبتِ علیؑ میں کارنامے کر گئیں ایران میں، عرب میں، ہندوستان میں پھر اس کا ذکر شروع ہوتا ہے وہ ایک الگ موضوع ہے اس پر بھی ہم ایک تقریر نہیں کر پائے اگر ہم اچانک عرب سے ایران آ جائیں تو کم از کم دس تقریریں ہمیں چاہئیں۔ ایران کی خواتین پر تقریر کرنے کے لئے قاجاری دور ہے، صفوی دور ہے، بادشاہوں کی بیٹیاں، بادشاہوں کی بیویاں ہیں جنہوں نے خدمات انجام دیں ہیں اہل بیتؑ کے لئے اور اچانک جب آپ ایران سے سرحد پار کر کے ہندوستان آ جائیں تو پھر دس تقریروں کی ضرورت پڑ جائے گی اس لئے کہ دکن سے اگر ہم شروع کریں تو ملکہ خدیجہ سلطان (محمد عادل شاہ کی ملکہ) وہ موضوع ہے کہ پوری تقریر ہو سکتی ہے، چاند بی بی پوری تقریر ہو سکتی ہے، یعنی دکن ہی میں پانچ چھ تقریریں ہو جائیں گی اور اچانک جب ہم دکن سے شمالی ہند میں آئیں گے دہلی اور آگرہ میں تو ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا شیعہ محبانِ اہل بیتؑ کی خواتین کا کہ جس میں بابر بادشاہ کی نامور بیٹی گل بدن بیگم ہمایوں کی بہن ہے جس نے ”ہمایوں نامہ“ کتاب لکھی ہے، اُس کے بعد اکبر کی دو بیویاں، پھر جہانگیر کی بیوی نور جہاں جس کے لئے ہمیں کم از کم پانچ تقریریں چاہئیں اس کے بعد ممتاز محل ہے وہ بھی محبانِ اہل بیتؑ میں سے ہے پھر شاہ جہاں کی دو بیٹیاں ہیں حسن آرا اور جہاں آرا جنہوں نے علیؑ کی شان میں ایسے ایسے فارسی میں

قصیدے لکھے کہ اگر دو دوشعر بھی پڑھیں ان کی تشریح کریں تو ایک گھنٹہ کامل ہو جائے صلوٰۃ۔ (نعرہ حیدری) اس کے بعد اورنگ زیب جیسے جابر و ظالم کے محل میں اُس کی بیٹی زیب النساء جو مولانا علی کی شان میں قصیدے کہتی ہے اور ذکر اہلبیت کی محفلیں منعقد کرتی ہیں کہ مولانا آغا مہدی صاحب کی پوری کتاب موجود ہے اگر آپ اسے پڑھیں۔ (نعرہ صلوٰۃ) اس کے بعد بہادر شاہ ظفر کی زوجہ زینت محل ہیں جنہوں نے دہلی کی عزاداری کو پروان چڑھایا اس پر دو تقریریں لازمی ہوں گی جو زینت محل کی خدمات ہیں اچانک جب ہم دہلی اور آگرہ سے ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچیں گے اور فیض آباد تو پھر دس تقریروں کی ضرورت پڑ جائے گی اس لئے کہ اودھ کی عزاداری کی بانی امہ الزہرا ایران کے امیر کبیر رئیس کی بیٹی جسے محمد علی شاہ بادشاہ دہلی نے اپنی بیٹی بنایا تھا اور سولہ برس کی عمر میں شجاع الدولہ سے ان کی شادی ہوئی تو ایک سو چھپن بیل گاڑیوں پر جو اہرات لاد کر ان کا جہیز چڑھا تھا اور وہ ساری دولت اُس عورت نے امام باڑے بنوائے روئے بنوائے عزاداری پر لگا دی اور آج جو یہ عزاداری دیکھ رہے ہیں کراچی میں یہ عکس ہے اس عزاداری کا اس لئے کہ جب بیاہ کر آئیں اور محمد علی بادشاہ نے رخصت کر دیا ان کو اور بادشاہ کے یہاں آگئیں تو فیض آباد میں انہوں نے ایک آفس (Office) کھولا جس میں جتنے شعر اس دور کے تھے سب ملازم تھے، میر انیس کے والد میر خلیق دادا میر حسن اور پردادا میر ضاحک سب کا کام یہ تھا کہ محل میں جس دن کوئی نیا لفظ بولا جائے وہ رجسٹر (Register) میں لکھ دیا جائے تو یہ زبان بنی اور اس کے بعد عزاداری کی ترتیب میں بڑے بڑے ایران کے علماء و ذاکرین کو بلا کر مشورہ ہوتا تھا کہ علم کا نقشہ کیسا ہو، تابوت کا نقشہ

کیسا ہو، جھولا کیسا ہو، مہندی کیسے نکلے، چہلم کیا ہے، سوئم کیا ہے پھول کیا ہے، ماتم کیا ہے نوح کیا ہے، سواری کیا ہے، جھولا کیا ہے، مہندی کیا ہے، بین کیا ہے، مرثیہ کیا ہے، مرثیے کی قسمیں کیا ہیں یہ سب کچھ ترتیب دیا جاتا تھا ایسے ہی نہیں بن گئی عزاداری کہ دو چار سیٹھوں نے امام باڑے بنوا دیئے اور انجنیں بن گئیں تو آپ سمجھ ہو گئی عزاداری آپ تک یہ عزاداری ایسے ہی نہیں پہنچ گئی پھر دور آتا ہے نصیر الدین کی بیگمات کا اس میں ملکہ زمانی ہیں جن کا امام باڑہ لکھنؤ میں اور مجلس آج بھی قائم ہے بہت بڑا ان کا ٹرسٹ (Trust) تھا لاکھوں روپے انہوں نے وقف کر دیئے تھے آج بھی انڈیا گورنمنٹ (India Government) کو وہ خرچ دینا پڑتا ہے اس لئے حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی (East India Company) نے ان سے قرضہ لیا تھا اتنی امیر خاتون تھیں ملکہ زمانی اور بہترین شاعرہ تھیں اور مرزا دبیر کی شاگرد تھیں مرثیے کہتی تھیں بہترین سلام کہتی تھیں ان کا پورا غیر مطبوعہ کلام ہمارے کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کے بعد امجد علی شاہ کی زوجہ کشور محل ہیں، عرض کیا تھا میں نے کسی تقریر میں تاریخ شیعیت میں امجد علی شاہ وہ پہلا بادشاہ ہے جس نے اسلامی حکومت شرع اور فقہ کے ساتھ رائج کی یہ اب تک کہیں نہ ہو سکا شاید آپ کہیں گے ایران میں ہو گیا ہم مانتے ہیں کہ ایران میں اسلامی حکومت رائج ہو گئی لیکن امجد علی شاہ نے جتنی منسٹریاں (Ministries) بنائیں تھیں ایک منسٹری کا منسٹر مجتہد تھا۔ اس تاریخ کو ہمارے جوان بھول چکے ہیں تسلسل جب تک قائم نہیں کریں گے ایران کی اسلامی حکومت سمجھ میں نہیں آئے گی تسلسل اور تاریخ کے بغیر بیکار ہے کسی چیز کو سمجھنا اب بڑا چرچا ہوتا ہے پردے کا چادریں بانٹی جاتی ہیں، پردے کا ذکر ہوتا ہے، کاش



تمہیں تاریخ معلوم ہوتی تو جو کچھ تم تبلیغ کر رہے وہ عکس اب دکھا دوں تو یہاں سے لے کر یورپ تک بل کر رہ جائے صرف ایک واقعہ ہے جو مثال میں آ گیا ہے ورنہ ابھی میں یہی بتا رہا ہوں کہ میں ابھی کیا کیا نہیں پڑھ سکا اب کیوں کہ موضوع میں آ گیا ہے اس لئے میں سنا دوں دیکھیں اسلامی حکومت رائج ہو چکی ہے بادشاہ کی بیوی ہیں کشور محل ایسٹ انڈیا کمپنی نے واجد علی شاہ کو معزول کر کے کشور محل کے بیٹے کی حکومت پر قبضہ کیا کشور محل نے یہ کہا کہ جب تک میں ملکہ وکٹوریہ سے بات نہ کر لوں اس وقت تک کمپنی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ہماری حکومت پر قابض ہو سکے اور لکھنؤ میں فوجیں داخل ہو سکیں۔ اپنے بڑے بیٹے کو لے کر ہندوستان سے یورپ کا سفر کیا اور جب سمندری جہاز سے اتریں تو سیکٹروں غلام و کنیزیں ساتھ تھے ساحل پر جب جہاز رکا تو جہاز کے چاروں طرف قاتیں لگائی گئیں پردے ڈالے گئے پھر کشور محل اتریں اور جب ملکہ وکٹوریہ کے پاس جانا تھا اور اسٹیشن پر ٹرین کے پاس آئیں تو پورے اسٹیشن پر مردوں کو روک دیا گیا کہ کشور محل پردے میں گاڑی میں بیٹھنے جارہی ہیں۔ یورپ میں آج سے ڈیڑھ سو برس پہلے پردے کا اہتمام سیرت فاطمہ کا مظاہرہ کشور محل نے کیا آج یورپ میں کوئی پردے کی تبلیغ کر کے دکھائے تو ہم جانیں اور آپ ماضی کی تاریخ کو بھلا دینا چاہتے ہیں اس کو آپ پھینک دینا چاہتے ہیں کچھ نہیں پائیں گے آپ اگر یہ سب کچھ بھول گئے۔ ملکہ وکٹوریہ نے کشور محل کا استقبال کیا پرنس ایڈورڈ، ہنری نے کہا کہ ہم ہندوستان کی ملکہ کو دیکھنا چاہتے ہیں اس وقت وہ آٹھ یا نو برس کا تھا، دوسری خواہش ملکہ وکٹوریہ کے شوہر پرنس البرٹ (Prince Albert) بادشاہ کنگ (King) کی آئی کہ کیا ملکہ سے ہم مل سکتے ہیں جواب ملا نہیں آپ نا



محرم ہیں آپ سے ملاقات نہیں ہو سکتی لیکن ملکہ کا بیٹا میرا بیٹا ہے بیٹا بن کر آئے وہ میرے بیٹے کی طرح ہے انہوں نے یہ بھی خواہش کی تھی کہ کشور محل کے ساتھ ہم ایک تصویر کھینچوانا چاہتے ہیں اور ہم ملازموں کی طرح آپ کی پشت پر کھڑے ہو جائیں گے ملکہ نے اجازت نہیں دی وہاں لندن کے میوزیم (Museum) میں سارا ریکارڈ موجود ہے۔

ملکہ وکٹوریہ کے بیٹے ایڈورڈ ہفتم پرنس کو ایک ہفتہ تک پریکٹس (Practice) کرائی گئی کہ ملکہ کشور محل کو سلام کیسے کرنا ہے جب سیکھ لیا تو سلام کرتا ہوا آیا تو نو لاکھ کا نو لکھا ہار ملکہ کشور نے سلامی میں دے دیا۔ تاریخ برطانیہ کی آپ نے دیکھی جیسی فضاؤں میں یہ تہذیب کہاں تک پہنچائی ملکہ کشور نے یہی تہذیب ہے جسے ہم چاہتے ہیں کہ منٹے نہ پائے لیکن تہذیب کو برقرار رکھنے والا! یہ تاریخ جب تک سناؤ گے نہیں یہ تہذیب واپس لاؤ گے کیسے، پاجامے کرتے کی تو تاریخ سناؤ ہم ذکر نہیں کر سکے بیگم حضرت محل واجد علی شاہ کی بیگم ہیں اور انہوں نے بادشاہ کی گرفتاری کے بعد جو فوجیں لڑائی ہیں انگریزوں کے ساتھ اٹھارہ سو ستاون میں انیس دن وزیراعظم کو ہتھیار نہیں ڈالنے دیئے لیڈ (Lead) کون کرتا حضرت محل اس فکر کی خاتون تھیں خود ہاتھی پر بیٹھ کر میدان جنگ میں جا نہیں سکتی تھیں توجہ ہے نا چاہتیں تو ہودج میں بیٹھ کر جاتیں کوئی مرد نہیں تھا لیکن جھولے میں لیٹے ہوئے پانچ برس کے بچے برجیس قدر کو ہودج پر بٹھا دیا کہ یہ بچہ لیڈ کرے گا اٹھارہ سو ستاون کی لڑائی کو برجیس قدر شہزادے نے لیڈ کیا اور قیامت کی لڑائی ہوئی ملکہ اودھ بیگم حضرت محل جنگ کرتی ہوئی نیپال کی سرحد تک پہنچ گئیں اور وہیں پہاڑی مقام پر ان کی قبر بنی، اس تنہائی میں انھوں نے ایک غزل بھی تھی:-

حکومت جو اپنی تھی اب ہے پرانی اجل کی طلب تھی اجل بھی نہ آئی
 نہ تخت اور تختہ اسیری نہ شاہی مقدر ہوئی ہے جہاں کی گدائی
 وہ رتبہ جو پایا تھا ہم نے وطن میں اسی کی بدولت ہوئی یہ لڑائی
 عدو بن کے آئے جو تھے دوست اپنے نہ تھی جس کی امید کی وہ برائی
 گھڑی دو گھڑی کے یہ جھگڑے ہیں سارے ابھی ہوگی قیدِ الم سے رہائی
 زمانہ رکھے گا پر اپنی نظر میں مری سرفروشی مری نارسائی
 اسی خاک پر میرا مدفن بنے گا پہاڑوں میں ہم نے ہے بستی بسائی
 لکھا ہوگا حضرت محل کی لحد پر
 نصیبوں جلی تھی فلک کی ستائی

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی چھاؤں میں محرم کی عزاداری ہوئی، ۱۸۵۷ء کے بعد کا جو محرم ہے اگست میں پڑا تھا اور برسات کا موسم تھا اور بارشیں بہت تیز تھیں اور سب چھوڑ چھوڑ کر اپنے شہروں کو چلے گئے تھے یہ بھی ایک تاریخ ہے اب مختصر آج زیادہ وقت نہیں لینا آپ کا تو عرض کر دوں میں نے ابھی خدیجہ سلطان کا ذکر کیا یہ بیجا پور کی ملکہ اور بے انتہا محبت علیٰ اور غم حسینؑ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ دوسری ملکہ حیات بخشی بیگم ہیں انہوں نے تاریخ میں ایک یادگار چھوڑی جسے بی کا علم کہتے ہیں۔ ایک دن ان کا بیٹا ہاتھی پر بیٹھا سیر کرنے کے لئے نکلا وہ ہاتھی مست تھا، شہزادے کو لے کر جنگل کی طرف بھاگ گیا اور جنگل میں کھو گیا ملکہ حیات بخشی بیگم نے اسی وقت منت مانی کہ اگر میرا بچہ صحیح و سلامت آ گیا تو جناب سیدہ کا علم نکالوں گی۔ حیدر آباد دکن کے لوگ وہ علم شب عاشور نکالتے ہیں اور اسے کہتے ہیں بی بی کا علم یہ اسی علم کی تاسی ہے جو حیات بخشی بیگم نے نکلوا یا تھا اور اس

کی روایت یہ ہے کہ جس لکڑی کے تختے پر شہزادی فاطمہ زہراؓ کو غسل دیا گیا تھا اس لکڑی کے تختے سے تعمیر کیا گیا تھا وہ علم، وہ علم دکن میں (الادہ بی بی عاشور خانہ) عز خانہ زہراؓ میں موجود ہے اس کی نقلیں یہاں کراچی اور دوسرے شہروں میں ہیں، ایک تو بی کا علم جب تک اٹھے گا حیات بخشی بیگم جو گو لکنڈہ کے بادشاہ سلطان قطب شاہ کی ملکہ اور عبداللہ قطب شاہ کی والدہ تھیں زندہ رہیں گی۔ دوسری ملکہ خدیجہ سلطان بیجاپور کی ملکہ ہیں اُن کے عہد کا سب سے مشہور شاعر رستی تھا اُس کو بلایا ملکہ خدیجہ سلطان نے اور کہا کیا شاعری تم کرتے رہتے ہو، نظمیں غزلیں اور وظیفہ بھی لیتے ہو جو میں چاہتی ہوں وہ تم کیوں نہیں کرتے اس نے کہا جو ملکہ کا ارشاد ہو کہا علیؑ نے اپنی حیات میں جتنی لڑائیاں لڑیں ہیں سب نظم کر دو مثنوی میں۔ رستی نے نظم کرنا شروع کیں اور تقریباً ۶۰ ساٹھ ہزار شعر کہے اس کے لئے تصاویر آرٹسٹوں نے بنائیں اور واحد کتاب ہے جو تاریخ میں جنگ بدر، احد، خیبر و حنین پر ہے، اس کتاب میں تمام جنگیں مل جائیں گی لیکن جو لڑائیاں رستی نے لکھی ہیں وہ مقتل میں نہیں ملتی، عجیب عجیب لڑائیاں اس میں دکھائی ہیں اور اتفاق سے وہ کتاب کیونکہ اُردو کی ابتدائی کتابوں میں ہے اس لئے کراچی کے اُردو بورڈ نے سن اڑسٹھ میں اسے شائع کیا بہت ضخیم کتاب ہے۔ جب تک وہ کتاب رہے گی ”غزوات علیؑ“ وہ کتاب خدیجہ سلطان کو تو یاد رکھے گی اس لئے کہ اس کے پہلے صفحہ پر یہ لکھا ہے کہ خدیجہ سلطان نے یہ نظم لکھوائی تھی لیکن جب پڑھنے والا کتاب پڑھے گا تو علیؑ کی محبت میں سرشار ہوتا جائے گا یہ ثواب کا راستہ کھول کر ملکہ گئی۔ (نعرہ صلوٰۃ) عورتیں اسلام کی عورتیں ہم عرب سے پار کر کے سرحد برصغیر میں آ گئے ہیں اور اچانک آ گئے ہیں بہت مختصر مختصر اس لئے کہ میں

نے آپ سے کہہ دیا کہ ہر ایک کے لئے ایک ایک تقریر چاہئے پوری سیرت ان عورتوں کی خدمات کی میں بیان کروں لیکن بہت ہی مختصر ان عورتوں کی میں جھلکیاں دکھاتا چل رہا ہوں نور جہاں محب اہل بیت تھی، ایران سے اس کا باپ آیا تھا اعتماد الدولہ کا خطاب پایا وزیر ہوا مغل حکومت کے حسن و جمال میں نور جہاں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی پہلے نور محل خطاب ہوا پھر نور جہاں سارے جہاں کا نور بن گئی کیوں بن گئی اس لئے کہ محبت علیؑ میں سرشار تھی۔ تو آج اسی نام سے پکاری جاتی ہے اس نے اہل بیت کو نور سمجھا بلکہ یوں نور سمجھا کہ نور بن گئی تو مسلمانو! اپنی تاریخ میں ایک ملکہ کو نور لکھنے والو رسول کو نور کہتے کیوں شرم آتی ہے۔

جب تک ایک عورت نہ بتائے گی جہاں کا نور تو وہ تو دو عالم کا نور تھا اسی راستے سے چلو شیر افگن سے شادی ہوئی وہ مر گیا، بیوہ ہو گئیں سات سال تک جہانگیر پیغام دیتا رہا انکار کرتی رہیں سات سال سیاہ کپڑے پہنے شوہر کا غم منایا اب یہ تاریخ ہے کہ قتل کروانے والا خود جہانگیر تھا مجبور اتنا کیا کہ نور جہاں نے جہانگیر سے شادی کر لی۔ شادی اس نے ہندوستان کے بادشاہ سے کی اس نے کسی عقیدے سے شادی نہیں کی تھی بتانا صرف یہ ہے کہ اسلام کی عورت اپنے عقیدے میں کتنا پختہ ہوتی ہے۔ آگے نکل جاؤں گا چند لمحے کی بات ہے توجہ رکھیے گا مشہور یہ ہے کہ جب تخت پر جہانگیر بیٹھا تھا دربار جب لگتا تھا قلم اور کاغذ جب رکھا جاتا تھا کہ بادشاہ پروانہ لکھے گا اس مقدمے کا فیصلہ کرے گا تو جب تک پردے کے پیچھے سے نور جہاں کا ہاتھ اس کے کاندھے پہ نہ آ جائے قلم نہیں چلا تھا ہاتھ رکھا اور اس کا قلم چلا اگر اس نے شانے کو دبا دیا تو مطلب اس کا یہ تھا کہ یہ فیصلہ تمہیں نہیں کرنا ہے ہندوستان کی تقدیروں کے فیصلے اسلام کی عورت کر رہی

تھی، توجہ رکھے گا، کیوں اس لئے کہ وہ عورت تھی جتنے بھی فیصلے اس نے جہانگیر سے کروائے تو سارے کے سارے تاریخی اعتبار سے سچے اور صحیح تھے کیوں کہ نور جہاں کا عقیدہ تھا کہ پروردگار عادل ہے بادشاہ کا عقیدہ نہیں تھا نور جہاں کا عقیدہ تھا تو عدل کے خلاف نور جہاں نے کوئی فیصلہ نہیں دینے دیا اور چودہ سال اسی عالم میں گزر گئے۔ بادشاہ راتیں شراب کے نشے میں گزارتا تھا حکومت نور جہاں چلاتی تھی ایک رات نور جہاں کو کنیز نے شانہ ہلا کر اٹھایا تو اس نے کہا یہ بے ادبی شہزادیوں کو اٹھانے کا کوئی اور طریقہ ہوتا ہے وہ آپ علم رکھتے ہیں اس وقت شانہ ہلانا کیا بات ہے آدھی رات گزری ہے کہا بادشاہ کا قلم چلنے والا ہے کہا اس وقت آدھی رات کو کون سا فیصلہ ہونے والا ہے کہا معلوم نہیں ہے آپ کو اس دور کے سب سے بڑے عالم قاضی نور اللہ شوستری ان کے سامنے گرفتار ہو کر کھڑے ہیں، نور جہاں نے جیسے ہی سنا بے قرار ہو کر چلی آتے ہی اس نے جہانگیر سے کوئی بات نہیں کی بلکہ ہاتھ سے قلم چھین لیا اور کہا میں تجھے یہ فیصلہ نہیں کرنے دوں گی ایک بے گناہ عالم کو قتل کرنے کا فتویٰ دینے جا رہا ہے جہانگیر اتنے غصے میں تھا کہ آج نور جہاں کو بھی بھول گیا اس لئے کہ شیطان بہکا چکا تھا فیصلہ کر لیا جہانگیر نے غصے میں قاضی قتل ہو گئے قاضی جی کی قبر بن گئی لیکن نور جہاں نے بھی ایک فیصلہ کر لیا جہانگیر نے غصے میں آ کر لوگوں کے بھڑکانے سے جس ہاتھ سے قلم چھینا تھا اسی ہاتھ سے جہانگیر نے نور جہاں کا ہاتھ پکڑ کر چلتی ہوئی شمع پر رکھ دیا نور جہاں کا ہاتھ جل گیا لیکن کچھ بولی نہیں جب جہانگیر کا نشہ اُترا جب ٹھیک ہوا تو قدموں میں آ کر سر رکھ دیا کہا نور جہاں ہم سے غلطی ہو گئی وہ کچھ نہیں بولی جہانگیر بیضا سوچ رہا ہے دربار میں کہ یہ ہاتھ کا عیب ہے اسے کس

طرح چھپایا جائے، آخر اس نتیجے پر پہنچا کہ جہاں پر تھیلی کا اوپری حصہ ہے وہاں پر ٹیکا اور جھومر کی طرح کندن کے کام کا ایک ٹیکا بنا دیا جائے اس زیور کو انگلیوں سے پہنا کر ہاتھ میں کڑا بند کر دیا جائے جب یہ سونے کا زیور ملکہ کے ہاتھ میں ہوگا تو ہاتھ کا عیب نظر نہیں آئے گا۔ زیور تیار ہوا جہاں گیر وہ زیور لے کر آیا چاہا کہ نور جہاں کو پہنادے تو نور جہاں نے پوچھا یہ کیسا زیور ہے کہا یہ نئی ایجاد ہے، ہمارے ایک سنار کی، نور جہاں نے پوچھا اس زیور کا نام کیا ہے، کہا تم رکھ دو اس زیور کا نام یہ کیوں کہا اس نے پانچ سو ایجادیں ہیں نور جہاں کی لباس جتنے ہیں مسلمانوں کے سب نور جہاں نے ایجاد کئے ہیں۔ تیل اور عطر اور جتنے سنگھار کے سامان ہیں عورتوں کے سب کی موجود نور جہاں ہے۔ تاریخ پڑھئے تو پتہ چلے گا کہ اسلامی عورت کس کس چیز کی موجد ہے۔ جہاں گیر نے کہا تو اس کا نام رکھ دے تو اس نے کہا میں اس کا نام رکھتی ہوں اس زیور کا نام ہے علی بند۔ اب زیوروں کی فہرست دیکھئے اب اس میں دوزیور آپ پائیں گے ایک زینت محل کی ایجاد ہے حسین بند زیوروں کی فہرست میں۔ یہ ہے راستہ تبلیغ کا یہ ہے محبت اہل بیت کا راستہ کہ جہاں زیورات اور سجاوٹ کی فہرست تیار ہو تو اس میں بھی علی اور حسین کا نام رہے ایک فکر ہے۔ اب آپ دیکھئے خاموش ہے نور جہاں زیور بھی پہن لیا نام بھی رکھ دیا جب علی بند ہاتھ میں ہو تو نور جہاں کی قوت کتنی بڑھ گئی کتنی بڑھ گئی نور جہاں کے ہاتھ کی قوت کہ جس سے ہندوستان کی قسمت کے فیصلے ہو رہے تھے نور جہاں نے اپنی زندگی کا آخری فیصلہ کیا اور ایک قصر بہت بڑا تعمیر کروانا شروع کیا لیکن بلا کر انجینئروں سے کہا کہ قصر ایسا بنے گا کہ بنیادوں میں نمک کوٹا جائے مہینوں نمک کوٹا گیا اور جب نمک گٹ چکا تو اس پر بنیاد رکھی گئی، دیواریں بلند

ہوئیں قصر بن کرتیار ہو گیا۔ جن علماء نے قاضی نور اللہ شوستری کے خلاف سازش کر کے قتل کروایا تھا ان کے ناموں کی فہرست بنوا کر نور جہاں نے دعوت دی ہے تو مولوی سربراہوں کی دعوت پر دوڑا جاتا ہے، ابھی بے نظیر تمام علماء کو دعوت دیں تو سب جائیں گے پھر کوئی نہیں کہے گا کہ عورت وزیر اعظم ہو یا نہ ہو دعوت کھانے سب جائیں گے کیوں جائیں گے اس لئے جائیں گے کہ شاید ہم مذہبی امور کے وزیر بن جائیں، مشیر بن جائیں تو وہاں اب عورت کا مسئلہ نہیں رہے گا بس وزیر بن جائیں، مشیر بن جائیں گے سب۔ نور جہاں علماء کی دعوت کر رہی تھی مولوی سارے ٹوٹ پڑے دعوت میں دسترخوان بچھا ظاہر ہے شاہی کھانا ہوگا۔ نور جہاں نے وقت مقرر کیا سقے چاروں طرف قصر کے پانی کی مشکیں لئے ہوئے پاس کھڑے تھے تو نور جہاں نے وزیروں سے کہا کہ جب یہ سارے مولوی پہلا نوالا اٹھائیں منہ تک پہنچنے نہ پائے کہ مشکوں کا پانی بہنے لگے ادھر نوالے اٹھے ادھر مشکوں کے دہانے کھلے، بنیادوں میں پانی بھر گیا، نمک گھلنے لگا اور پورا قصر بیٹھ گیا۔ (نعرہ حیدری)

نور جہاں نے اپنے بے گناہ عالم کے خون کا انتقام لے لیا۔ جہانگیر جو چاہے کر لے اسے کہتے ہیں عشق علیؑ میں سرشار اسلامی عورت۔ آگے بڑھ جاؤں ایک واقعہ اس کے بعد خواتین کو بلا کا ذکر کروں گا اور پھر تقریر ختم ہو جائے گی اور موضوع میں ہم نے آپ کو پوری فہرست سنادی ہے اس میں جو بھی ہم انتخاب کر سکے انشاء اللہ کل کی دسویں تقریر میں عرض کریں گے، ایک واقعہ ہم آپ کو اور سنا دیں کہ ان عورتوں نے بعض ایجادیں ایسی کی ہیں کہ جو علیؑ اور حسینؑ کے معجزات بن گئے آج کل بڑے معجزے ہو رہے ہیں آپ دیکھتے ہوں گے ہوتے رہتے

ہیں معجزے اور بشارتیں، ہم معجزہ اسے کہتے ہیں جو آپ کو سانے جا رہے ہیں۔ اب سنئے واجد علی شاہ بادشاہ کی ایک بیگم تھیں امیر محل اور یہ بھی بتادوں آپ کو کہ ان بادشاہوں کی بیگموں نے کبھی محل نہیں بنوائے۔ جو سرمایہ ان کے پاس تھا اس سے امام باڑہ بنوادیتی تھیں اور اس کا وقف مقرر کردیتی تھیں اور اسی امام باڑے کے کونے میں رہتی تھیں، بیگمات کے ملازم رہتے تھے اور سال بھر یہ انتظار رہتا تھا کہ کیا کیا تیاری ہو عزاداری کے سلسلے میں۔ وقف کا روپیہ مقرر تھا کہ اتنے ہزار تبرک کا، اتنے ہزار کے پھل اتنے ہزار کی روشنی جھاڑو فانوس کی روشنی، کنول کی روشنی، عجیب انتظام تھا جن لوگوں نے دیکھا ہے وہی اس کا تصور کر سکتے ہیں۔

مولوی گنج لکھنؤ میں قصر امیر محل ہے۔ آج بھی وہ امام باڑہ ہے ہمارے بچپن میں اسی امام باڑے میں مولانا طاہر جردولی صاحب اور مولانا غلام عسکری صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ عشرے پڑھا کرتے تھے اور ہم نے اس امام باڑے کی مجلسیں کی ہیں۔ ہماری نظر میں وہ پورا عالی شان امام باڑہ ہے عشرہ محرم اس امام باڑے میں ہوتا تھا اور ایک چیز بتادوں اس واقعہ سے پہلے کہ لکھنؤ میں گمراؤں ایک دیہات ہے وہاں کے خربوزے مشہور ہیں لیکن وہ خربوزے سفید رنگ کے ہوتے ہیں یہ صرف وہیں پیدا ہوتے ہیں اسے کہتے ہیں سفیدہ خربوزہ، آپ نے نہیں دیکھا ہو گا زرد بادامی ہر طرح کا دیکھا ہوگا، سفیدہ خربوزہ کسی جگہ نہیں اگتا ہے اور نہ اگایا جاسکتا ہے اسی سرزمین میں پیدا ہوتا ہے وہیں سے آتا ہے اور جب سفید خربوزے کی فصل آتی ہے تو لوگ انتظار کرتے ہیں کہ اب سفیدے کی فصل پک گئی ہوگی اب آنے والا ہے سفیدہ خربوزہ امیر محل عشرہ کرتی تھیں اور جیسا آپ دیکھ رہے ہیں جالیاں لگی ہوئی ہیں خواتین کے بیٹھنے کے لئے تو وہاں بھی خواتین

کے بیٹھنے کی ایسی ہی جگہ موجود ہے اور جالیاں بنی ہوئی ہیں وہاں پردلیز میں صحن میں تبرک بنتا تھا۔ کھیر پکتی تھی روزانہ یا کچھ اور بھی پکتا تھا، جس دن کا یہ واقعہ ہے اس دن کھیر پکی تھی اب پندرہ بیس جتنی بھی دگیں رہی ہوں ظاہر ہے اودھ کی کھیر کیسی کھیر ہوگی۔ شان دار کھیر اس کا تو یہاں مزا بھی محسوس نہیں کر سکتے، تو جب کھیر تیار ہو جاتی تھی تو خادم آ جاتے تھے اور وہ سامنے پردے کے پیچھے آتی تھیں اور اپنے سامنے تبرک لکھواتی تھیں پلیٹوں میں رکھا جاتا تھا جب تبرک لگ جاتا تو وہ چلی جاتی تھیں کہ اب تقسیم کروادیا جائے۔ اس دن وہ آئیں تو کافی دیر ہو گئی۔ انہوں نے آواز دی منشی کو مختار کو کہ کیا بات ہے اب تک تبرک کیوں نہیں نکالا تو کہا کہ عجیب واقعہ رات ہو گیا یہ جو آپ کے یہاں صفائی کرتا ہے ملازم اس نے مجھ سے بدتمیزی کی میں نے اسے باہر نکال دیا۔ ملازمت سے نکال دیا، رات میں جب یہ دگیں پک کر تیار ہوئیں تو اسی طرح کھیر کی دگیں ڈھک دی گئیں اس مردود نے رات میں سب سو گئے تو بدلہ لینے کے لئے بکری کی میٹگنیاں لایا اور ان ساری دیگوں میں بکری کی میٹگنیاں چھڑک دی ہیں اور کھیر پلیٹ میں مختار نے اوپر بھجوا دی کہ آپ خود ملاحظہ کیجئے، اب کیا کیا جائے کوئی اور ہوتا، یہ دور ہوتا تو لوگ کہتے کہ مولانا سے پوچھ لو علماء سے پوچھ لو انہوں نے کہا ٹھیک ہے انہیں باہر رکھ دو اور لکھنؤ کے جتنے مہاجن ہیں پیسے والے ان سب کو بلا لاؤ، وہ آئے اور آ کے بیٹھ گئے، امیر محل نے کہا آپ لوگوں کے پاس جتنی بھی سونے کی اشرفیاں ہیں تول کر ترازو میں ہمیں دے دیجئے اور اس کے بدلے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نوٹ ہم سے لے لیں سائن (Sign) ہو گئے جتنی اشرفیاں تھیں وہ آگئیں مجلس شروع ہونے والی تھی فوراً تو کھیر پک نہیں سکتی تھی امیر محل نے کہا (ایک

اشرفی ایک تولہ کی ہوتی ہے) مختار ہر عزادار کو ہر سماع کو ایک ایک اشرفی بانٹ دو تبرک بانٹ دیا گیا مجلس ختم ہو گئی، چرچا ہو گیا کہ مجلس میں اشرفیاں بٹی ہیں تاریخی مجلس ہوئی جب چلے گئے مومنین تو مختار نے آ کر کہا کہ بیگم صاحبہ جو تبرک پکا تھا اس کا کیا ہو گا وہ کہیں پھینکا نہیں جاسکتا امیر محل نے کہا ایسا کرو وہ جو نگر اؤں میں ہمارے کھیت ہیں ان میں ساری کھیر پھیلوا دو کھیتوں میں ڈالوا دو، دیکھیں لے کر پہنچے سب کسان بھاگے آئے کہ سرکار خربوزہ ابھی نیانیا تو بویا ہے، ساری فصل تباہ ہو جائے گی تو کہا کہ جو فصل تم اگاتے ہو وہ جتنے کی ہوتی ہے جتنے بھی ہزار کی اس کا ڈگنا تمہیں ہم دیتے ہیں یہ فصل ہمیں دے دو، وہ بھاری رقم لے کے خوش ہو گئے، امیر محل نے کہا کہ کھیر بچھا دو ساری کھیر کھیتوں میں بچھا دی گئی ایک مہینے بعد وہی کسان بھر کر گٹھریاں لے کر آئے یہ لے جا کر ملکہ کو دیجئے اب جو سامنے چیز آئی تو کھایہ کیا ہے ایسا پھل تو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، کہا یہ کیا چیز ہے کہا وہ آپ کے کھیتوں میں جو خربوزہ لگایا گیا تھا وہاں حسنی تبرک جو بچھایا گیا تھا اب خربوزہ نکلا ہے وہ سفید نکلا ہے۔ (نعرۂ حیدری) اب جو سو گٹھا اسی کھیر کی خوشبو تھی اب جو کھایا تو اسی کھیر کا مزہ تھا، تبرک کا مزہ تھا، امیر محل نے کہا آج سے اس خربوزے کا نام ہو گیا ”حسینی خربوزہ“ اب اس کا نام ہو گیا حسینی سفیدہ! (خربوزہ) اب کس کس راہ سے عورت آپ کو علیٰ اور حسین تک لے جاتی ہے یہ بھی ایک پوری تاریخ ہے اب آپ دیکھ رہے ہیں کیا لغت کیا پھل کیا عزاداری کیا ایجادیں کہاں کہاں سے میں ذہنی سفر طے کروا دوں لیکن فضائل کا سلسلہ میں موقوف کر رہا ہوں، میرے ذہن میں کچھ اور ہستیاں آرہی ہیں جن کی تاتبی میں ان عورتوں نے خدماتِ دین انجام دیں۔ گیارہ عورتیں کربلا میں ایسی ہیں جو اپنا نظیر صبر و کمال و

عورت اور اسلام

۲۳۲

شجاعت میں نہیں رکھتی تھیں، حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت ام لیلیٰؓ، حضرت ام ربابؓ، حضرت ام فروہؓ، حضرت فاطمہ بنت حسنؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ذکیہؓ، حضرت فضہؓ، حضرت قمریؓ، حضرت ام ابن جنادہؓ اور شاید کہ میں سب کا ذکر نہ کر پاؤں بس ایک یاد کا ذکر کروں گا۔ گیارہ عورتیں ایسی ہیں جو بے مثال ہیں، سب سے عظیم خاتون شہزادی کونین ہیں جن کا ذکر ہم نے کل کیا، لیکن ترتیب کے اعتبار سے ہم انہی طرف سے چل رہے ہیں سب سے پہلے ہم ذکر کرتے ہیں ایک عظیم خاتون کا ان کا نام ہے فاطمہ بنت حسنؓ امام حسنؓ کی بیٹی ہیں اُمّت الحسینؓ ام عبد اللہ ان کی کھینٹیں ہیں یہ امام سید سجادؓ کی زوجہ ہیں اور آپ کے پانچویں امام محمد باقرؓ کی والدہ گرامی ہیں کر بلا کے اسیروں میں بی بی کے بازو بندھے امام حسنؓ کی بیٹی کا ذکر نہیں ہوتا، ایک قربانی ایک شہادت انہوں نے بھی پیش کی ایک فرزند ان کا حسینؓ پر قربان ہوا اس کی شہادت اس وقت نہیں پڑھنی مجھے لیکن بی بی کے فضائل میں سے دو چار چیزیں ایک تو یہ بتا دوں آپ کو جتنی بھی اسلام میں ایسی بیبیاں گزری ہیں قدرت نے ہر بی بی کو کوئی نہ کوئی فضیلت ایسی دی جو دوسرے کو نہیں دی تو بی بی کے پاس ایک ایسی فضیلت ہے جو اسلام کی تاریخ میں کسی بی بی کو نہیں ملی جو عظمت اس بی بی کو ملی صرف ان کے لئے ہو گئی وہ کسی اور بی بی کو نہیں ملی، بی بی فاطمہ بنت حسنؓ کے باپ امام، چچا امام، دادا امام، کسی کو نہیں ملی یہ فضیلت، چچا امام اور خسر بھی وہی ہیں وہ بھی امام اور باپ بھی امام، دادا بھی امام، بیٹا بھی امام، پوتا بھی امام، یہ فضیلت اس بی بی کے لئے ہو گئی، اب بتائیے جو عصمت کی چھاؤں میں ہو، جو امامت کے حصار میں ہو کس منزل کمال پر ہوں گی، نماز پڑھ کر بیٹھی تھیں تخت پہ کہ ایک بار دیوار پر نظر گئی دیوار



اپنی جگہ سے ہلی دیوار گر رہی تھی کہ ایک بار آواز دی حسن کی بیٹی بیٹھی ہے تھم جا دیوار زک گئی، مدینے میں بنی ہاشم کے مکانات گراندہ دیئے جاتے تو صدیوں اُس مکان کی دیوار موجود تھی لوگ زیارت کرتے تھے کہ گرتی ہوئی دیوار کو امام حسن کی بیٹی نے تھاما ہے۔ (نعرۂ حیدری) اب آپ بتائیں میں سوال کروں آپ سے جو بی بی گرتی ہوئی دیوار کو روک لے مظہر العجائب کی پوتی ہے اور اگر اس کے بازو بندھ جائیں تو مصلحت ہوگی نا، مصلحت کی بنا پر ہوا اور نہ اس کی حفاظت کے لئے امامت کا حصار کافی تھا ایک بی بی جس کا ذکر ہم کرنا چاہتے ہیں آخر میں اور جن کا ذکر نہیں آیا تقریروں میں ہمارے لئے لازمی ہے ان کا بھی ذکر کرنا وہ ہیں مادر علی اکبر جناب ام لیلیٰ جو انوں کے لئے یہ جملہ ہدیہ ہیں اور خاص طور پر جو ان ہی غور سے اسے سنیں ام لیلیٰ جو ان بیٹے کی ماں ہیں اور شجرہ نسب بی بی کا یہ ہے کہ لیلیٰ عروہ کی بیٹی عروہ مڑہ کے بیٹے مڑہ عبد اللہ بن مسعود کے بیٹے اور آگے جا کر بنی ثقیف سے شجرہ مل جاتا ہے ان کا خاندان طائف کا رہنے والا تھا اور تنہائی سلسلہ یہ ہے کہ ان کی نانی رسول خدا کے چچا زاد بھائی عبد اللہ جن کی کنیت ابوسفیان تھی اور یہ حارث بن عبد المطلب کے فرزند ہیں، ان کی بیٹی میمونہ حضرت ام لیلیٰ کی والدہ تھیں (یہ ابوسفیان ہاشمی ہیں، دوسرا ابوسفیان بنی امیہ کا تھا، ناموں سے غلط فہمی ہوتی رہی ہے) یہ ہے تنہائی رشتہ، بیاہ کر حسین کے گھر میں آئیں اور حیات علی میں آئیں اور معرفت کی منزل کو اتنی جلدی طے کیا کہ پورے مدینے میں آپ کی سخاوت کے چرچے ہونے لگے کسی بھی غریب عورت کو کبھی بھی ضرورت پڑتی تھی تو وہ یہی سوچتی تھی ہم در ام لیلیٰ پر جائیں گے ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جیسی ماں سخی ویسا ہی بیٹا بھی سخی تھا اور مشہور یہ ہے کہ مدینے کی دو ہستیاں



ایسی گزری ہیں کہ ان کے گھر میں کبھی چو لھا نہیں بچھایا گیا نور کبھی بچھایا نہیں گیا ہر آن لنگر کھلا رہتا تھا جب بھی غریب و مسافر آئے کھانا کھائے بغیر نہیں جاسکتا تھا دو گھر مدینے میں ایسے تھے ایک عبداللہ ابن جعفرؓ کا گھر ایک اُم لیلیٰ کے چاند علی اکبرؓ کا گھر (نعرہ صلوٰۃ) حضرت علی اکبرؓ خود موجود رہتے تھے روٹیاں لگتی رہتی تھیں لنگر چلتا رہتا تھا علی اکبرؓ اس طرح اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام کی خدمت کر رہے تھے لوگ تلاش کرتے ہیں کہ اٹھارہ برس میں علی اکبرؓ نے کیا کیا یہ ماں کی دعاؤں کا اثر تھا یہ ماں کی محبت کا اثر تھا یہ ماں کی تعلیم کا اثر تھا کہ تاریخ میں ہے کہ باپ کا ایسا ادب کہ حسین اگر گھوڑے پر سوار ہو کر گھر سے چلے ہیں تو اگر ایک طرف سے عباس سوار ہوں اُم البنین آواز دیں اور دوسری طرف سے اُم لیلیٰ آواز دیں ادھر علی اکبرؓ گھوڑے پر سوار ہوں ادھر عباس گھوڑے پر سوار ہوں اور دونوں بھائی اور بیٹے نے حسین کو تنہا نہیں چھوڑا، یہ ماں کی محبتیں تھیں کہ عباس کبھی حسین اکیلانہ جائے خیال رکھنا عباس یہ زہرا کی جان ہے، یہ زہرا کی روح ہے اور یہی بار بار ام لیلیٰ کہتی تھیں ہاں ہاں امام کے بیٹے ہو علی اکبرؓ شہزادے ہو لیکن ہر آن باپ کا خیال رکھنا بیٹا سنتے جائیں اور روتے جائیں چہلم تمام ہو چکا اور غور سے سنئے) اُم لیلیٰ عجیب مظلومہ بی بی ہے بڑے اہتمام سے مدینے سے علی اکبرؓ سوار کروا کر اُم لیلیٰ کو لے چلے اُم لیلیٰ اکثر یہ کہا کرتیں تھیں کہ میرا بیٹا جس طرح میرے پردے کا خیال رکھتا ہے میں نے کسی بیٹے کو نہیں دیکھا۔ جب علی اکبرؓ قتل کی طرف چلنے لگے تو چلتے چلتے حسین کے کان میں کوئی بات کہی حسین رونے لگے، جب در خیمہ پر آئے تو زینبؓ نے پوچھا بھیا چلتے چلتے میرے لعل نے کیا کہا کہ جسے سن کر تم رونے لگے تو حسینؓ نے کہا زینبؓ یہ نہ پوچھو تو زینبؓ نے کہا بھیا تمہیں



میرے حق کی قسم بتاؤ تو حسینؑ نے کہا زینبؑ جاتے جاتے میرا بیٹا یہ کہہ گیا کہ
میری ماں غیر گھرانے کی ہے، میری اماں کے پردے کا خیال رکھئے گا، بابا میری
اماں کی چادر کا خیال رکھئے گا یہی وجہ ہے کہ گیارہ محرم کی صبح اُمّ لیلیٰ جب لاش علی
اکبرؑ پر آئیں کہا بیٹا بڑا خیال تھا میرے پردے کا، بیٹا اٹھو دیکھو بلوے میں ماں
کھلے سر ہے اے میرے لعل علی اکبرؑ اُمّ لیلیٰ کھلے سر ہے۔



www.ziaraat.com
jabir.abbas@yahoo.com
Sabeel-e-Sakina



دسویں مجلس جناب ماریہ قبطیہؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے درود و سلام محمد و آل محمد کے لیے

عشرہ چہلم کی دسویں اور الوداعی مجلس آپ حضرات ”عورت اور اسلام“ کے عنوان پر سماعت فرما رہے ہیں تقریر کے آغاز میں ہم آپ سے ایک سورہ فاتحہ کی درخواست کریں گے مرحوم مظہر بخشنی صاحب کے لئے، مرحوم عرصے تک ہمارے عشرے کی رونق تھے۔ ہم آپ سے درخواست کریں گے کہ ہم دعا کریں اور آپ حضرات آمین کہیے گا۔ بحق محمد و آل محمد حضرت علامہ عقیل ترابی صاحب کو پروردگار صحت کلی عطا فرمائے وہ ہاسپٹل (Hospital) میں داخل ہیں اور انہیں ہارٹ ایٹک (Heart Attack) ہوا ہے اللہ ان کی عمر دراز کرے تیسرا ایک اعلان ہے چونکہ الوداعی مجلس ہے اس لئے مجلس کے بعد ناصر جہاں کے صاحبزادے اسد جہاں نوحہ گھبرائے گی زینب پیش کریں گے آپ حضرات آخر تک مجلس میں تشریف فرما رہیں، پھر جائیں، (ایک صلوٰۃ) عنوان ہمارا اختتامی منزلوں تک پہنچا اور ہم نے معذرت آپ کے سامنے پیش کر دی کہ ہم کیا کیا نہیں پڑھ سکے اور آج پھر اپنی وہی معذرت پیش کرتا ہوں کہ وہ مسائل اور وہ حقوقِ نسواں جو آج اسلام نے عورت کو دیئے ہیں وہ بھی بیان نہ کر سکا

عورت کن حدود تک گھر سے باہر نکل سکتی ہے اور کن حدود میں اُسے گھر میں رہنا ہے اس پر بھی تقریر نہیں کر سکے شاید پانچ سات منٹ ہم صرف کر سکیں اس کے علاوہ ایک اور بڑا اہم موضوع تھا اسی عنوان کے ذیل میں کہ عورتوں کی عادتیں اور خصلتیں اور فطرتیں مردوں میں کتنے فیصد پائی جاتی ہیں یہ عنوان بھی بڑا اہم تھا اور آپ سے متعلق تھا یہ بھی رہ گیا شاید ذیل میں ابھی آجائے اس کے علاوہ عورت میں ایک جس ہے طنز کی، یہ موضوع بھی رہ گیا، شاید ابھی گفتگو میں آجائے لیکن آج جو ہم سوچ کر بیٹھے ہیں یہ عنوان جو ہمارا بھی پسندیدہ ہے کہ ”کلام انیس کی روشنی میں عورت کا کردار اسلام میں کیا پیش کیا گیا۔“

اس آپ کی واہ واہ نے بتایا کہ ہمارا یہ مجمع کتنا باادب ہے جن لوگوں نے یہ برا منایا تھا کہ جہلاء ہماری مجلس میں نہ آیا کریں تو چھٹائی کے بعد آپ نے دیکھا کہ کیسا باذوق مجمع ہے۔ (صلوٰۃ پڑھیں) جب مجھے اطمینان ہو گیا کہ جہلاء نے آنا چھوڑ دیا ہے تو آج دسویں دن میں نے اس عنوان کا اعلان کیا ہے اب میرا بھی ذوق دیکھیں اور اپنا بھی ذوق دیکھیں۔ صلوٰۃ پڑھیے گا۔ (نعرۂ حیدری) ایک چیز اور یاد آئی عرض کر دوں کہ آپ حضرات کو یہ علم ہے کہ عرصے سے میں اپنی مجلس کے آغاز میں عشرے کے آغاز میں یہ بات کہہ دیتا ہوں جو سمجھ میں نہ آئے وہ ہم سے پوچھا کریں آپس میں تنقید بصورتِ غیبت نہ کریں یہ اعلان پورے پاکستان میں سوائے ہمارے کسی نے کیا نہیں صرف شر کو ختم کرنے کے لئے اس لئے کہ تنقیدی مزاج ہوتا ہے سامع کا ہر ایک میں یہ حس ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ کل بھی پورے مجمع نے ہمیں گھیر لیا اور مجالس کی تعریفیں کرتے رہے، ان کا شکریہ کہ جو تاثرات انہوں نے مجالس کے بارے میں پیش کئے خاص طور پر ظفر

صاحب نے اپنے شاعرانہ تاثرات، ذاکری کیسی ہوئی، خطابت کیسی ہوئی یہ سب ہمارے لئے انعامات ہیں اور ہماری بخشش کا سامان ہیں۔ خواتین تشریف لائیں مجلس کے بعد اور انہوں نے بھی خواہش ظاہر کی کہ آپ ہمیں ذاکری سکھا دیجئے اب یہ دوسرے مسائل ہیں ظاہر ہے کہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے ذاکری سکھانے کے لئے یہ تو ان سرمایہ داروں کا کام ہے کہ وہ انتظام کریں اور ہمیں لے جا کر درسیات کے لئے بٹھادیں پھر دیکھیں کہ ہم کتنے ذاکر خواتین میں بناتے ہیں اور کتنے مردوں میں بناتے ہیں، یہ ہماری ذمہ داری! جیسے ذاکر ہم بنا لیں گے ایسی خطابت آئے گی کہ صدیوں یہ ملک یاد رکھے گا یہ میں چلیج کرتا ہوں دعویٰ کرتا ہوں صدقے میں محمدؐ و آل محمدؐ کے۔ (نعرۃ صلوٰۃ، نعرۃ حیدری) میں نے ہمیشہ یہ اعلان کیا ہے کہ تعریف کرنے والے تو تعریف کر دیتے ہیں لیکن جسے عیب نکالنا ہے ظاہر ہے وہ ذاکر کے سامنے آنے کی جسارت نہیں کرتا لیکن میں نے اس میں بھی دعوتِ فکر دی آپ بدتہذیبی کریں لیکن آئیں کہہ دیں مجھے تاکہ میں اس کا جواب دے سکوں اور شر آگے نہ بڑھے۔ کوئی بات نہیں کہ آپ آ کر گالی بکیں گے یا بے ہودہ بات کریں گے جو کہنا ہے بک دیجئے جو کہنا ہے لیکن ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر پانچ دس کو جمع کر کے غیبت کرنا یہ بات میں نے کبھی پسند نہیں کی۔ موضوع آ گیا تھا تو اعلان کر دیا تھا کہ عورتوں کی خصلتیں مردوں میں کتنی آتی ہیں جہاں پانچ عورتیں جمع ہوئیں اس کے گھر میں آج یہ ہوا دہاں یہ ہوا، اس کے گھر میں یہ ہوا، آج یہ ہوا آج شیعہ قوم میں امام باڑوں میں مسجدوں میں چٹائیوں پر مصلّوں پر بیٹھے مردوں میں عورتوں کی عادتیں آ گئی ہیں اس لئے رکھا تھا یہ موضوع ”عورت اور اسلام“ اب ٹکڑا سنا دوں بغیر سند کے میں نے کبھی

بات نہیں کی شہزادی زینبؓ نے کوفے کے بازار میں جو پہلا خطبہ دیا اس کا پہلا جملہ میں آپ کو سنارہا ہوں ”اب تم آئے ہو مجمع لگانے کے لئے تماشا دیکھنے کے لئے اب تم ٹسوے بہا رہے ہو تم تو ایسے ہو جیسے عرب کی خوشامد پسند لونڈیاں تھیں، تم میں تو عورتوں کی عادتیں آگئیں تم تو عورت بن گئے۔ اسے عربو اذوب مرد“۔

تو جب عرب جیسا حمیت پسند عورتوں کی خصلت لے کر بیٹھ گیا تھا تو جس ملک کی وزیر اعظم عورت ہو تو عوام کو کیا کہیں۔ یہ قدرت نے انتقام لیا ہے پاکستان کے مردوں سے، اتنی خصلتیں ہیں عورتوں کی مردوں میں کہ اللہ نے کہا اور ہو عورتوں کے انڈر (Under)، بہت عورتوں کی عادتیں پسند ہیں دیکھیں کبھی کبھی ایسا عذاب آ جاتا ہے، جب علیؑ کو بہت پریشان کیا صفیں کے لشکر والوں نے پتہ نہیں کیا طریقہ چاہتے ہو تم اب تمہارے لئے قدرت تجاج بن یوسف کو بھیجے گی۔

آگیا تجاج آگیا تجاج تو یہی ہوا یہ خصلتیں خاص طور پر ہماری قوم میں زیادہ آگئیں اور جہاں خاص ہمارے مرکز ہیں وہاں چلے جائے تو آپ کو کیا جوان کیا بوڑھا کیا ادھیڑ عمر کیا پڑھا لکھا ہر گھر کا کچا چنخاسن لیجئے کان لگائیں گے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور وہاں کیا ہو رہا ہے، خدا کے لئے یہ چھوڑیے اور تعمیری باتیں کیجئے جب گھر اور گھر کے حجرے ہی نہیں بچے تو پھر ذرا کر کیا بچیں گے۔ (نعرہ صلوٰۃ)

تو برا لگا آپ کو نہیں اچھا لگا تو ضروری نہیں ہر جملہ ہمارا ہر ایک کو اچھا لگے برا لگا کہہ دیجئے ہم بتا دیں گے وضاحت کر دیں گے اگر واقعی آپ نے ثابت کر دیا کہ ہم غلطی پر تھے تو غلطی مان لیں گے معافی مانگ لیں گے کہ بھی ہم سے غلطی ہو گئی، آئندہ یہ غلطی نہیں کریں گے واقعتاً آپ بالکل نہ ڈریں تو جو صاحب بھی ہوں تو آٹھ سال سے یہ عشرہ ہے تو ہر سال یہ اعلان کیا کہ پرچے پہ سوال لکھو اور

بھیج دو اب آپ دیکھئے اعلان کے باوجود کتنے حیرت کی بات ہے کہ آٹھ سال کے عرصے میں ایک پرچہ سوال کا میرے پاس نہیں آیا جبکہ انجولی میں اب تک دس سال میں میرے پاس تقریباً ساڑھے پانچ ہزار سوال پوچھے جا چکے ہیں اور میں نے منبر سے جواب دیئے ہیں۔ فائل ہے پوری یہاں ایک سوال نہیں کیا گیا یا تو یہ سب جانتے ہیں اب جاننے کی ضرورت نہیں یا یہ کہ اگر پوچھ لیا پرچہ بھیج دیا اور ڈاکرنے جواب دے دیا تو اب چٹائی پر بیٹھ کر کیا کہیں گے۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر کیا کہیں گے یہ کیسے کہیں گے کہ غلط پڑھا اس لئے کہ ثابت ہو جائے گا کہ صحیح ہے تو اب تبصرہ کیسے ہوگا، کیا گونگے بن کر بیٹھیں گے چوپال پر، اس لئے موضوع تشنہ چھوڑ دیتے ہیں پوچھنے کی کیا ضرورت، لیکن مبارک باد دیں اُس اسٹوڈنٹ کو جو انشاء اللہ اس سال اُردو میں ایم اے (M.A) کرنے جا رہا ہے، رضویہ سوسائٹی کا جوان اللہ اُسے کامیاب کرے، آٹھ سال اُس نے میرا عشرہ سنا تو جتنی چیزیں اُس نے سنیں اور جتنے سوال اُس کے ذہن میں آئے وہ جمع کرتا گیا، جب سوال جمع ہو گئے تو پرسوں اُس نے آکر وہ پرچہ ہمیں دے دیا، اب میں اُس کے سوا سنا رہا ہوں، آپ ذرا غور سے سنئے گا، جواب دینا کوئی بڑا فن نہیں ہے، سوال کرنا بڑا فن ہے، اس لئے کہ سوال سے پہچانا جاتا ہے جاہل ہے کہ پڑھا لکھا ہے، سوال اس لئے سنا دوں کہ اب جو عشرہ میں انجولی میں پڑھوں گا جواب میں وہاں دوں گا اس لئے کہ آج وقت ہی نہیں ہے اور سارے سوال ہمارے اس موضوع پر آرہے ہیں صرف ایک سوال اس میں ایسا ہے جو ہمارے عشرے سے متعلق ہے اس کا جواب آج ہم دیں گے پہلا سوال اس نے کیا ہے کہ قرطاس و قلم کے وقت جناب سلمان کا کردار یعنی انہوں نے قلم اور کاغذ کیوں

نہیں دے دیا دوسرا سوال بڑا خوبصورت سوال ہے کہ اگر رسول خدا کو کاغذ اور قلم مل جاتا کیا امت آج اس حال میں پہنچتی، کیا آخری ہادی کی ضرورت باقی رہتی؟ بہت اچھا سوال ہے۔ جناب رسول خدا کا جناب سلمان کو اپنے اہل بیت میں شامل کرنا فی الواقعہ کے تحت تھا؟ چوتھا سوال کیا ایمان کے دس ہی درجے ہیں تو سلمان جب دسویں درجے پر ہیں تو ان کے طاہرین بھی اسی درجہ پر ہیں یا اس سے ارفع ہیں؟ پانچواں سوال جب خیبر میں رسول خدا نے جناب سلمان کو جنت کی نوید سنائی تو پھر عشرہ مبشرہ میں جناب سلمان کیوں نہیں ہیں۔ چھٹا سوال کعب الاحبار کون ہیں؟ ساتواں سوال حدیث کساء میں جناب ابو ذر کا ذکر اور ان کو ایمان کے نویں درجے پر بتانا تو حدیث کساء میں ابو ذر کا ذکر کیوں؟ آٹھواں سوال مولانا علی کا جناب کمیل سے نصیحت فرمانا اور اپنے علم کا حامل کسی کو نہ بتانا وجہ! نواں سوال سورہ برأت کو لے کر پہلے ابو بکر کو بھیجا اور بعد میں وحی الہی کے ذریعے مولانا علی کو بھیجا کیوں؟ دسواں سوال واقعہ ماریہ قبطیہ اور رسول خدا کا عمل اس کا جواب ہم دیں گے اس لئے کہ یہ ہمارے موضوع ”عورت اور اسلام“ میں آ رہا ہے اور سارے سوال اس وقت ہمارے موضوع میں نہیں ہیں یہ سارے جواب ایک مجلس میں انچولی کے عشرے میں دیں گے۔ (نعرہ صلوٰۃ) گیارھواں سوال کل میں علم دونگا رسول خدا کے الفاظ ہیں ظاہر یہ ہوا کہ پہلے کسی اور نے علم دیا تھا کس نے یہ میں نے اس سے فائدہ اٹھایا کہ کل میں علم دوں گا۔ یعنی اس سے پہلے کسی اور نے دیا تھا۔ بارھواں سوال رسول ہر بات میں وحی الہی کا انتظار کریں اور ساحرا اپنے علم سے معلوم کر لیں کیسے؟ تیرھواں سوال خیبر میں جب ابو بکر اور عمر کو علم مل سکتا ہے تو جناب سلمان کو کیوں نہیں ملا؟ بہت اچھا سوال چودھواں آپ نے

اپنی آخری تقریر میں کہا کہ اللہ نے خود یہ چاہا کہ شیطان آدم کو سجدہ نہ کرے تو شیطان تو مجبور ہوا نہ کہ قصور وار! پندرہواں سوال اگر خدا پہلے ہی اماموں کو مقرر کر لیتا ہے تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے اگر ہر واقعہ اپنے وقت پر وقوع پذیر ہوگا تو الزام کسے دیں؟ سولہواں سوال جناب یونسؑ میں تحمل کا مادہ کم کیوں تھا؟ کیا یہ چیز نبی کو زیب دیتی ہے! حضرت یونسؑ سے زیادہ خدا کو رحیم ماننے والے اور شعور رکھنے والے تو جنات تھے اس حساب سے تو یہی لگتا ہے جنات نبوت کے لئے سزاوار تھے۔ سترہواں سوال حضرت سلیمانؑ نے تخت و سلطنت کی خواہش کی۔ کیا یہ بات ان کو زیب دیتی تھی اس نے تو یہ ثابت ہوا کہ چرند و پرند اور دیگر چیزوں کو لے کر اپنی حکومت میں لوگوں کو اپنی قوت کا حال دکھایا کیا تبلیغ کا یہ انداز درست ہے؟ اٹھارہواں سوال صرف چار انبیاء کو ہی کتاب کیوں دی گئی باقی کو کیوں نہیں دی، یہ ہیں اس کے اٹھارہ سوال اور ظاہر ہے کہ سب دلچسپ ہیں اور ایک ایک سوال ایک ایک تقریر ہے تو اگر اب میں ہر سوال کا جواب دوں تو اٹھارہ تقریریں چاہئیں لیکن میں ایک تقریر میں اٹھارہ تقریروں کو سمیٹوں گا وہ نوجوان وہاں شرکت کرے اور جواب سنے اور اس وقت ہم ایک سوال جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے صرف اس کا جواب دیں گے اور وہ سوال ہے ماریہ قبطیہ سے متعلق۔ (نعرہ صلوٰۃ)

مجھے یاد پڑتا ہے کہ شاید میری چوتھی تقریر ماریہ قبطیہ پر تھی یہ جو سوال ہے وہ اس سے ہٹ کر ہے اس دن میں نے ماریہ کا ذکر جو کیا ہے وہ میں نے نظر نہیں ڈالی تھی میں آگے بڑھ گیا تھا ارادہ تھا کہ میں اس مسئلے پر تقریر کروں گا لیکن وقت نے ہمیں اجازت نہیں دی، اہم مسئلہ ہے کہ آج وہ حل ہو جائے اب سوال آئی گیا تو اس مسئلے کو ہم حل کر دیں دیکھئے اہل سنت والجماعت کی جتنی تقریریں ہیں ان

میں مولانا مودودی کی تفسیر پاکستان میں سب سے زیادہ مقبول ہے اور اس کی روشنی میں جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس مسئلے پر میں وہی پیش کروں گا اب اس کے بعد جو میرا تجزیہ ہوگا وہ ذاتی ہوگا واقعہ جو ہے وہ میں وہاں سے لے رہا ہوں کسی صاحب کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے میں شیعہ کتاب سے نہیں پڑھوں گا اس واقعہ کو یہ میری گارنٹی (Guarantee) ہے پڑھوں گا میں نئی کتاب سے ہمارے نوجوان اور ہمارے بچے خاص طور پر اس مسئلے کو ذہن نشین کر لیں بڑا اہم مسئلہ ہے یہ سوال بڑا عمدہ ہے ضروری تھا کہ سوال ہو میں نے ذکر کیا تھا کہ کلام پاک میں تین سورتیں، سورۃ احزاب، سورۃ نور، سورۃ تحریم ان تینوں سورتوں میں نبی کی بیویوں کو مخاطب کیا گیا ہے اور ساری گفتگو ان سے ہے۔ سورۃ تحریم جو آیا اس کے آنے کی وجہ یہ ہے کہ پہلی آیت میں رسول سے یہ پوچھا گیا اسی لئے اس کا نام تحریم ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ
 أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ
 أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ
 إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ
 بَعْضُهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا
 قَالَ نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ
 قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ
 الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ۝ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ
 أَنْ يُبَدِّلَ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكَ مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَعْنَتٍ تَتَّبِعُنَّ



عِبِلْتِ سَيْحَتِ تَيْبَلْتِ وَأَبْكَارًا ۝ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا
 أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا
 مَلَائِكَةٌ غِلَاطٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا
 يُؤْمَرُونَ ۝ يَأَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَدُوا الْيَوْمَ ۚ إِنَّمَا تُخْرَجُونَ
 مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً
 نَصُوحًا ۚ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ
 جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ
 آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا
 أَتُمْ لَنَا نُورًا وَاعْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَأَيُّهَا النَّبِيُّ
 جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَهُمْ جَهَنَّمُ
 وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتِ نُوحٍ
 وَامْرَأَتِ لُوطَ ۖ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتُهُمَا
 فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ
 الدَّٰخِلِينَ ۝ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتِ فِرْعَوْنَ إِذْ
 قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنَ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ
 وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتِ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ
 فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقْتَ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ
 وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ۝ (سورہ تحریم)

جو چیز تم پر اللہ نے حلال قرار دی ہے اے رسول تم اپنے اوپر اسے حرام
 کیوں کر رہے ہو یہ ہے پہلی آیت سورہ تحریم اس سے پتہ چلا کہ رسول نے کسی
 شے کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیا تھا وہ کیا شے تھی اور اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ حلال

قرار دیا ہے ہم نے ایک لمحے کے لئے بھی وہ شے حرام نہیں ہوئی جب اللہ کی نظر میں وہ حرام نہیں ہوئی تو وہ ہر حال میں حلال ہے اب یہ نبی کی مصلحت تھی یا زمانے کو بتانا تھا کہ نبی یہ کہے کہ ہم نے اس کو حرام قرار دے دیا تاکہ اللہ اس کی عظمت کو بیان کرے تو جو شے رسول کی نظروں میں چند لمحوں کے لئے حرام ہو جائے گی اللہ کہے گا کہ وہ حلال ہے اور اللہ جب اعلان کرے گا تو وہ چیز کتنی عظیم ہوگی۔ جب یہ تصور آپ کر لیں گے تو میں حل کروں گا مسئلہ جب تک آپ اس کو سٹے نہ کر لیں رسول کون حلال و حرام کا حکم دینے والا جو غدیر میں کہے کہ جس چیز کو ہم نے حلال قرار دے دیا وہ قیامت تک حلال ہے جس چیز کو حرام میں نے قرار دے دیا وہ قیامت تک حرام ہے اعلان کرنے والا اپنے اوپر کسی شے کو حرام قرار دے اللہ کہے نہیں نہیں وہ حلال ہے (نعرہ صلوٰۃ) سمجھ گئے نا آپ (نعرہ حیدری) اس بحث کو آپ نے سمجھ لیا اب مولانا مودودی آیت کی تفسیر لکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس چیز کو رسولؐ نے اپنے اوپر حرام قرار دیا وہ مسئلہ یوں تھا کہ رسولؐ کی ایک بیوی جن کا نام تھا حضرت حفصہ بنت عمر ابن الخطاب مولانا مودودی لکھتے ہیں میں ذمہ دار نہیں ہوں مولانا مودودی کی تفسیر بازار میں موجود ہے سورہ تحریم کی تفسیر دیکھیں وہ لکھتے ہیں کہ جناب حفصہ میکے گئیں رسولؐ سے اجازت لے کر گئیں تھیں میکے مگر اچانک دو پہر میں آ گئیں ان کا حجرہ بند تھا سمجھ گئیں کہ حجرے میں رسولؐ ہیں۔ ادب کے لحاظ سے ظاہر ہے کہ دستک نہیں دے سکتی تھیں دروازہ پر زمین پر بیٹھ گئیں حضور اکرمؐ جب برآمد ہوئے حجرے سے تو انہیں یہ پتہ چلا کہ ماریہ قبطیہ کو یعنی تیرھویں بیوی کو حجرے میں بلا لیا تھا جیسے ہی ان کو پتہ چلا ایک بار ناراض ہوئیں انہیں غصہ آیا رسولؐ یہ رسولؐ نے ان کا غصہ دیکھا اور بے اختیار کہا

سنو اب یہ بات تم اپنے تک رکھنا کسی کو بتانا نہ میں نے ماریہؓ کو آج سے اپنے اوپر حرام قرار دے دیا۔ آج سے ماریہؓ میرے لئے حرام ہو گئیں۔ کہنا نہ مگر کسی سے رسولؐ نے منع کیا کہ کسی سے کہنا نہ جب رسولؐ نے کہا کہ میں نے اس عورت کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا اس بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دے لیا تو مولانا مودودی لکھتے ہیں مسرت سے کھل پڑیں خوش ہو گئیں دوڑی ہوئیں اپنی سہیلی جناب عائشہ کے پاس گئیں دوست کے پاس یعنی دوسری بیوی کے پاس اور جا کر یہ کہا کہ چلو معاملہ ختم رسولؐ نے اپنے اوپر ماریہؓ کو حرام قرار دے لیا ہم لوگ تو چاہتے ہی یہی تھے اسی لئے کہ جب سے آئی ہے ہم لوگوں کی قدر ختم ہو گئی اس لئے کہ حسن و جمال میں یہ ہم سے زیادہ اور عمر میں یہ ہم سے کم ہے اب جو پھیلنا شروع ہوئی بات تو پورے مدینے میں پھیل گئی۔ حضورؐ نے کہا تھا کسی سے نہ کہنا اگر کسی سے نہ کہتیں تو یہ آیت نہ آتی کہ ہم نے جس چیز کو حلال قرار دیا ہے آپ نے اسے حرام کیسے قرار دیا! غور کر رہے ہیں آپ ایک پورا سورہ آ رہا ہے کس کی عظمت کے لئے ماریہؓ قبیطیہ کی عظمت کے لئے تو پھر اس کے بعد آیتیں شروع ہو جاتی ہیں کہ اگر یہی ہو رہا ہے تو کچھ دے دلا کر سب کو رخصت کر دیجئے۔ ہم اس سے بہتر بیویاں لائیں گے۔ سورہ تحریم کہا جا رہا ہے کہ اب جو بیویاں لائیں گے وہ نماز پڑھتی ہوں گی، روزے رکھتی ہوں گی، وہ زکوٰۃ دیتی ہوں گی، سورہ تحریم پڑھئے! ہو گیا مسئلہ حل آیت آگئی حضورؐ نے رجوع کر لیا۔ ماریہؓ قبیطیہ وہ بی بی ہیں کہ تیرہ بیویوں میں سے کسی کے یہاں رسولؐ کے پینے کا پانی نہیں رکھا جاتا تھا بلکہ کہ پینے کا پانی ان کے حجرے میں رہتا تھا آپؐ نے غور کیا کہ اللہ نہیں چاہتا تھا کہ حضورؐ کے پینے کا پانی کہیں اور رہے صرف ایک ہی عظمت کہ آج مدینے میں

ماریہ کا گھر مشربہ ام ابراہیم کے نام سے مشہور ہے، ابراہیم کی وہ ماں جو نبی کا پانی اپنے گھر میں رکھتی تھیں پیاس کہیں لگے پانی پینا ہو تو رسول اللہ ماریہ کے گھر جائیں۔ (نعرہ صلوٰۃ) مکان اب تک بنا ہوا ہے مدینے میں لوگ زیارت کرتے ہیں مکان کا نام بھی یہی ہے یہ ہے ماریہ قبطیہ کی عظمت قرآن میں، اور یہ ہے اُن کے بارے میں رسول کا عمل نو جوان نے پوچھا ہے کہ ماریہ قبطیہ کے بارے میں رسول کا عمل، اب ایک بار آپ سورہ نور کی تلاوت کرتے جائیں اور ایک بڑا مشہور واقعہ ہے قرآن میں درج ہے ایک لفظ ہے ”اُفک“ لوگ کہتے ہیں ”اُفک“ اصل لفظ ”اُفک“ ہے، سنا ہوا ہے نا آپ لوگوں کا یہ واقعہ اگر نہیں سنا ہو تو اس کی تشریح کر دوں، مسئلہ یہ ہے کہ تمام مفسرین یہ لکھتے ہیں کہ نبی کی ایک بیوی کے بارے میں جنگ پر گیا ہوا تھا ایک قافلہ سب نے لکھا ہے تمام مفسرین نے تو قافلہ بڑھا تو ایک بیوی کا ناقہ پیچھے رہ گیا اور صفوان جو اس ڈیوٹی (Duty) پر تھا کہ جب قافلہ چلا جائے تو وہ یہ دیکھے کہ قافلے والوں کی کوئی چیز رہ تو نہیں گئی ہے تو وہ سامان سمیٹ کر سب سے آخر میں چلتا تھا جب وہ آیا اپنی ڈیوٹی انجام دینے کے لئے تو اس نے دیکھا کہ ایک خاتون اس صحرا میں موجود ہیں تو اس نے اپنے ناقے پر بٹھالیا اور مدینے تک پہنچا دیا جب مدینے میں صفوان داخل ہوا عماری لئے ہوئے تو پورے مدینے میں سنا نا ہو گیا جیسے سب گونگے ہو گئے جیسے کسی کو بولنا نہیں آتا لیکن جب دوسرے دن بولنا شروع کیا تو ایسا لگا جیسے یہ کبھی گونگے ہی نہیں تھے اب جو بولنا شروع کیا ابھی تک رسول بولا تھا مجمع خاموش تھا اور دوسرے دن مجمع بولنے لگا تو رسول گھر میں بند تھے اور کوئی جواب نہیں دیتے تو یہ آیت آئی جسے آیت اُفک کہتے ہیں جس میں اللہ نے کہا تم نے جو دعوے کیا

اے مسلمانو! اس دعویٰ پر تم چار گواہ نہ لاسکے اس لئے ہم بری کرتے ہیں اور جو الزام تم نے لگایا ہے عورت پر وہ اس سے بری ہے! یہ ہے وہ آیت سورہ نور کی اس پر ایک عجیب سی بحث ہے لیکن سورہ تحریم کی ان آیتوں کو جب سورہ نور سے ملائیں تو پتہ چلے گا کہ یہ دونوں چیزیں ایک ہیں۔ بس ہو گیا جواب اب توجہ سے آپ سن لیجئے مسئلہ کیا تھا کہ ماریہ قبطیہ سے رسولؐ کی ہر بیوی حسد رکھتی تھی۔ کھلی ہوئی بات ہے حسد اس لئے تھا کہ ماریہ کی گود میں ایک بچہ آیا کئی تقریروں میں کہہ چکا ہوں اور دوسری بیویوں کو بچہ نہ ملا جب ماریہ قبطیہ کی گود میں ابراہیم جیسا بیٹا آیا تو جب ماریہ مصر سے آئی تھیں تو ان کا سگا چچا زاد بھائی ہے ان کے ساتھ آیا تھا اور وہ ان کے گھر میں رہتا تھا وہ ان کے ساتھ رہتا تھا جب بیٹا پیدا ہوا نبیؐ کا تو ایک حجرے سے یہ آواز آئی کہ یہ بیٹا رسولؐ کا نہیں ہے بلکہ ماریہ کے چچا زاد بھائی کا بیٹا ہے اگر رسولؐ میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی تو ہم سے پیدا ہوتا، اس الزام کا لگنا تھا رسولؐ کے کانوں تک بات کا آنا تھا کہ آیت آئی کہ چار گواہ لاؤ یہ فقہ اسلامی ہے کہ عورت کے لئے عظمت بڑھا کر خدا نے بتایا کہ اگر شوہر دار بیوی پر گناہ کا الزام کوئی لگائے تو اس کو دوسو کوڑے شاہراہ پر لا کر مارو۔ نبیؐ کی بیوی پر زنا کا الزام جس نے لگایا اس کو سزا تو نہ دی جاسکی کیونکہ وہ بھی نبیؐ کی بیوی تھی آیت آگئی مولانا مقبول احمد صاحب نے تفسیر کی کہ جب امام زمانہ آئیں گے تو سب سے پہلے الزام لگانے والی عورت پر حد جاری کریں گے۔

مولانا مقبول احمد صاحب کا قرآن اس لئے پاکستان میں ضبط کیا گیا اسی مسئلہ پر ہوا ہے یہاں اس لئے نہیں شائع ہوتا کہ جنرل ایوب کے دور میں پابندی لگی تھی۔ بہر حال اب تو چھپ رہا ہے، دو سال سے لاہور سے آپ اس میں

ملاحظہ فرما سکتے ہیں پتہ چلا کہ سورہ نور کی وہ آیت ماریہ قبطیہ کی شان میں آئی جب چار گواہ پیش نہ کیے گئے، تو ماریہ پاکیزہ ہیں۔ بات یہاں پہ ختم ہوگئی حضورؐ نے حجت کو تمام کیا اور جواب کے یہ آخری جملے تاکہ میں اپنے موضوع پر آ جاؤں کہ جیسے ہی حضورؐ کے کان میں یہ آواز آئی کہ جو ماریہ کا چچا زاد بھائی ہے اس کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے، یہ سنا تھا کہ رسول اللہؐ نے مولائے کائنات علیؑ کو بلایا کہا علیؑ تلوار نکالو اور ماریہ کے چچا زاد بھائی کو قتل کر دو۔ علیؑ ذوالفقار لے کر چلے اس وقت ماریہ کا بھائی ماریہ کے پاس بیٹھا ہوا آداب نبوت سکھا رہا تھا جو کہ توریت کا ماہر تھا انجیل کا ماہر تھا اس لئے ان کو آداب سکھا رہا تھا اس نے علیؑ کو جلال میں دیکھا ڈر گیا تلوار دیکھی بھاگا باغ کی طرف گیا دیکھا علیؑ پیچھا کر رہے ہیں درخت پر چڑھ گیا اور اس کا لباس الٹ گیا لباس کا اُلٹنا تھا کہ علیؑ واپس آئے حضورؐ نے پوچھا کیا قتل کر دیا کہا کیسے قتل کر تا وہ تو مصر کا خواجہ سرا ہے۔ (نعرہ حیدری) وہ تو خواجہ سرا ہے وہ تو بچہ پیدا ہی نہیں کر سکتا پتہ چلا کہ ”عورت اور اسلام“، مرد اور اسلام میں ایک موضوع یہ بھی آتا ہے خیر سے لے کر یہاں تک آپؐ غور کیوں نہیں کر رہے یہ کیوں کہا رسولؐ نے کہ کل علم مرد کو دوں گا تو اس سے پہلے کیا عورتوں نے مانگا تھا۔ (نعرہ حیدری) آپؐ ہم سے کہتے ہیں تبرا پڑھتے ہو، رسولؐ نے مرد کیوں کہا زجل کیوں کہا کیا عورت پہلے گئی تھی پتہ چلا مرد کی ضد زجل کی ضد عورت نہیں بلکہ مرد کی ضد زجل کی ضد خواجہ سرا ہے (نعرہ حیدری) اس لئے نبیؐ نے کہا زجل، کل اس کو علم دیں گے جو کہ اگر غیر فرار ہو گا تاکہ اسلام میں جو ایسے آنے والے ہیں ان کا بھی تعارف ہوتا رہے۔ جملہ اب سنیئے رسولؐ نے کہا یا علیؑ یا علیؑ تین قسم کے انسان ہوں گے جن کے دل میں تمہاری محبت نہیں آ سکتی

ایک مشرک کے دل میں ایک جو حلائی نہ ہو، اور ایک جو منافق ہو۔ (نعرۂ حیدری)

اب جو بھی علیاً ولی اللہ کے خلاف بولے ولایت علی کے خلاف بولے، عزاداری کے خلاف بولے، منبر کے خلاف بولے، تبرک کے خلاف بولے یا حلائی نہیں یا منافق ہوگا۔ (نعرۂ حیدری) رسولؐ نے تعارف کا طریقہ بتا دیا پہچان لو پہچان لو، علیؑ مسکرانے لگے۔ رسولؐ بھی مسکرانے لگے، کیا کہنا خیر میں علیؑ نے منافق کی پہچان بتادی۔ ابھی یہ بات رہ گئی تھی کہ عورتوں میں منافق عورتوں کو کیسے پہچانا جائے وہ ماریہ قبطیہؓ نے بتایا، ماریہ قبطیہؓ نے بتایا جیسا کہ میں نے کہا کہ کردار عورت کا کردار اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عائشہ بنت الشاطیؓ کربلا کی شیر دل خاتون میں لکھتی ہیں کہ عرب میں عرب کی عورت کی شجاعت کو پرکھا جائے تو زینبؓ سے زیادہ شجاع کوئی نہیں کتنی ہی کوئی عورت شجاع کیوں نہ ہو اب اس جملے کے بعد جو جملہ ہے اس میں ایک واقعہ لکھا ہے تاکہ عظمت آپؐ کی سمجھ میں آجائے۔ حضورؐ کی پھوپھی جناب صفیہ بنت عبدالمطلبؓ یہیں کسی عشرے میں پڑھ چکا ہوں چار سال پانچ سال پہلے ”قاتلان حسینؑ“ کے موضوع پر پڑھتے ہوئے لیکن دہرا ہا ہوں استدلال کے لئے خندق کا لشکر اور جس طرف عورتوں کے خیمے تھے جن لوگوں نے زیارت کی ہے جہاں پر مسجد فاطمہؓ زہراؑ بنی ہوئی ہے وہاں پر کبھی جب لڑائی چھڑی تھی تو خواتین کے خیمے لگے ہوئے تھے اس کا پچھلا حصہ تھا پہاڑی کے قریب دشمن پہاڑی درہ کو پار کر کے عورتوں کے خیمے کی طرف آگئے خواتین اسلام کی طرف تو ایک کافر کو دشمنوں نے بھیجا لشکر کی طرف کہ تم محمدؐ کے لشکر میں جاسوسی کر کے آؤ کہ لشکر کتنا ہے حالانکہ ادھر خواتین تھیں سب کو اطمینان تھا کہ لشکر تو پیچھے ہے قدموں کی چاپ جناب صفیہؓ نے سنی اسی واقعہ کو

ایرانی خواتین کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر علی شریعتی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اور یہ تاریخ میں تو موجود ہے کہتے ہیں کہ جناب صفیہؓ نے دیکھا کہ لشکرِ ذور ہے ایک آدمی تلوار لئے بڑھتا چلا آ رہا ہے تو حضورؐ نے اسلامی خواتین کی حفاظت کے لئے حستان بن ثابت جو اسلامی شاعر تھے ان سے کہا تھا کہ یہ تمہاری ڈیوٹی ہے کہ عورتوں کے خیموں کی تم حفاظت کرتے رہنا صفیہؓ نے پکار کر کہا حستان ادھر پیچھے یہودی آگئے ہیں تلواریں لئے ہوئے ذرا آگے بڑھو تو انہوں نے ایک شعر پڑھا کہا عبدالمطلبؑ کی بیٹی ہم تو صرف شعر کہتے ہیں ہم تلوار نہیں چلا سکتے، جلال آ گیا سردار عرب عبدالمطلبؑ کی بیٹی کو، علیؑ کی پھوپھی، فاتح خیبر و خندق کی پھوپھی ہیں، علیؑ کی زڑہ پہنی، سہیل کی زڑہ پہنی، خود سر پر رکھا پورا فوجی لباس پہن کر علیؑ کی تلوار اٹھائی، خیمے کی قنات کو کاٹا، جو کافر آگے بڑھ رہا تھا اس کے سر کو کاٹا، ایک دار میں سر کو کاٹا، سر کو اٹھا کر لشکر پہ پہنچ کے مارا لشکر سمجھا ہی نہیں کہ یہاں مرد ہیں کہ عورتیں، سب بھاگ گئے۔ (نعرہ صلوٰۃ) سب بھاگ گئے اس کے بعد رسولؐ سے جا کر جناب صفیہؓ نے کہا یہ کیا کیا آپ نے کہ شاعر کو حفاظت پر مامور کر دیا اور شاعر کو کسی نے تلوار چلانا نہیں سکھایا، شاید یہ جملہ تاریخ میں مداحین آلِ محمدؐ کو کھل گیا یہی وجہ تھی جتنے مرثیے نگار گزرے انہوں نے تلوار دکھانے سے پہلے تلوار چلانا سیکھی۔

میر انیس کی سوانح حیات میں ہے کہ جوانی میں تلوار چلانا سیکھی ہے تب تلوار مرثیوں میں دکھائی ہے۔ (نعرہ صلوٰۃ) تب علیؑ کی لڑائی دکھائی ہے تلوار اور عورت، واہ عائشہ بنت الشاطی لکھتی ہے زینبؓ جیسی شجاع کے لئے آسان تھا کہ بعد کر بلا اگر تلوار اٹھا لیتیں تو میں نے اسی لئے استدلال میں یہ واقعہ دیا ہے کہ

عبدالطلب کی گھر کی عورت کے ہاتھ میں اگر تلوار آ جائے تو وہ جنگ کر سکتی ہے اور اس کا جملہ میں دینا چاہتا ہوں جو اس نے قیمتی جملہ لکھا ہے مشکل نہیں تھا زینب کے لئے فاتح خیبر کی بیٹی تھیں اور رسول کی شجاعت بھی وراثت میں آ رہی تھی انھیں کی طرف سے بھی شجاعت تھی، تلوار اٹھا لیتیں لیکن عائشہ بنت الشاطی کہتی ہے کہ جب ہم موازنہ کرتے ہیں کہ ایک عورت جس کو منع کیا گیا تھا کہ وہ گھر سے باہر قدم نہ نکالے اور وہ باہر آ جاتی ہے اور ناکامیاب ہو جاتی ہے اس لئے کہ اسے تلوار چلانا نہیں آتا تھا اس کے اجداد میں کسی نے تلوار نہیں چلائی تھی یہاں حضرت زینب کے تواجدا میں شجاعت آ رہی تھی پھر بھی حضرت زینب نے تلوار نہیں اٹھائی امام وقت سے پوچھا کہ خیموں میں جل کے مرجائیں یا باہر جائیں (نعرۂ حیدری) عائشہ بن الشاطی یہ خاتون بھی مصر کی ہیں اور ہماری ہم عقیدہ نہیں ہیں لیکن بہت اچھی کتاب شہزادی زینب پر انہوں نے لکھ دی ہے مجنوں گھور کھپوری سے میری بات ہوئی ان کا ایک انٹرویو (Interview) تھا تو گفتگو ہو رہی تھی میرا نئے موضوع تھے، مجنوں گھور کھپوری کا کہنا تھا کہ میرا نئے نے عورتوں کا کردار جو اپنے کلام میں دکھایا ہے اس میں عورتوں کو روتے پیٹتے دکھایا، بین کر رہی ہیں شہیدوں کے جانے پر روتی ہیں تو عرب عورت کا کردار یہ نہیں تھا تو میں نے کہا پھر عرب عورت کا کردار کیا تھا انہوں نے کہا کہ اگر عرب عورت کا کردار آپ کو دیکھنا ہے آئیڈیل (Ideal) کردار عرب عورت کا تو ہندہ تھی اس کے باپ، اس کے بھائی، اس کے چچا کو مارا گیا اس نے قسم کھائی کہ بدلہ لیں گے اس نے بدلہ لے کر حمزہ سے دکھا دیا یہ ہے عرب عورت جو اپنا بدلہ لے لیتی ہے لیکن انیس نے جن عورتوں کو دکھایا ہے وہ روتی دھوتی ہیں اپنے ورثا کے

مر جانے پر ہم نے کہا کہ آپ نے پھر کلام انیس پڑھا نہیں۔

یزید کا دربار ہے اور دیکھئے میرا انیس کس طرح جناب زینب کو پیش کر رہے ہیں:
آل محمد کو حقارت سے نہ دیکھ او مقہور سب ظاہر ہے کہ ہم لوگ ہیں اللہ کا نور
مار کر سبط پیغمبر کو یہ نخوت یہ غرور خیر نہ ہم دُور نہ تو دُور نہ محشر ہے دُور
ہندہ جگر خواہہ کا کردار فکر نہیں بدی مسلمانوں کی کاش ادب سمجھ کر انیس کو پڑھا
ہوتا تو زینب کی سیرت سمجھ میں آ جاتی۔ اب سنا رہا ہوں اس بند کی بیت کو سخن فحش پوری
اس کو سمجھیں گے اور خدا کرے سب کی سمجھ میں آ جائے جو میں پڑھنے جا رہا ہوں۔

حق کا دریائے غصب جوش میں جب آئے گا
باندھنا ہاتھوں کا سادات کے کھل جائے گا
نعرۂ حیدری! نعرۂ صلوة۔

حق کا دریائے غصب جوش میں جب آئے گا
باندھنا ہاتھوں کا سادات کے کھل جائے گا

غور کیا آپ نے یہ ہیں انیس اور اس طرح حضرت زینب کے کردار کو پیش کیا
ہے، حضرت زینب اپنے بیٹوں سے فرماتی ہیں:

جاؤ الگ کھڑے ہو ہاتھوں کو جوڑ کے

کیوں آئے ہو یہاں علی اکبر کو چھوڑ کے

سر کو، ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس ایسا نہ ہو، کہ دیکھ لیں شاہِ فلک اساس
کھوتے ہو اور آئے ہو تم مرے حواس بس قابل قبول نہیں ہے یہ التماس
رونے لگو گے پھر، جو بُرا یا بھلا کہوں

اس ضد کو بچنے کے سوا اور کیا کہوں؟

ایک شجاع عورت کیسے بولتی ہے انیس کے کلام میں عورت کا کردار دیکھئے!



پھر تم کو کیا، بزرگ تھے گرفتار روزگار زبیا نہیں ہے وصفِ اضافی پہ افتخار
جو ہر وہ ہیں جو تیغ کرے آپ آشکار دکھلا دو آج، حیدر و جعفر کی کارزار
بیت سنئے گا!

تم کیوں کہو کہ ”لال خدا کے ولی کے ہیں“
فوجیں پکاریں خود کہ ”نوا سے علی کے ہیں“
کیا کچھ علم سے جعفر طیار کا تھانام؟ یہ بھی تھی اک عطائے رسولؐ فلک مقام
گہری لڑائیوں میں بن گئے انہیں سے کام جب کھینچتے تھے تیغ تو ہلتا تھا روم و شام
بے جاں ہوئے تو نخل و غانے شردیئے
ہاتھوں کے بذلے حق نے جواہر کے پردیئے
زینبؓ بول رہی ہیں:

لشکر نے تین روز ہزیمت اٹھائی جب بخشا علم رسولؐ خدا نے علیؓ کو تب
مرحبِ قتل کر کے بڑھا جب وہ شیر رب در بند کر کے قلعے کا بھاگی سپاہ سب
(نعرہ حیدری)

اُکھڑا وہ یوں، گراں تھا جو در سنگ سخت سے
جس طرح توڑ لے کوئی پتا درخت سے
نغمے میں تین دن سے ہے مشکل کشا کلال اماں کا باغ ہوتا ہے جنگل میں پھمال
پوچھا نہ یہ کہ ”کھلے ہیں کیوں تم نے نہ کے بال؟“ میں لٹ رہی ہوں اور تمہیں منصب ہے خیال
غم خوار تم میرے ہو، نہ عاشق امام کے
معلوم ہو گیا مجھے، طالب ہو نام کے
ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ قام غصے کو آپ تمام لیں، اے خواہرِ امام!
واللہ، کیا مجال، جو لیں اب علم کا نام کھل جائے گا، لڑیں گے جو یہ با وفا غلام
فوجیں بھگا کے گنج شہیداں میں سوئیں گے

تب قدر ہوگی آپ کو، جب ہم نہ ہوئیں گے

آواز دی پیارو! ماں کو مرنے کی خبر دیتے ہو، زینب تم سے خوش ہوگئی، زینب تم سے خوش ہوگئی۔ تقریر ختم ہوگئی اسیر چھوٹ گئے شام سے چلے تو اب پردے کا اہتمام تھا اب لشکر گرد تھا اسیروں کو لئے ہوئے قافلہ کربلا کی طرف رواں تھا زینب بھائی کی قبر پر پہنچیں عمار سے اپنے آپ کو گرا دیا لپٹ کر بھائی کی قبر سے روئیں بس ایک جملہ کہا دیکھئے زینب نے نہ نانا سے شکوہ کیا نہ بھائی سے شکوہ کیا بس توجہ رکھیے گا بھائی سے اتنا کہا بس ایک جملہ کہا کہ اے بھیا جب تم رخصتہ آخر کے لئے آئے تھے تو تم نے سکینہ کو میرے حوالے کیا تھا اے بھیا میں کیا کروں میں سکینہ کو واپس نہ لاسکی۔ اس لئے کہ آپ خود آئے تھے قید خانے میں اور سکینہ کو بلا کر لے گئے وہ بچی واپس نہیں آئی اے بھیا رخصتی سلام، صغرا انتظار کر رہی ہوگی اے بھیا اب زینب جا رہی ہے اب کبھی اس قبر پر آنا نہ ملے گا مدینے آگئیں، بڑا کہرام ہوا پورے مدینے میں ماتم تھا نانا کی قبر پر پہنچیں لیکن کوئی فریاد نہ کی بس اتنا کہا نانا خون بھرا کرتا آپ کے نواسے کا لے کر آگئی لیکن جب رات ہوئی تو جنت البقیع کی طرف چلیں فضلہ ساتھ تھیں جب ماں کی قبر پر پہنچیں تو رات کی تاریکی میں آواز دی اماں میں نے بھیا کو نہیں بتایا اماں میں نے نانا کو نہیں بتایا اماں اٹھ کر دیکھئے زینب کے وہ بازو جنہیں آپ چومتی تھیں ان میں رسی باندھی گئی اماں آپ کے علاوہ میں نے یہ کسی کو نہیں بتایا، سنیے گا۔ ابھی آپ نے مرثیہ سنا اور اسی ذکر پہ میں تقریر کو تمام کر رہا ہوں راوی کہتا ہے کہ مدینے سے واپسی پر مدینے کا یہ عالم تھا کہ پانچ بیبیاں ایسی تھیں جن کے گھر پر روز مجلس ہوتی تھیں اور یہ پانچ بیبیاں دن میں یارات میں کبھی سائے میں نہیں بیٹھیں، رات اوس میں، دن دھوپ میں، ایک ام البنین ایک ام رباب، ایک

ام لیلیٰ ایک جناب زینب ایک جناب ام کلثوم یہ تمام بیبیاں دن بھر دھوپ میں بیٹھ کر ماتم کرتیں اور حسین کے گھر کو نہیں چھوڑا کوئی اپنے گھر نہیں گیا ایک دن شام تھی سید الساجدین اپنے حجرے میں بیٹھے بابا کو آنسو بہا کر یاد کر رہے تھے کہ پھوپھا عبداللہ ابن جعفر آگئے جن بچوں کا ذکر سنا عون و محمد کے باپ آگئے آکر کہا بیٹا سید الساجدین تمہاری پھوپھی کو آئے ہوئے عرصہ ہو گیا کیا اپنے گھر نہ آئیں گی کہا کہ آج میں پھوپھی سے عرض کروں گا پھوپھی کی خدمت میں گئے اور کہا پھوپھی اماں پھوپھا عبداللہ ابن جعفر آئے تھے کہتے تھے کہ کیا تمہاری پھوپھی اپنے گھر نہ آئیں گی تو کہا کیا کروں اس گھر میں جا کر تم امام وقت ہو اگر تم کہتے ہو تو پھوپھی چلی جائے گی۔ آج شب کو میں جاؤں گی رات آئی، چادر سر پر ڈالی، گھر کا رخ کیا صحن کا دروازہ کھولا، گھر میں داخل ہوئیں وہ بی بی جو بچوں کے لاشے آنے پر نہ روئی جو سروں کو دیکھ کر قید خانے میں نہ روئی، کربلا پہنچ کر گنج شہید اں میں نہ روئی کبھی زبان پر بچوں کا نام نہ لیا ایک بار جو ایران حجرے، بچوں کے نظر آئے، خالی مکان نظر آیا تو آواز دی اے عون و محمد زینب کا گھر اجڑ گیا، کہاں ہو میرے بچو! یہ گھر اب زینب کو اچھا نہیں لگتا! اے عون و محمد ماں پکار رہی ہے اے میرے لال! اے میرے بچو ماں کی فریاد پر صدادو، بارالہ ہمیں کوئی غم نہ دینا غم حسین کے سوا۔ بارالہ ہم یہ پورا عشرہ جناب فاطمہ زہرا کی خدمت میں پُرسے کے طور پر پیش کرتے ہیں شہزادی ہر سامع، ہر ذاکر، ہر ماتم دار کا آنا قبول کیجئے۔ یہ جتنے بچے ہیں انہیں کوئی غم نہ ہو، غم منائیں تو آپ کے لعل کا منائیں، یہ کبھی کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہوں۔ مولا تمام مومنین کے رزق میں برکت ہو، صدقے میں محمد و آل محمد کے، جو بے اولاد ہیں انہیں اولاد دینے عطا فرما، جو بیمار ہیں مولا انہیں شفا عطا فرمائیں۔ آمین!..... گھبرائے گی زینب